تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق





نورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



درس نظامی کے طلباء وطالبات کے لیے

خوشخبری

الحمدللہ نورانی گائیڈز اپڈیٹ کردی گئی ہیں

2014 سے 2020 تک کے تمام حل شدہ پرچہ جات





Read Online

Download PDF

پیشکش
حافظ محمد حسنین اسدی +923145879123

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر' کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات' کتب فقہ کے تراجم وشروحات' کتب درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصاب تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حدتک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ' کوئی لائبریری' کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علی ذلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم "نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)" کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں' جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں' تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأھل السنة باکستان

ثانویہ خاصہ (ایف اے سال اول) سنة 1435ھ 2014ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 3 اور 6 لازمی ہیں باقی ہر قسم سے کوئی ایک ایک سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... قرآن

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ میں سے کسی پانچ کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۴۰)

۱- يٰاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۝

۲- رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ۝

۳- قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ؕ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ۝

۴- قَالَ قَدۡ اُجِيۡبَتۡ دَّعۡوَتُكُمَا فَاسۡتَقِيۡمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيۡلَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۝

۵- وَلَئِنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً ثُمَّ نَزَعۡنٰهَا مِنۡهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـــُٔوۡسٌ كَفُوۡرٌ۝

۶- فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطۡغَوۡا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ۝

سوال نمبر 2: درج ذیل آیات مبارکہ میں سے کسی پانچ کا ترجمہ لکھیں؟ (۴۰)

١- ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا۝

٢- وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۝

٣- وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا۝

٤- فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۝

٥- وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى۝

٦- وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۝

سوال نمبر3: درج ذیل آیت مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟(١٠)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

القسم الثانی ...... حدیث

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے پانچ احادیث کا ترجمہ لکھیں؟ ہر ایک حدیث سے کون سا مسئلہ ثابت ہوتا ہے؟(٤٠)

١- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال ماعاب رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاماقط، ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه .

٢- عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعى احدكم فليجب، فان كاصائما فليصل وان كان مفطرا فليطعم .

٣- عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلى الله عليه وسلم قال البركة تنزل وسط الطعام فكلوا من حافتيه ولا تأكل من وسطه .

٤- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عيله

وسلم أن يشرب من فى السقاء أو القربة .

٥- عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ينظر الله يوم القيمة الى من جرازاره بطرا .

٦- عن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن مسلم يموت له ثلاثة لم يبلغوا الحنث الا أدخله الله الجنة بفضل رحمته اياه .

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے پانچ احادیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ ہر حدیث سے کون سا مسئلہ ثابت ہوتا ہے؟(٤٠)

١- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام الاثنين كافى الثلاثة، وطعام الثلاثة كافى الأربعة .

٢- عن أبی موسى الأشعرى رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الاستيذان ثلاث فان أذن لك والافارجع .

٣- عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا وقعت لقمة احدكم فليأخذها فليمط ماكان بها من أذى وليأكلها .

٤- عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه نهى أن يشرب قائما قال قتادة فقلنا لأنس فالأكل قال ذالك أشرو أخبث .

٥- عن أم سلمة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الذى يشرب فى آنية الفضة انما يجرجر فى بطنه نار جهنم .

٦- عن أبى رافع أسلم مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من غسل ميتاً فكتم عليه غفر الله له أربعين مرة .

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟(١٠)

تُكُرْكِرُ، الترة، لاخلاق، العنزة، نهمته، تائبون، حامدون، عابدون، الطروق، اربعوا

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

القسم الاوّل......قرآن

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ میں سے کسی پانچ کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

۲- رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ۝

۳- قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۝

۴- قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۝

۵- وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَیَـٔوْسٌ كَفُوْرٌ۝

۶- فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝

جواب:

۱- اے ایمان والو! جب کافروں کی کسی فوج سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

۲- اور انہوں نے پسند کیا کہ ہو جائیں وہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر لگادی گئی ان کے دلوں پر پس وہ سمجھتے نہیں۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ لوگ خوش ہوں کہ جن کو جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہیں یہ ان کے لیے بہتر ہیں۔

۴- تحقیق قبول کی گئی تم دونوں کی دعا پس تم ثابت قدم رہو نہ تم اتباع کرو ان لوگوں کے راستے کی جو جانتے نہیں۔

۵- اور اگر ہم چکھائیں انسان کو رحمت اپنی طرف سے پھر ہم رحمت کو اپنی طرف کھینچ لیں تو نا امید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔

۶- تو آپ ثابت قدم رہیں جیسے کہ آپ کو حکم دیا گیا اور جو توبہ کریں آپ کے ساتھ اور تم حد سے نہ بڑھو۔ بے شک وہ دیکھتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔

سوال نمبر 2: درج ذیل آیات مبارکہ میں سے کسی پانچ کا ترجمہ لکھیں؟

۱- ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا۝

۲- وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۝

۳- وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا۝

۴- فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۝

۵- وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى۝

۶- وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى۝

جواب:

۱- پھر تم کو دشمنوں پر غلبہ دے کر دوبارہ تمہارے دن پھیرے اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو بڑے جتھے والے بنا دیا۔

۲- اور ہم نے آدمی کی برائی اور بھلائی کو اس کے ساتھ لازم کر دیا اس کے گلے کا ہار بنا

دیا یعنی ہر ایک کی تقدیر ہر ایک کے ساتھ ہے اور قیامت کے دن ہم ان کا نامہ اعمال نکال کر ان کے سامنے پیش کر دینگے جو ان کو وہ کھلا ہوا ملے گا۔

۳-اور اس کے لیے کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہیں تھا وہ انتقام لینے والا۔

۴-لہٰذا ہم نے ارادہ کیا کہ تبدیل کر دے ان کے لیے ان کا رب جو اس سے بہتر ہو ستھرا ہو اور زیادہ قریب ہو رشتہ داری میں۔

۵-اور جو شخص اللہ کے حضور آئے ایمان کی حالت میں تحقیق اس نے نیک عمل کیے ہوں۔ پس یہی لوگ ان کے لیے بلند درجے پر ہیں۔

۶-پس جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا پس اس کے لیے تنگ زندگی ہے ہم اٹھائیں گے اس کو قیامت کے دن۔

سوال نمبر3: درج ذیل آیت مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

جواب:

۱-اے نبی! آپ فرمادیں ان قیدیوں کو جو قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لیا گیا اور وہ تمہیں بخش دے گا۔

القسم الثانی...... حدیث

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے پانچ احادیث کا ترجمہ لکھیں۔ ہر ایک حدیث سے کون سا مسئلہ ثابت ہوتا ہے؟

۱-عن أبی هريرة رضی الله عنه قال ماعاب رسول الله صلی الله عليه وسلم طعاما قط ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه ۔

۲-عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا دعی احدكم فليجب فان كان صائما فليصل وان كان مفطرا فليطعم ۔

۳-عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال البركة تنزل وسط الطعام فكلوا من حافتيه ولا تأكل من وسطه ۔

۴-عن أبی هريرة رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله عيله وسلم أن يشرب من فی السقاء أو القربة ۔

۵-عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لا ينظر الله يوم القيمة الی من جرازاره بطرا ۔

۶-عن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مامن مسلم يموت له ثلاثة لم يبلغوا الحنث الا أدخله الله الجنة بفضل رحمته اياه ۔

جواب:

۱-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے سے عیب نہیں نکالا اگر پسند فرماتے تو تناول فرمالیتے اور اگر ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔

مسئلہ:-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے۔

۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کسی ایک کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ قبول کرے۔ اگر وہ روزے دار ہے تو اس کے لیے دعا کر دے اور اگر روزے دار نہیں تو کھانا کھالے۔

مسئلہ:-دعوت کو قبول کرنا سنت ہے اور وہ بھی ہر حال میں۔

۳-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت کھانے کے درمیان اترتی ہے' لہٰذا تم اس کے

کناروں سے کھاؤ درمیان سے نہ کھاؤ۔

مسئلہ:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا ایک طرف سے کھانا چاہیے درمیان سے نہیں۔

۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وسلم نے مشکیزے سے (منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا۔

مسئلہ:- مشک سے منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے ہوسکتا ہے کیونکہ ممکن ہے اس کے اندر کوئی نقصان دینے والی چیز ہو۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے ازار کو تکبر سے کھینچتا ہے۔

مسئلہ:- شلوار یا تہبند ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے۔

۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وسلم نے فرمایا: نہیں کوئی مسلم کہ اس کے تین (بچے) فوت ہو جائیں اور وہ بالغ نہ ہوئے ہوں مگر اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

مسئلہ:- واضح ہے۔

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے پانچ احادیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ ہر حدیث سے کون سا مسئلہ ثابت ہوتا ہے؟

۱- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم طعام الاثنين كافی الثلاثة وطعام الثلاثة كافی الأربعة .

۲- عن أبی موسی الأشعری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الاستيذان ثلاث فان أذن لك والافارجع .

۳- عن جابر أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال اذا وقعت لقمة أحدكم فلياخذها فليمط ما كان بها من أذی وليأكلها .

۴- عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه نهی أن يشرب قائما، قال قتادة، فقلنا لأنس فالأكل قال ذالك أشرو أخبث .

۵- عن أم سلمة رضی الله عنها أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال الذی يشرب فی آنية الفضة انما يجرجر فی بطنه نار جهنم .

۶- عن أبی رافع أسلم مولی رسول الله صلی الله عليه وسلم قال من غسل ميتاً فكتم عليه غفر الله له أربعين مرة .

جواب:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کا کھانا تین کے لیے کافی ہے، تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ:- اتفاق میں برکت ہے لہٰذا مل کر کھانا کھانا چاہیے۔

۲- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت تین بار لینا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس پلٹ جاؤ۔

مسئلہ:- جب کسی کے گھر جائیں تو تین بار دستک دیں پھر اگر کوئی اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس آ جانا چاہیے۔

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ وہ اسے اٹھالے اور اس سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کر کے کھالے۔

مسئلہ:- لقمہ گرنے سے حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اسے اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو فرمایا: کھڑا ہو کر کھانا تو پینے سے بھی زیادہ برا

عمل ہے۔

مسئلہ:- کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے۔

۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ چاندی کے برتن میں پیتا ہے بے شک وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔

مسئلہ:- چاندی اور سونے کے برتن کو کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا منع ہے۔

۶- حضرت ابو رافع اسلم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں' سے روایت ہے: جس بندے نے میت کو غسل دیا پھر اس نے اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس مرتبہ بخشش فرمائے گا۔

مسئلہ:- میت کو غسل دیتے وقت اس کے عیبوں کو ظاہر نہ کرنا چاہیے۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

تُكَرْكِرُ، الترة، لاخلاق، العنزة، نهمته، تائبون، حامدون، عابدون، الطروق، إرْبَعُوا

جواب:

الفاظ	معانی
۱- تُكَرْكِرُ	وہ دانے پیستی ہے
۲- الترہ	نقص
۳- لاخلاق	نہیں کوئی حصہ
۴- تائبون	توبہ کرنے والے
۵- حامدون	حمد بیان کرنے والے
۶- عابدون	عبادت کرنے والے
۷- طروق	رات کے وقت آنا

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

ثانویہ خاصہ (ایف اے سال اول) سنة 1435ھ 2014ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی القسم الاول سے دو اور القسم الثانی میں سے ایک سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) صحیح اور غلط کی نشاندہی کیجئے (کسی پانچ کی) ہر جز کے 2 نمبر ہیں؟ (۱۰)

۱- مسح راس میں فرض پیشانی کی مقدار تک مسح کرنا ہے۔

۲- جنون ناقض وضو ہے۔

۳- ایسا پانی جس میں پاک چیز مل جائے اور اس کے اوصاف میں سے کسی ایک کو تبدیل کر دے تو اس سے وضو جائز نہیں۔

۴- مینڈک اگر پانی میں مر جائے تو پانی کو ناپاک کر دیتا ہے۔

۵- عمامہ شریف پر مسح کر لینا وضو میں جائز نہیں۔

۶- مرد کے ستر عورت میں ناف خارج اور گھٹنے شامل ہیں۔

(ب) مختصر جوابات دیجئے؟ (۱۰)

۱- تکبیر تحریمہ میں اللہ اعظم کہنے سے نماز ہو جائے گی؟ اختلاف آئمہ بیان کیجئے۔

۲- اگر کسی نے دوران سجدہ ناک یا پیشانی میں سے کسی ایک پر اقتصار کیا تو کیا سجدہ ہو جائے گا؟

۳- نماز میں قرأت کا ادنیٰ درجہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک کیا ہے؟

۴- اردو میں ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں: وان نام فاحتلم أوجن أو اغمى عليه أو قهقه استانف الوضوء والصلوٰة .

سوال نمبر2: لاتجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند غروبها الا عصر يومه ولا عند قيامها فى الظهيرة ولا يصلى على جنازة ولا يسجد للتلاوة ويكره أن يتنفل بعد صلوٰة الفجر حتى تطلع الشمس وبعد صلوٰة العصر حتى تغرب الشمس .

(۱) عبارت مذکورہ کا ترجمہ کیجئے اور اعراب لگایئے؟ (۱۰)

(۲) جن اوقات میں نماز و نوافل جائز نہیں ان کی وضاحت قدوری شریف کی روشنی میں لکھیں؟ (۵)

سوال نمبر3: الزكوة واجبة عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق أو الذهب يقومها بما هو انفع للفقراء والمساكين منهما .

(۱) ترجمہ کرتے ہوئے خط کشیدہ کی وضاحت فرمائیں؟ (۱۵)

سوال نمبر4: ومن صلى الظهر فى منزله يوم الجمعة قبل صلوٰة الامام ولا عذر له كره له ذلك وجازت صلوٰته فان بداله أن يحضر الجمعة فتوجه اليها بطلت صلوٰة الظهر عند أبى حنيفة رحمه الله تعالى بالسعى اليها وقال أبو يوسف و محمد رحمهما الله لا تبطل حتى يدخل مع الامام .

(i) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۵)

(ii) مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ بیان کریں؟ مفتی بہ قول کی نشاندہی کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی ...... اصول فقه

سوال نمبر5: ظاہر نص، مفسر اور محکم کی تعریفات مع امثلہ قلمبند کیجئے؟ (۲۰)

سوال نمبر6: خبر متواتر، مشہور اور واحد کی تعریفات مع امثلہ بیان کیجئے؟ (۲۰)

سوال نمبر7: اداء وقضاء کی تعریف، حکم مع امثلہ بیان کریں؟ (۲۰)

(الف) ثم الاجماع على اربعة اقسام: اجماع کی اقسام اربعہ بیان کیجئے؟ (۱۰)

(ب) شروط صحة القياس خمسة: شروط صحت قیاس مع امثلہ تحریر کریں؟ (۲۰)

(ج) عموم مجاز کسے کہتے ہیں وضاحت کریں اور حقیقت مہجورہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

نوٹ: 2014ء سے چونکہ فقہ کا نصاب تبدیل ہو چکا ہے، لہٰذا فقہی مسائل کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اصول فقہ سے متعلق سوالات کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اصول فقہ

سوال نمبر 1: ظاہر نص، مفسر اور محکم کی تعریفات مع امثلہ قلمبند کیجئے؟

جواب: ظاہر اور نص کی تعریفیں:

ظاہر وہ کلام ہے جس کی مراد ظاہر ہو اور سامع کو اس کے سمجھنے کے لیے کسی تامل کی ضرورت نہ ہو اور نص وہ کلام ہے جس کے لیے کلام کو چلایا گیا ہو۔ اس کی مثال ہے جیسے: فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث وربٰع ۔ اس کی مثال میں نص یعنی جس کے لیے کلام چلایا گیا ہے، وہ عدد کا بیان ہے یعنی کلام عدد بیان کرنے کے لیے چلایا گیا ہے اور ظاہر اس بات میں کہ آدمی تین یا چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

مفسر کی تعریف:

وہ کلام ہے جس کی مراد متکلم کی طرف سے بیان کرنے کی وجہ سے ظاہر ہو، اس حیثیت سے کہ اس کے ساتھ تاویل وتخصیص کا احتمال باقی نہ رہے جیسے: ارشاد ربانی ہے: فسجد الملئکة کلهم اجمعون ۔ اس میں اسم ظاہر ملئکة ہے مگر اس میں تخصیص کا احتمال باقی ہے کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا یا بعض نے تو جب کہا: کلھم تو تخصیص کا احتمال جاتا رہا مگر ابھی بھی تفرقے کا احتمال باقی ہے لیکن جب اجمعون کہا تو یہ احتمال بھی ختم ہو گیا۔

محکم کی تعریف:

محکم وہ کلام ہے جس میں مفسر سے زیادہ قوت ہو، وہ اس طرح کہ اس کا خلاف بالکل جائز نہیں ہوتا جیسے: "اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ".

سوال نمبر 2: خبر متواتر، مشہور اور واحد کی تعریفات مع امثلہ بیان کیجئے؟

جواب: خبر متواتر:

وہ حدیث ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہ ثابت ہو یعنی جس حدیث کو ہر زمانے میں اتنے لوگ روایت کریں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے زکوٰۃ کی مقدار، قرآن پاک کا منقول ہونا اور رکعات کی تعداد وغیرہ۔

خبر مشہور:

وہ حدیث ہے، جو صحابہ کے زمانہ میں خبر واحد کی طرح ہو لیکن دوسرے اور تیسرے زمانے میں مشہور ہو جائے اور امت اسے قبول کر لے حتیٰ کہ متواتر کی طرح ہو کر ہم تک پہنچے جیسے: مسح علی الخفین اور زنا کی صورت میں سنگسار کرنا۔

خبر واحد:

وہ حدیث ہے جسے ایک راوی سے ایک یا ایک جماعت سے ایک جماعت نقل کرے۔ اس میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ مشہور کی حد کو نہ پہنچے۔

سوال نمبر 3: اداء وقضاء کی تعریف، حکم مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: اداء:

عین واجب کو اس کے مستحق کے حوالے کرنا، مثلاً نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔

قضاء:

واجب کو اس کے مستحق کے حوالے کرنا، مثلاً کسی آدمی نے گندم کا ایک قفیز غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گیا تو ایک قفیز گندم کا خاص ہوگا اور جب کسی نے بکری غصب کی تو ہلاک

ہونے کی صورت میں قیمت کا ضامن ہوگا۔

اداء کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس انداز میں ادائیگی ہو جائے تو ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔ ادائے قاصر کا حکم یہ ہے کہ جب مثل کے ساتھ جبر نقصان ہو سکتا ہو تو نقصان پورا کیا جائے گا ورنہ نقصان کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ البتہ گناہ باقی رہے گا۔

قضاء کا حکم:

اگر اس نے کسی چیز کو مستحق کے حوالے کرنے اور اس کو سونپنے میں کوتاہی کی تو گناہ گار ہوگا اور اس کی سزا آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

سوال نمبر4: ثم الاجماع علی اربعة اقسام: اجماع کی اقسام اربعہ بیان کیجئے؟

جواب: اجماع کی چار قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ نص یعنی قرآن وسنت کے مقابل نہ ہو۔

۲۔ اس سے نص کا کوئی حکم تبدیل نہ ہو۔

۳۔ اصل سے فرع کی طرف جانے والا حکم عقل کے خلاف نہ ہو۔

۴۔ تعلیل کسی شرعی حکم کے لیے ہو لغوی بات کے لیے نہ ہو۔

۵۔ فرع کے لیے کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

ثانویہ خاصہ (الف اے سال اول) سنة 1435ھ 2014ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: اپنی مرضی کے چار سوالات حل کریں۔

سوال نمبر1: الکلمة لفظ وضع لمعنی مفرد ۔

(الف) ترجمہ کریں اور کلمہ کا لغوی واصطلاحی معنی نیز الف لام کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) لفظ کا لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) مفرد کے اعرابی احتمالات تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر2: الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ اس میں کتنے احتمال ہیں اور کون سا صحیح اور کون سا باطل ہے؟ (۱۰)

(ب) کافیہ کی روشنی میں اسم کے خواص تحریر کریں نیز خاصہ کی تعریف واقسام تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) معرب ومبنی کی تعریفات اور حکم تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر3: والأصل أن یلی الفعل ۔ فَلِذٰلِكَ جَازَ ضَرَبَ غُلَامَهُ زَیْدٌ وَامْتَنَعَ ضَرَبَ غُلَامُهُ زَیْدًا ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ نیز یہ بحث کس سے متعلق ہے اور علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ

تعالیٰ نے ایک مثال کو جائز اور ایک کو ممتنع فرمایا وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) نکرہ کو مبتدا بنانے کے لیے نکرہ میں تخصیص کی صورتیں مع امثلہ لکھیں؟ (۱۰)

(ج) کتنے مقامات پر خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہے مثالیں دیکر تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر 4: (الف) منادیٰ کی تعریف اور اعراب لکھیں؟ (۱۰)

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف اور شرائط لکھیں؟ (۱۰)

(ج) مفعول لہ کی تعریف مع مثال لکھیں نیز جمہور اور زجاج کا اختلاف واضح کریں؟ (۵)

سوال نمبر 5: (الف) مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریفات اور مستثنیٰ مجرور کب ہوتا ہے مثالیں دے کر لکھیں؟ (۱۰)

(ب) اضافت کی اقسام مع تعریفات اور ہر قسم کا فائدہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) بدل کی تعریف اور اقسام مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟ (۵)

سوال نمبر 6: (الف) ضمیر کی تعریف، اقسام اور کسی ایک قسم کی ضمیریں تحریر کیجئے؟ نیز ضمیر مرفوع متصل کہاں کہاں مستتر ہوتی ہے؟ (۱۰)

(ب) اسماء اشارہ کی تعریف اور اسماء اشارہ تحریر کریں اور حروف خطاب کے ملنے سے اسماء اشارہ کی تعداد کتنی ہو جاتی ہے؟ (۱۰)

(ج) اسماء اصوات کی تعریف اور اسماء اصوات تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر 7: (الف) معرفہ کی تعریف اور اقسام بیان کریں؟ نیز کن اقسام کو مبہمات کہتے ہیں اور کیوں؟ (۱۰)

(ب) کافیہ کی روشنی میں عل کی تذکیر و تانیث اور جمع قلت کی تعریف اور اوزان تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) فعل متعدی کی تعریف اور اقسام تحریر کریں؟ (۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: الکلمة لفظ وضع لمعنی مفرد ۔

(الف) ترجمہ کریں اور کلمہ کا لغوی و اصطلاحی معنی نیز الف لام کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) لفظ کا لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں؟

(ج) مفرد کے اعرابی احتمالات تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

کلمہ کا لغوی معنی: وہ لفظ ہے جو مفید جملہ ہو۔

اصطلاحی معنی: وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے موضوع ہو۔

الف لام کی اقسام: الف لام کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: 1- الف لام اسمی یعنی جو اسم فاعل یا اسم مفعول پر داخل ہو جیسے: الضارب۔ 2- الف لام حرفی یعنی جو اسم فاعل و مفعول کے غیر پر داخل ہو۔ پھر حرفی کی دو قسمیں ہیں: 1- زائدہ یعنی جس کو حذف کرنے سے مقصودی معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے۔ 2- غیر زائدہ یعنی جس کو حذف کرنے سے معنی میں خرابی لازم آئے۔

غیر زائدہ کی پھر چار قسمیں: 1- الف لام جنسی یعنی وہ الف لام جس سے جنسِ ماہیت کی طرف اشارہ ہو جیسے: الرجل خیر من المرأة۔ 2- الف لام عہد خارجی یعنی جس کا

اشارہ خارج میں معین فرد کی طرف ہو جیسے: فعصی فرعون الرسول ۔ 3- الف لام عہد استغراقی جس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں جیسے: ان الانسان لفی خسر ۔ 4- الف لام عہد ذہنی یعنی جس کا اشارہ ذہن میں غیر معین فرد کی طرف ہو جیسے: فاخاف ان یاکلہ الذئب۔

(ب) لفظ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ کا لغوی معنیٰ ہے پھینکنا جبکہ اصطلاح میں لفظ اس چیز کا نام ہے جس کو انسان تلفظ کرے۔

(ج) مفرد کے اعرابی احتمالات:

لفظ مفرد پر تین طرح کا اعراب پڑھ سکتے ہیں:

۱- رفع: تب یہ لفظ کی صفت واقع ہوگا۔

۲- نصب: تب یہ وضع کی ضمیر یا معنی سے حال واقع ہوگا۔

۳- جر: تب یہ معنی کی صفت واقع ہوگا۔

سوال نمبر2: الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ ما میں کتنے احتمال ہیں اور کون سا صحیح اور کون سا باطل ہے؟

(ب) کافیہ کی روشنی میں اسم کے خواص تحریر کریں نیز خاصہ کی تعریف و اقسام تحریر کریں؟

(ج) معرب و مبنی کی تعریفات اور حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

کلام وہ لفظ ہے جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ۔

ما میں احتمال: ما میں دو احتمال ہیں: (i) اس کو موصوفہ بھی بنا سکتے ہیں تب مابعد والا جملہ صفت ہوگا (ii) موصولہ بھی بنا سکتے ہیں تب مابعد والا جملہ صلہ ہوگا۔

(ب) اسم کے خواص:

لام کا داخل ہونا، جر کا داخل ہونا، تنوین کا آخر میں آنا، مضاف ہونا، مسند الیہ ہونا۔

کافیہ میں یہی پانچ خواص مذکور ہیں۔

خاصہ کی تعریف: شیء کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اسی شیء کے ساتھ خاص ہو غیر میں نہ پایا جائے۔

خاصہ کی اقسام: خاصہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- خاصہ شاملہ: جو مختص بہ کے تمام افراد کو شامل ہو جیسے: کاتب بالقوۃ انسان کے لیے۔

۲- خاصہ غیر شاملہ: جو مختص بہ کے تمام افراد کو شامل نہ ہو جیسے: کاتب بالفعل انسان کے لیے۔

(ج) معرب کی تعریف:

وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ۔

حکم: اس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے۔

مبنی کی تعریف: وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے: اکیلا زَیْدٌ یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو جیسے: ھٰؤلاءِ۔

حکم: اس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے کے ساتھ نہیں بدلتا بلکہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔

سوال نمبر3: والاصل ان یلی الفعل ۔ فَلِذٰلِکَ جَازَ ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدٌ وَامْتَنَعَ ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ نیز یہ بحث کس سے متعلق ہے اور علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کو جائز اور ایک کو ممتنع فرمایا وجہ تحریر کریں؟

(ب) نکرہ کو مبتدا بنانے کے لیے نکرہ میں تخصیص کی صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

(ج) کتنے مقامات پر خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہے مثالیں دیکر تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ

فاعل میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ ملا ہوا ہو اسی وجہ سے ضَـرَبَ غُلَامُ زَيْدٍ جائز ہے اور ضَرَبَ غُلَامُهٗ زَيْدًا منع ہے۔

علامہ موصوف نے یہ بحث فاعل سے متعلق ذکر کی ہے۔

جوازی ترکیب کی وجہ: ضَـرَبَ غُلَامُ زَيْدٍ والی ترکیب جائز ہے، کیونکہ اس ترکیب میں ہا ضمیر زید کی طرف راجع ہے اور زید چونکہ فاعل ہے۔ لہٰذا رتبے کے لحاظ سے وہ پہلے ہوا اگرچہ لفظوں میں بعد میں ہے۔ اس جگہ صرف لفظاً اضمار قبل الذکر لازم آیا رتبۃً نہیں اور یہ جائز ہے۔

ممنوعی ترکیب کی وجہ: دوسری ترکیب اس لیے منع ہے کہ اس میں غلامہ کی ضمیر زید کی طرف راجع ہے اور زید مفعول ہے۔ مفعول کا رتبہ فاعل کے بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا زید رتبے کے لحاظ سے بھی بعد میں ہے اور لفظوں کے اعتبار سے بھی۔ پھر لفظاً اور رتبۃً دونوں طرح اضمار قبل الذکر لازم آگیا جو کہ منع ہے۔

(ب) نکرہ مخصصہ کی صورتیں:

مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو لیکن نکرہ میں جب تخصیص آجائے تو وہ بھی مبتدا واقع ہوسکتا ہے۔ علامہ ابن حاجب نے تخصیص نکرہ کی چھ وجوہ بیان فرمائی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نمبر ۱- جب نکرہ کی صفت آجائے تو نکرہ خاص ہوجاتا ہے جیسے: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۔ اس مثال میں عبد نکرہ ہے اور مبتدا ہے کیونکہ مومن صفت آنے سے خاص ہو گیا۔

نمبر ۲- متکلم کے علم کے اعتبار سے بھی نکرہ میں تخصیص آجاتی ہے جیسے: أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ اِمْرَاَةٌ ۔ اس مثال میں رجل نکرہ اور مبتداء واقع ہو رہا ہے، کیونکہ متکلم کو اتنا تو پتہ ہے کہ گھر میں دونوں میں سے ایک ضرور ہے مگر تعیین کا نہیں پتہ۔ اب وہ سوال کرکے دونوں میں سے ایک کی تعیین طلب کر رہا ہے۔

نمبر ۳- عموم کے اعتبار سے بھی نکرہ میں تخصیص آجاتی ہے جیسے: مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ۔ اس مثال میں احد نکرہ ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے، کیونکہ اس میں عموم آگیا۔ جب یہ عام ہوگیا تو تخصیص پیدا ہوگئی، کیونکہ قاعدہ ہے نکرہ جب نفی کے تحت واقع ہو تو عموم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب تمام سے نفی ہوگئی تو تخصیص حاصل ہوگئی۔

نمبر ۴- صفت مقدر کی وجہ سے بھی نکرہ خاص ہوجاتا ہے جیسے: شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ ۔ اس مثال میں شر نکرہ ہے اور مبتداء واقع ہو رہا، کیونکہ یہ موصوف ہے جبکہ اس کی صفت مقدر ہے۔ اصل عبارت یوں تھی: شَرٌّ عَظِيْمٌ شر عظیم نے کتے کو بھگایا ہے حقیر نے نہیں۔ لہٰذا اس میں صفت مقدر کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوگئی۔

نمبر ۵- خبر کو مقدم کرنے سے بھی نکرہ خاص ہوجاتا ہے جیسے: فِي الدَّارِ رَجُلٌ ۔ اس مثال میں رجل نکرہ ہے اور مبتدا ہے جس میں تقدیم خبر کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوگئی ہے۔

نمبر ۶- متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے بھی نکرہ میں تخصیص پیدا ہوجاتی ہے جیسے: سَلَامٌ عَلَيْكَ ۔ اصل میں سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ تھا۔ فعل اور فاعل کو حذف کیا تو سَلَامًا عَلَيْكَ ہوگیا۔ پھر نصب سے رفع کی طرف عدول کیا تو سَلَامٌ عَلَيْكَ بن گیا۔ مطلب یہ ہوا کہ میرا اسلام ہو تم پر کسی اور کا نہیں۔ جب متکلم نے سلام کی نسبت اپنی طرف کی تو تخصیص پیدا ہوگئی۔

(ج) تقدیم خبر کے مقامات:

چار جگہیں ایسی ہیں جہاں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہے:

نمبر ۱- جب خبر مفرد ایسی شئی پر مشتمل ہو جو صدر کلام کو چاہے جیسے: اَيْنَ زَيْدٌ۔

نمبر ۲- جب خبر کی تقدیر مبتدا کو صحیح بنانے والی ہو جیسے: فِي الدَّارِ رَجُلٌ۔

نمبر ۳- جب خبر کے متعلق کی مبتداء میں ضمیر ہو تو بھی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے ورنہ

اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً دونوں طرح لازم آئے گا جیسے: عَلَی التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا۔

نمبر۴۔ جب مبتدا کی خبر اَنَّ سے خبر واقع ہو یعنی اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مبتدا ہو، تو اس صورت میں بھی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے ورنہ اَنَّ کا اِنَّ کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) منادیٰ کی تعریف اور اعراب لکھیں؟

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف اور شرائط لکھیں؟

(ج) مفعول لہ کی تعریف مع مثال لکھیں نیز جمہور اور زجاج کا اختلاف واضح کریں؟

جواب: (الف) منادیٰ کی تعریف:

وہ اسم ہے جس کی توجہ مطلوب ہو اَدْعُوْ کے قائم مقام کسی حرف کے ساتھ۔

اعراب منادیٰ: منادیٰ جب مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے: یَا زَیْدُ۔

☆ منادیٰ پر جب لام استغاثہ کا ہو تو پھر مجرور ہوگا جیسے: یَا لَزَیْدٍ۔

☆ منادیٰ پر جب الف استغاثہ کا داخل ہو تو مفتوح ہوگا جیسے: یَا زَیْدَاہُ۔

☆ جب منادیٰ مضاف یا مشابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو تب بھی منصوب ہوگا جیسے: یَا عَبْدَ اللّٰهِ، یَا طَالِعًا جَبَلًا، یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف:

منادیٰ کے آخر سے کسی حرف کو حذف کرنا ترخیم منادیٰ کہلاتا ہے جیسے: یَا حَارُ۔

شرائط ترخیم: نمبر۱۔ منادیٰ مضاف نہ ہو۔ ۲۔ منادیٰ مستغاث نہ ہو
نمبر۳۔ منادیٰ جملہ نہ ہو۔ ۴۔ منادیٰ علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو یا پھر آخر میں تائے تانیث ہو۔ یہ شرائط پائی جائیں گی پھر ترخیم جائز ہے ورنہ نہیں۔

(ج) مفعول لہ کی تعریف:

وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعل مذکور واقع ہو جیسے: ضَرَبْتُ تَادِیْبًا۔

اختلاف: جمہور کے نزدیک مفعول لہ ایک مستقل اسم منصوب ہے جبکہ امام زجاج کے

نزدیک مفعول لہ حقیقت میں مصدر یعنی مفعول مطلق ہے۔ گویا امام زجاج کے نزدیک اسمائے منصوبات کی تعداد گیارہ ہے جبکہ جمہور کے نزدیک بارہ۔

سوال نمبر 5: (الف) مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریفات اور مستثنیٰ مجرور کب ہوتا ہے مثالیں دیکر لکھیں؟

(ب) اضافت کی اقسام مع تعریفات اور ہر قسم کا فائدہ تحریر کریں؟

(ج) بدل کی تعریف اور اقسام مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) مستثنیٰ متصل کی تعریف:

جو اِلّا اور اس کے بھائیوں کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

مستثنیٰ منقطع کی تعریف:

جو الا اور اس کے بھائیوں کے بعد مذکور ہو اور اسے متعدد سے نہ نکالا گیا ہو جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔

مستثنیٰ مجرور:

لفظ غیر، سویٰ اور سواء کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوتا ہے اور اکثر نحویوں کے نزدیک حاشا کے بعد بھی مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرُ زَیْدٍ، سَوٰی زَیْدٍ، سَوَاءَ زَیْدٍ، حَاشَا زَیْدٍ۔

(ب) اضافت کی اقسام:

اضافت کی مشہور دو اقسام ہیں:

۱۔ اضافت معنویہ۔ ۲۔ اضافت لفظیہ

اضافت معنویہ: مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔

فائدہ: اضافت تعریف کا فائدہ دیتی ہے جب کہ مضاف الیہ معرفہ ہو جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ

یا پھر تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جب مضاف الیہ نکرہ ہو جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ۔

اضافت لفظیہ: مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے: ضَارِبُ زَیْدٍ۔

فائدہ: اضافت لفظیہ صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔

(ج) بدل کی تعریف

وہ تابع ہے جو نسبت میں مقصود ہو متبوع مقصود نہ ہو۔

اقسام: بدل کی چار اقسام ہیں:

نمبر۱- بدل الکل: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا کل ہو جیسے: جَاءَنِیْ اَخُوْكَ زَیْدٌ۔

نمبر۲- بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا بعض ہو جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهٗ۔

نمبر۳- بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جو مبدل منہ کا نہ کل ہو نہ جزء بلکہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایک تعلق ہو جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ۔

نمبر۴- بدل الغلط: وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے: ضَرَبْتُ بِزَیْدٍ حِمَارٍ۔

سوال نمبر 6: (الف) ضمیر کی تعریف، اقسام اور کسی ایک قسم کی ضمیریں تحریر کیجئے نیز ضمیر مرفوع متصل کہاں کہاں مستتر ہوتی ہے؟

(ب) اسماء اشارہ کی تعریف اور اسماء اشارہ تحریر کریں اور حروف خطاب کے ملنے سے اسماء اشارہ کی تعداد کتنی ہو جاتی ہے؟

(ج) اسماء اصوات کی تعریف اور اسماء اصوات تحریر کریں؟

جواب: (الف) ضمیر کی تعریف:

وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا پہلے ذکر ہو

چکا ہو۔

اقسام ضمیر: ضمیر یا متصل ہوگی یا منفصل۔

اتصال وانفصال کے اعتبار سے ضمیر کی تین اقسام ہیں: مرفوع، منصوب اور مجرور۔

مرفوع کی پھر دو قسمیں: متصل اور منفصل، اسی طرح منصوب کی بھی دو قسمیں ہیں: متصل اور منفصل اور مجرور کی صرف ایک ہی قسم ہے یعنی متصل۔ گویا کل پانچ قسمیں ہو گئیں: مرفوع متصل، مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل، مجرور متصل۔

مرفوع منفصل: هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ، اَنَا، نَحْنُ۔

محل استتار: تمام اقسام میں صرف ضمیر مرفوع متصل ہی پوشیدہ ہوتی ہے باقی کوئی نہیں۔ ضمیر مرفوع متصل فعل ماضی کے واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں جبکہ مضارع متکلم میں تو مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے۔ واحد مذکر حاضر میں، واحد مذکر غائب میں اور واحد مؤنث غائب میں اسی طرح صفت میں مطلقاً پوشیدہ ہوگی۔

(ب) اسمائے اشارہ کی تعریف:

وہ اسم ہے جو مشار الیہ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

اسمائے اشارہ: ذَا، ذَانِ، ذَیْنِ، تَا، ذِیْ، تِیْ، تِهٖ، ذِهٖ، تِهِیْ، ذِهِیْ، تَانِ، تَیْنِ، اُوْلَاۤءِ، اُوْلٰی

ان اسماء اشارہ کے ساتھ حروف خطاب بھی متصل ہوتے ہیں اور خطاب کے چھ حروف ہیں: كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُمَا، كُنَّ۔ اسمائے اشارہ بھی چھ ہیں۔ تین مذکر کے لیے اور تین مؤنث کے لیے۔ چھ کو چھ میں ضرب دی تو کل 36 ہوئے۔ اب خطاب کے تثنیہ کا صیغہ مشترک کیا تو پانچ ہوئے۔ جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے اسم اشارہ کا صیغہ بھی ایک جیسا ہے اس لیے وہ بھی پانچ ہوئے تو پانچ کو پانچ میں ضرب دی تو کل 25 ہوئے۔

(ج) اسمائے اصوات کی تعریف:

یہ وہ لفظ ہے جس کے ساتھ کسی آواز کی حکایت کی جائے یا جس کے ساتھ بہائم کو آواز دی جائے جیسے: غَاق، نَخَّ۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الاولٰى) الموافق

سنة 1435ھ 2014ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: قسم اوّل کا پہلا سوال لازمی ہے باقی قسم اوّل سے ایک اور قسم ثانی سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... مرقات

سوال نمبر 1: الاجناس العالية وليس فی العالم شئ خارجا عن هذه الاجناس ويقال لهذه الاجناس العالية المقولات العشر ايضا احدها الجوهر والباقی المولات التسع للعرض ۔

(۱) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) جوہر اور عرض کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ المقولات التسع کون کون سے ہیں؟ (۱۰)

(۳) مرقات کی روشنی میں فصل اور اس کی اقسام کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (۱) تصدیق کی تعریف میں امام رازی اور حکماء کا اختلاف اور فرق واضح کریں؟ (۱۰)

(۲) منطقیوں کے نزدیک حمل اور اس کی اقسام کی تشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کی کیا نقیض آتی ہے مثالیں دیکر وضاحت کریں؟ (۵)

سوال نمبر 3: (۱) تناقض کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ دو قضیوں میں تناقض کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ (۱۰)

(۲) عکس مستوی کی تعریف تحریر کریں نیز محصورات اربعہ میں سے ہر ایک کا عکس مستوی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) عکس مستوی کا دوسرا نام تحریر کریں؟ (۵)

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (۱) ادب اسلامی پر اثر انداز ہونے والے اہم عوامل اختصاراً ذکر کریں؟ (۸)

(۲) ادب اسلامی کے سرچشموں کو کتنی اور کون کون سی چیزوں میں محدود کیا جا سکتا ہے؟ کسی دو کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۸)

(۳) ان سات اشخاص کے نام تحریر کریں جن کی طرف قراءات سبع منسوب ہوتی ہیں؟ (۹)

سوال نمبر 5: (۱) قرآن کی جمع وتدوین پر تفصیلاً نوٹ تحریر کریں؟ (۸)

(۲) حدیث کا طرز بیان سپرد قلم کریں؟ (۸)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت اور زبان وادب پر احادیث کے اثرات زینت قرطاس کریں؟ (۹)

سوال نمبر 6: (۱) ہجو نگاری میں اخطل، فرزدق اور جریر کا مسلک اور انکی ہجو نگاری بیان کریں؟ (۸)

(۲) مخضرمین شعراء میں سے کسی دو کے حالات زندگی اور شاعری کا نمونہ سپرد قلم کریں؟ (۸)

(۳) اسلامی شعراء میں سے کسی دو کے حالات زندگی اور شاعری کا نمونہ تحریر کریں؟ (۹)

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت سال 2014ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

القسم الاوّل...... مرقات

سوال نمبر 1: اَلْاَجْنَاسُ الْعَالِيَةُ وَلَيْسَ فِي الْعَالَمِ شَيْءٌ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْاَجْنَاسِ وَيُقَالُ لِهٰذِهِ الْاَجْنَاسِ الْعَالِيَةِ الْمَقُوْلَاتُ الْعَشَرُ اَيْضًا اِحْدٰهُمَا الْجَوْهَرُ وَالْبَاقِي الْمَقُوْلَاتُ التِّسْعُ لِلْعَرَضِ ۔

(۱) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) جوہر اور عرض کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ المقولات التسع کون کون سے ہیں؟

(۳) مرقات کی روشنی میں فصل اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

اجناس عالیہ، کائنات کی کوئی شی ءان اجناس سے باہر نہیں ہے۔ ان اجناس عالیہ کو مقولات عشر بھی کہا جاتا ہے، ان میں ایک جوہر ہے اور باقی نو مقولات عرض کے لیے ہیں۔

(ب) جوہر اور عرض کی تعریفیں:

جوہر وہ ممکن ہے جو موجود فی الموضوع نہ ہو بلکہ فی نفسہ قائم ہو جیسے: اجسام جبکہ عرض وہ ممکن ہے جو موجود فی الموضوع ہو بذات خود قائم نہ ہو جیسے: سواد۔

مقولات تسعہ:

۱- کم۔ ۲- کیف۔ ۳- این۔ ۴- متی۔ ۵- اضافت۔ ۶- ملک۔ ۷- فعل۔ ۸- انفعال۔ ۹- وضع۔

(ج) فصل کی تعریف:

فصل وہ کلی ہے، جو کسی شی پر اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِہٖ کے جواب میں محمول ہو جیسے: ناطق انسان کے لیے۔

اقسام فصل: تمیز کے اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ فصل قریب۔ ۲۔ فصل بعید۔

فصل قریب: وہ فصل ہے، جو ماہیت کو جنس قریب کے مشارکات سے تمیز دے جیسے: ناطق انسان کے لیے۔

فصل بعید: وہ فصل ہے، جو ماہیت کو جنس بعید کے مشارکات سے ممتاز کرے جیسے: حساس انسان کے لیے۔

سوال نمبر 2: (ا) تصدیق کی تعریف میں امام رازی اور حکماء کا اختلاف اور فرق واضح کریں؟

(۲) منطقیوں کے نزدیک حمل اور اس کی اقسام کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(۳) موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کی کیا نقیض آتی ہے مثالیں دیکر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تصدیق کی تعریف میں اختلاف:

امام رازی کے نزدیک حکم اور تصورات ثلاثہ کے مجموعے کا نام تصدیق ہے جبکہ حکماء کے نزدیک تصدیق اس حکم کا نام ہے، جو تصورات ثلاثہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

فرق کی وضاحت: امام رازی اور حکماء کے درمیان تصدیق کے بارے میں کئی وجوہ سے فرق کیا جا سکتا ہے:

☆ عندالحکماء تصدیق بسیط ہے جبکہ امام رازی کے نزدیک مرکب۔

☆ حکماء کے نزدیک تصدیق وہ حکم ہے، جو تصورات ثلاثہ سے ملا ہوا ہو جبکہ امام رازی کے نزدیک حکم اور تصورات ثلاثہ کا مجموعہ تصدیق ہے۔

☆ عندالحکماء تصورات ثلاثہ تصدیق کے لیے شرط ہیں جبکہ امام کے نزدیک شطر یعنی جز۔

☆ عندالحکماء تصورات ثلاثہ تصدیق سے خارج اور امام کے نزدیک تصورات ثلاثہ میں داخل ہیں۔

(ب) منطقیوں کے نزدیک حمل اور اس کی اقسام کی تشریح سپرد قلم کریں؟

قضیہ جملہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

حمل کی تعریف: دو متغائر چیزوں کے مفہوم کا متحد ہو جانا وجود کے اعتبار سے، حمل کہلاتا ہے مثلاً: زَیْدٌ کَاتِبٌ ۔ اس مثال میں زید کا مفہوم کاتب کے مفہوم کا مغائر ہے لیکن یہ دونوں چیزیں وجود واحد میں موجود ہیں۔

اقسام حمل: حمل کی دو اقسام ہیں:

۱۔ حمل بالاشتقاق: اگر ایک شیء کا دوسری پر حمل فی یا ذو یا لام کے واسطہ سے ہو، اس کو حمل بالاشتقاق کہتے ہیں مثلاً: زَیْدٌ فِی الدَّارِ، اَلْمَالُ لِزَیْدٍ خَالِدٌ ذُوْ مَالٍ ۔

۲۔ حمل بالمواطات: ایک شیء دوسری شیء پر بغیر مذکورہ واسطوں کے محمول ہو، اسے حمل بالمواطات کہتے ہیں۔ مثلاً: عَمْرٌو طَبِیْبٌ اور بَکْرٌ فَصِیْحٌ۔

(ج) موجبہ کلیہ کی نقیض

موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ کی نقیض بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ آتی ہے۔

سالبہ کلیہ کی نقیض: سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے جیسے: لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کی نقیض اَلْاِنْسَانُ حَجَرٌ آتی ہے۔

سوال نمبر 3: (ا) تناقض کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ دو قضیوں میں تناقض کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

(۲) عکس مستوی کی تعریف تحریر کریں نیز محصورات اربعہ میں سے ہر ایک کا عکس مستوی سپرد قلم کریں؟

(۳) عکس مستوی کا دوسرا نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) تناقض کی تعریف:

دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا صدق اپنی ذات کے اعتبار سے دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے یعنی ان میں سے اگر ایک سچا ہو تو دوسرا ضرور جھوٹا ہوگا۔

شرائط تناقض: دو قضیوں میں تناقض کے لیے آٹھ چیزوں میں متحد ہونا شرط ہے اور وہ آٹھ چیزیں اس شعر میں مذکور ہیں:

در تناقض ہشت وحدت شرط دان — وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزء و کل — قوت و فعل است در آخر زمان

(ب) عکس مستوی کی تعریف:

قضیہ کی جزء اوّل کو جزء ثانی اور ثانی کو اوّل کی جگہ اس طرح رکھنا کہ صدق اور کیف باقی رہے۔

محصورات اربعہ کا عکس مستوی:

۱- سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ اِنْسَانٌ آتا ہے۔

۲- سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا' کیونکہ عکس مستوی میں صدق کا باقی رہنا ضروری ہے جبکہ سالبہ جزئیہ کا عکس سچا نہیں رہتا۔

۳- موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ آتا ہے۔

۴- موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے جیسے: بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَیَوَانٌ آتا ہے۔

عکس مستوی کا دوسرا نام: عکس مستوی کو عکس مستقیم بھی کہتے ہیں۔

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (۱) ادب اسلامی پر اثر انداز ہونے والے اہم عوامل اختصاراً ذکر کریں؟

(۲) ادب اسلامی کے سرچشموں کو کتنی اور کون کون سی چیزوں میں محدود کیا جا سکتا ہے؟ کسی دو کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۳) ان سات اشخاص کے نام تحریر کریں جن کی طرف قرأت سبع منسوب ہوتی ہیں؟

جواب: (الف) ادب اسلامی پر اثر انداز ہونے والے عوامل:

ایرانیوں نے جب جنوبی عرب اور یمن پر قبضہ کر لیا تو جزیرہ عرب یعنی حجاز کا پیٹ آتشِ حیات سے اس طرح جوش مار رہا تھا جس طرح بند منہ والے برتن میں پانی کھولتا ہو۔ ان دونوں علاقوں کی تمام سرگرمیاں معطل ہو گئیں اور انقلاب عرب کا سیلاب تیزی سے بڑھنے لگا' خصوصاً مکہ میں کہ وہ ہر طرح کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ تھا۔ مکہ چونکہ تجارتی منڈی اور مذہبی آماجگاہ تھا۔ اس لیے جہاں اطراف سے لوگ عرب آتے، میلے لگتے، حرمت والے مہینوں کا احترام کرتے اور نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے۔ ہر طرح کی جنگ سے منقطع ہو جاتے۔ تمام تحریکوں کی باگ ڈور قریش کے ہاتھ میں تھی۔ ان کے دوسرے قبیلوں سے اچھے تعلقات تھے۔ لہٰذا لوگوں نے قریش کی زبان اور ان کے ادب کو اپنے اوپر لازم کر لیا جس وجہ سے مختلف لہجے متحد ہو گئے۔ ادھر یہودی مدینہ اور یمن میں ہر طرح کی سرگرمیوں میں سودخوری عام کر رہے تھے اور طرح طرح کی سازشیں کرتے۔ شعراء شعروں میں ایک دوسرے پر فخر کرتے جس سے ایک طرف تو قبائل کے درمیان دشمنی بڑھتی اور دوسری طرف اخلاق و عادات میں اتحاد کے اسباب بھی پیدا ہوتے گئے۔ عربی ذہنیت بدل چکی تھی۔ اسلام نے عربی ذہنیت کو یکسر بدل دیا اور پوری قوت سے جہالت پر دھاوا بول دیا۔ جاہلیت میں ایک دوسرے پر زیادتی کا رواج عام تھا۔ اسلام نے ان تمام برائیوں کا خاتمہ کر دیا اور انسان کے لیے اعلیٰ اخلاق مقرر کر دیے۔ ان میں اہم یہ تھا کہ خدا کے سامنے جھک جانا، اس کے احکام کو بجالانا، قناعت و عاجزی کا اظہار کرنا، غرور و تکبر سے بچنا اور صبر کرنا۔ اس طرح

قومی عصبیت جاتی رہی۔ جس سے ذہنی سوچ اور فکر اور قول وفعل بدل گئے۔ شعر وشاعری کا دائرہ تنگ ہوتا گیا اور خطابت سمٹ کر قرآن کے جھنڈے تلے آگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں جاہلانہ عصبیت کا خاتمہ، بنوامیہ کے دور میں اس کا پھر سے ابھر جانا، دینی روح کی نشوونما، عربی ذہنیت میں انقلاب، غیر اقوام کا زبان، عادات اور اعتقادات اور آداب میں عربوں پر اثر انداز ہونا پھر مزید برآں قرآن وحدیث کا اسلوب، جاہلی شاعری اور صحیح اور مستند روایتیں۔ یہ سب ادب اسلامی پر اثر انداز ہونے والے اہم اور مختصر عوامل ہیں۔

(ب) ادب اسلامی کے سرچشمے

ادب اسلامی کے سرچشمے چار ہیں:

۱- قرآن پاک۔ ۲- حدیث شریف۔ ۳- جاہلی ادب۔ ۴- غیر ملکی ادب سے متعلق امور

قرآن کی تعریف:

قرآن وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے اس کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ یہ کتاب پاک چھٹی صدی عیسوی کے اواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں اتری۔ تاریخ ادب کے لیے قرآن پاک کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ یہ سابقہ امتوں اور ان کی تہذیب، علوم وفنون کا سرچشمہ، احکام خداوندی کا منبع ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

حدیث شریف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی حکایت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی باتیں حدیث کہلاتی ہیں۔

(ج) قراء کرام:

سات اشخاص کی طرف قراءات سبع منسوب ہے:

۱- ابو عمر ابن علا۔ ۲- عبداللہ بن کثیر ۳- نافع بن نعیم۔ ۴- عبداللہ بن عامر ۵- عاصم بن بہدلہ اسدی۔ ۶- حمزہ بن حبیب الزیات۔ ۷- علی بن حمزہ کسائی۔

سوال نمبر 5: (۱) قرآن کی جمع وتدوین پر تفصیلاً نوٹ تحریر کریں؟

(۲) حدیث کا طرز بیان سپرد قلم کریں؟

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت اور زبان وادب پر احادیث کے اثرات زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف) قرآن کی تدوین:

قرآن پاک زمانہ رسالت میں مرتب تھا لیکن کسی کتاب میں نہیں بلکہ کھجوروں کی شاخوں، پتھروں اور ہڈیوں پر۔ جنگ یمامہ میں 70 ستر صحابہ کرام شہید ہوئے تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہما) کو تدوین قرآن کا مشورہ دیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ میں ہرگز نہیں کرسکتا، لیکن بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے زید بن ثابت کو جمع قرآن کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے جہاں سے پایا اوراق میں جمع کر دیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت حفصہ کے پاس رہا (رضی اللہ عنہم) زمانہ عثمان میں لوگوں نے الگ الگ قرائتیں قائم کر لیں اور اپنی قرائتوں پر فخر کرنے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ اختلاف کہیں بڑھ نہ جائے تو انہوں نے لغت قریش میں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا چند صحابہ کرام نے یہ کام مکمل کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی قرائتوں کو جلوا دیا اور اپنے لکھائے ہوئے قرآن کے سات نسخے تحریر کیے جنہیں مکہ، بحرین، کوفہ، شام، بصرہ اور یمن میں ایک ایک نسخہ بھجوا دیا۔ ایک نسخہ مدینہ پاک میں رکھا گیا۔

(ب) حدیث کا طرز بیان:

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن باطنی اور ظاہری پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کے بالکل موافق ہے، بلکہ حدیث ہی قرآن کی تفسیر ہے۔ کلام کی ہر خوبی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتی ہے۔ تشبیہ وتمثیل اور حکیمانہ مقولے پر تو حضور کو

بہت ہی دسترس حاصل تھی جو غیر کو نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: "المؤمن هين لين كالجمل الانف" مومن نکیل پڑے اونٹ کی طرح نرم خو اور اطاعت گزار ہوتا ہے۔

(ج) احادیث کے اثرات:

احادیث صحیحہ کی تعداد گو کم ہے لیکن ان پر فصاحت وبلاغت کی لہریں ثبت ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں پیدا ہوئے۔ بنو سعد میں دودھ پیا اور قرآن پر کامل عبور رکھتے تھے۔ عربوں کے کلام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل عبور حاصل تھا۔ حدیث پاک اپنی ظاہری چمک دمک، عبارت کی ترتیب و روانی، واضح اور مناسب الفاظ حسب حال کے مطابق بیان لانے میں اور مخاطب کے مطابق عبارت لانے میں ممتاز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کے مخاطب کے حال کے مطابق گفتگو فرماتے۔ کبھی غریب الفاظ ترک فرما دیتے کبھی مسجع و مقفیٰ کلام کا التزام فرماتے۔ ان تمام باتوں سے آپ کی خوش اخلاقی، اعلیٰ تربیت، زور بلاغت، فصاحت اور قوت اثر اندازی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 6: (۱) ہجو نگاری میں اخطل، فرزدق اور جریر کا مسلک اور انکی ہجو نگاری بیان کریں؟

(۲) مخضرمین شعراء میں سے کسی دو کے حالات زندگی اور شاعری کا نمونہ سپرد قلم کریں؟

(۳) اسلامی شعراء میں سے کسی دو کے حالات زندگی اور شاعری کا نمونہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اخطل:

اخطل عیسائی ادیب اور بنوامیہ کا شاعر تھا۔ اس نے اپنی شاعری کی ابتداء ہجو سے کی۔ ابتدائی عمر میں اس نے اپنے باپ، بیوی کی ہجو کی، جوانی میں کعب بن جعیل کی ہجو کی اور اس کو بے عزت کر دیا۔ اسی وجہ سے جوانی میں ہی اخطل (بے وقوف) کا لقب مل گیا۔ ایک دفعہ یزید نے کعب بن جعیل کو کہا: انصار کی ہجو کر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی تھی اس لیے تم اخطل سے کہو۔ یزید نے پھر اخطل سے

انصار کی ہجو کروائی۔ اس کے بعد اس پر بہت مشکل آ گئی۔ اس کے دین میں عیسائیت کا رنگ غالب تھا۔ اس نے کافی لوگوں کی ہجو کی۔ اس کی ہجو کے الفاظ پاک اور مہذب ہوتے تھے وہ اخلاقی حدود سے تجاوز نہ ہوتا۔

فرزدق:

فرزدق بھی اخطل کی طرح بصرہ میں ہجو کہتا تھا۔ بد خلقی اور طبیعت میں سختی کے باعث اپنے ہی خاندان والوں کی ہجو کرتا۔ وہ لوگ جب اپنے باپ سے شکایت کرتے تو اس کی خوب پٹائی ہوتی۔ پھر وہ لوگوں کی اس قدر ہجو کرنے لگا کہ لوگ گورنر زیاد کے پاس جانے لگے۔ جب زیاد نے اس کو طلب کیا تو وہ بھاگ گیا۔ پھرتا پھراتا مدینہ آ گیا اور وہاں زیاد سے بچنے کے لیے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی پناہ لی۔ زیاد مرا تو وطن واپس آ گیا۔ تقدیر نے اسے جریر کے ساتھ ہجو گوئی میں مشغول کر دیا' پھر تمام توجہ اس کی طرف رہی۔ اس کا کلام فحش اور بیہودہ پن کے باوجود حکمت سے خالی نہ تھا۔

جریر:

اس نے بھی نوعمری میں ہی اخطل اور جریر کی طرح ہجو یہ شاعری شروع کر دی۔ قبیلہ کی گمنامی، باپ کی ناداری اور اخلاق کی درشتی نے اس کو ہجو گوئی میں بہت مدد دی۔ اس نے غسان سلیطی کو میدان ہجو میں لاجواب کیا۔

ادھر فرزدق کی جریر کے ساتھ کوئی رنجش تھی۔ ان دونوں کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا۔ اخطل نے اس مقابلہ میں فرزدق کو جریر پر فوقیت دی تو جریر نے اس کی بھی ہجو کر ڈالی۔ پھر ہر طرف سے اس پر ہجو کی بارش شروع ہو گئی۔ 80 شاعروں نے اس سے مقابلہ کیا سب پر غالب رہا سوائے فرزدق اور اخطل کے۔ یہ دونوں اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ثابت قدم رہے۔

ہجو یہ شاعری میں ان کا مسلک:

ہجو میں ان کا وہی پرانا طرز تھا جو پہلے سے چلتا رہا تھا۔ البتہ ان کے طبقے، ماحول اور

طبائع کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہجو میں کچھ فرق پایا جاتا تھا۔ اخطل اپنے مد مقابل مردانہ صفات پر حملہ کرتا۔ اس کی ہجو میں گندے اور شرمناک مضامین شامل نہ ہوتے۔ فرزدق تو نہایت ہی بے شرمی اور بدکاری کی باتیں کرتا۔ اپنی ہجو میں نہایت شرمناک باتیں کرتا۔ کھلے الفاظ میں نام لے لے کر عریاں مضامین اس کی ہجو میں شامل ہوتے۔ یہ ہجو میں اس قدر گر گیا تھا کہ اس کو انسانیت گوارہ نہیں کر سکتی تھی۔ جریر جو بے لگام اور منہ پھٹ تھا، کوئی چیز مانع نہ تھی۔ وہ تو بازاری چرواہا تھا۔ اللہ نے اس کو تیز ذہن، عمدہ اسلوب میں پختگی اور قافیہ میں روانی عطا کی تھی۔ اس نے شخصی اور خاندانی ہجو کو نہایت تکلیف دہ اور مضبوط بنایا۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہجو میں عامیانہ اور مبتذل اسلوب اختیار کیا۔ یہ ہجو میں حیرت انگیز طریقے ایجاد کرتا۔

(ب) مخضرمین شعراء کے حالات زندگی

حضرت خنساء:

خنساء آپ کا لقب ہے آپ کا نام تماضر بنت عمرو بن شد تھا۔ بہت صاحب جمال خوبصورت تھیں۔ درید قبیلہ ہوازن کے سردار تھے ان سے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اپنی قوم میں شادی کر لی۔ ان کے دو بھائی معاویہ اور صخر فوت ہو گئے تو انہوں نے نہایت جزع وفزع کے ساتھ دونوں کے مرثیے پڑھے۔ بعد میں وہ اپنی قوم سمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اشعار بہت پسند کیے۔ مگر مسلمان ہونے کے باوجود ان کی جاہلیت کی عادت یعنی مرثیہ گوئی اور بے صبری نہ گئی۔ روتے روتے ان کی آنکھیں ختم ہو گئیں۔ بڑھاپے میں ان کو صبر کی دولت ملی اور وہ دین میں اتنی راسخ ہو گئیں کہ اپنے چار بیٹوں کو جنگ قادسیہ میں آمادہ کیا اور ان کی شہادت پر خدا کا شکر ادا کیا۔ بالآخر 44ھ کو فوت ہو گئیں۔

نمونہ کلام

اپنے بھائی صخر کے مرثیے میں کہتی ہیں:

اعینی جودا ولا تجمدا الا تبکیان لصخر الندی

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

آپ کی ولادت مدینہ پاک میں ہوئی۔ زمانہ جاہلیت میں پرورش پائی۔ شعر گوئی میں زندگی گزاری۔ شاہان زمانہ کی دل کھول کر مدح کی۔ ان کے عطیوں سے سرفراز ہوئے۔ جب رسالت مآب کا دور مدینہ میں شروع ہوا تو انصار میں یہ بھی مسلمان ہو گئے اور اپنی زندگی حضور کی مدح سرائی میں گزار دی۔ قریش جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تو آپ نے حضور کی اجازت سے ان کی ہجو کی اور انہیں چپ کروا دیا۔ اس طرح آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے آپ کی مدد فرماتا۔ حضور آپ کے لیے چادر بچھاتے تا کہ کفار کی ہجو کا جواب دیں۔ چونکہ آپ کا کفیل بیت المال تھا اس لیے ساری بقیہ زندگی عزت کے ساتھ گزاری۔ عزت کیوں نہ ملتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا پہرہ دیتے تھے۔ آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی بالآخر 54ھ میں 120 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

نمونہ کلام

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منکلم تلد النساءٔ
خلقت مبرأ من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاءٔ

(ج) اسلامی شعراء

ا۔ عمرو بن ربیعہ:

ان کی پیدائش مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی رات ہوئی۔ لوگ کہتے تھے کہ کتنا بڑا حق اٹھ گیا اور اس کی جگہ بڑا باطل آ گیا۔ اس کے باپ عبداللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے گورنر تھے، جو بہت ہی مالدار تھے۔ لہٰذا عمرو نے نہایت ہی عیش وعشرت میں زندگی گزاری۔ شعر گوئی کے علاوہ اس کا کوئی مشغلہ نہ تھا۔ بچپن میں شاعری شروع کر دی تھی۔ اپنی شاعری میں نامانوس طریقہ اختیار کر لیا اور اشعار محض

عورتوں کی تعریف میں کہتا۔ اس سلسلے میں اس حد تک پہنچ گیا کہ کوئی بھی شریف عورت حج کرنے آتی یہ اس کے پیچھے لگ جاتا، اس کے احرام وطواف کا وصف بیان کرتا۔ اس کی اس حرکت کی وجہ سے شریف الطبع عورتوں نے حج ادا کرنا چھوڑ دیا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور مبارک آیا تو انہوں نے اسے جلاوطن کر دیا۔ پھر اس نے سچی توبہ اور زہد اختیار کر لیا۔

نمونہ کلام:

اپنے ایک غزلیہ قصیدے میں کہتا ہے:

نحن الی نعم فلا الشمل جامع ولا   الحبل موصول ولا
انت فقصر

۲۔ طرماح بن حکیم:

یہ پہلی صدی کے نصف آخر میں دمشق میں پیدا ہوئے اور شام میں گمنامی کی زندگی گزاری۔ حتیٰ کہ جوان ہوئے اور کوفہ آیا۔ یہاں اس کی ملاقات ایک ارزقی شیخ سے ہوئی جو ایک خاص شان رکھتا تھا۔ اس شیخ نے اس کے سامنے اپنا عقیدہ رکھا اور اسے دعوت دی تو اس نے قبول کر لی۔ آخر دم تک اس پر قائم رہا۔ پھر اس کی ملاقات کیت بن زید اسد سے ہوئی۔ اس کے ساتھ بہت دوستانہ تعلق قائم ہو گئے حالانکہ ان کے مذہب، نسب اور وطن الگ الگ تھے۔ طرماح نے بھی دوسرے شعراء کی طرح امراء کے عطیوں پر زندگی گزاری۔ جو اسے دیتا اس کی تعریف کرتا اور جو نہ دیتا اس کی ہجو کرتا۔ طرماح کو اس کی خودداری کے ساتھ ساتھ اپنی شاعری پر بھی فخر تھا۔ خطابت میں اس کو بہت ملکہ حاصل تھا۔

نمونہ کلام

قل فی شط نهروان اعتماضی
ودعانی هوی العیون اعراض

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الثانویة الخاصة (السنة الاولیٰ) الموافق

سنة 1435ھ 2014ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول اور القسم الثانی دونوں سے پانچ، پانچ سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل...... سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 1: برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: تعمیر کعبہ پر سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحقیقی مضمون لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: رضاعت وشق صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مضمون تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد قصی، عبد مناف اور ہاشم کے حالات زندگی تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: واقعہ ہجرت تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر پر نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح مؤاخات قائم فرمایا تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 8: اذان کی ابتدا اور تحویل قبلہ کے واقعات کو تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 9: غزوۂ احد کو اپنے الفاظ میں مختصراً قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 10: والیان ملک جن کو خطوط ارسال کیے گئے کسی چار والیان کے نام اور کسی ایک کا خط عربی یا اردو میں تحریر کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی...... تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 1: خلفاء اربعہ کے نام، کنیت، لقب، تاریخ وصال اور مدت خلافت تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال تصدق کیا؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت آیت و احادیث سے ثابت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر موافقۃ قرآن سے چار مثالیں دیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مختصراً مضمون تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فتنہ خوارج پر نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: ہر خلیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

القسم الاوّل...... سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر 1: برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بالواسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ اسی نور کو خلق آدم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح کو وصف نبوت سے سرفراز کیا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو نبوت کب ملی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔ بعدازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو: واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کی آیت میں مذکور ہے۔ جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطاء ہوا اور ان کے معجزات ظہور میں آئیں۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہ ہوتی تو تمام انبیاء سابقین کی نبوتیں باطل ہو جاتیں۔ جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبریل امین کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرائیل امین بہشت کے فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیہ کے پانی سے گوندھی گئی یہاں

تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعدازاں فرشتے اس کو لے کر عرش وکرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت میں نور محمدی کو رکھ دیا اور اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب بھی آپ حضرت حواء سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاکیزہ رہنے کی تاکید فرماتے اور اسی نور کی برکت سے آپ کے آباؤ اجداد کو شرک اور غیر اللہ کی ریاضت کی نجاست سے پاک رکھا گیا۔

سوال نمبر2: تعمیر کعبہ پر سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحقیقی مضمون لکھیں؟

جواب: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کو ازسرنو بنایا۔ علامہ ازرقی (متوفی 223ھ) نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھروں سے جو تعمیر کی تھی اس کا طول وعرض حسب ذیل تھا: ارتفاع 9 گز (19 ہاتھ) طول سامنے کی طرف حجر اسود رکن شامی تک 23 گز (32 ہاتھ) عرض میزاب شریف کی طرف (رکن شامی سے رکن عربی تک) 22 گز (22 ہاتھ) طول پچھواڑے کی طرف رکن غربی سے رکن یمانی تک (31 گز) 31 ہاتھ عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک (20 گز) 20 ہاتھ اس عمارت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرما رہے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کندھوں پر پتھر لاد کر لا رہے تھے۔ جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو باپ نے بیٹے سے کہا: جاؤ ایک پتھر لاؤ میں اس کو دیوار میں نصب کردوں تاکہ لوگ یہاں سے طواف شروع کریں۔ اتنے میں جبرائیل امین جنت سے حجر اسود لے آتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر کو دیوار میں نصب فرمادیتے ہیں۔ تعمیر کے وقت دروازہ زمین کے برابر تھا اب اونچا کردیا گیا ہے اور اس وقت کعبہ کے چوکھٹ، بازو اور چھت بھی نہ تھی بعد میں عمالقہ وجرہم قصی نے اپنے اپنے وقتوں میں اس کی تجدید کی۔ پہلے کعبہ کی دیواریں اتنی مضبوط نہ تھیں۔ ایک دفعہ مکہ میں پانی آگیا جس وجہ سے کعبہ کی دیواریں ہٹ

گئیں تو پھر قریش نے پرانی عمارت کو ڈھا کر نئی اور مضبوط چھت اور دیواریں بنائیں۔ جب دیواریں حجر اسود تک پہنچیں تو قبائل میں سخت جھگڑا ہوگیا کہ ہر ایک قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو ہم نصب کریں گے اور دوسرا چاہتا تھا کہ ہم نصب کریں گے۔ معاملہ تلواروں تک پہنچ گیا اور ایک قبیلے والوں نے خون کے ایک پیالے میں اپنی انگلیاں ڈبو کر چاٹ لیں اور قسم کھائی کہ یا تو قتل کردیں گے یا قتل ہوجائیں گے، تو ابو مغیرہ مخزومی نے یہ رائے دی کہ کل جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ میں سے سب سے پہلے داخل ہوگا وہ ہی اس پتھر کو نصب کرے گا۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا تو صبح کے وقت سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو انہوں نے کہا: یہ امین ہے، ہم پسند کرتے ہیں کہ یہ ہی حجر اسود کو دیوار میں نصب کریں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب قبیلے والے ایک ایک سردار کو چن لیں اور حجر اسود کو ایک چادر میں رکھا اور سب نے ایک ایک کنارہ اس چادر کا پکڑ لیا اور انہوں نے اس چادر کو بلند کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے دیوار میں نصب کیا اور وہ سب خوش ہوگئے۔

قریش نے اس تعمیر میں بہت تبدیلیاں کیں۔ پہلے کعبہ کا ارتفاع 9 گز تھا اب اٹھارہ گز کرکے عمارت کو مضبوط بنادیا ہے۔

سوال نمبر3: رضاعت وشق صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مضمون تحریر کریں؟

جواب: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی دن دودھ پلایا پھر اس کے بعد ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی نے یہ عمل کیا۔ پھر حضرت حلیمہ نے اس ذمہ کو سرانجام دیا۔ قریش میں دستور تھا کہ لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت اور عرب کی خصوصیات حاصل کریں اور مدت رضاعت کے بعد عوضانہ دے کر واپس لے آتے تھے۔ اس لیے شہر میں دو دفعہ سال کے اندر عورتیں جاتیں اور بچوں کو لاکر ان کی پرورش کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک دفعہ حلیمہ سعدیہ بھی دس عورتوں کے ساتھ شہر میں آئیں اور یہ سال بہت قحط سالی کا تھا۔ حلیمہ کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بھوک کے مارے دودھ بھی نہ دیتی تھی اور نہ ہی تیز چل سکتی تھی۔ جاتے وقت تو آپ

کی اونٹنی تمام عورتوں کی اونٹنیوں سے سست تھی لیکن جب آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئیں تو آتے وقت آپ کی اونٹنی سب اونٹنیوں سے آگے تھی۔ دوسری عورتیں کہنے لگیں کہ حلیمہ اونٹنی اور لائی ہو یا کیا معاملہ ہے؟ تو حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: اونٹنی تو وہی ہے لیکن سوار اور ہے۔ اس طرح آپ کی قسمت جاگی اور آپ کو بہاریں مل گئیں۔

شق صدر کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔ پہلی دفعہ جب آپ کا شق صدر ہوا کی عمر دو سال کی تھی۔ دوسری دفعہ جب آپ کی عمر مبارک 10 کی تھی۔ تیسری دفعہ غار ثور میں اور چوتھی دفعہ جب آپ معراج شریف پر تشریف لے جانے لگے تھے۔

ایک دن آپ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے ساتھ گھر کی بیک سائیڈ پر تھے کہ اچانک دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو لٹا کر آپ کا پیٹ چاک کیا تو اس پر عبداللہ جو کہ آپ کا بھائی تھا وہ بھاگا اور گھر جا کر کہنے لگا کہ ماں جی! میرے رضاعی بھائی کو دو شخصوں نے لٹا کر اس کا پیٹ پھاڑ لیا اور وہ سفید لباس میں تھے۔ اس پر حضرت حلیمہ اور آپ کے شوہر بھاگے اور جا کر دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے تو حضرت حلیمہ نے پوچھا کہ بیٹا آپ کو کیا ہوا تھا تو فرمایا: دو شخص آئے کہ انہوں نے سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور آکر انہوں نے مجھے لٹایا اور میرا پیٹ پھاڑ دیا۔

سوال نمبر 4: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد قصی، عبد مناف اور ہاشم کے حالات زندگی تحریر کریں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے حالات زندگی:

قصی بن کلاب: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خامس ہیں۔ نہایت عزت و اقتدار کے مالک تھے۔ ان کا اصل نام ''زید'' تھا۔ باپ کا نام کلاب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ کلاب کی وفات کے بعد والدہ نے بنو عذرہ کے ربیعہ بن حرام نامی شخص سے نکاح کرلیا۔ چونکہ ربیعہ بن حرام شام کا باشندہ تھا' وہ اپنی بیوی کے ساتھ ''زید'' (جو ابھی بچے تھے) کو بھی شام لے گیا۔ ربیعہ نے اپنی اہلیہ فاطمہ سے کہہ دیا تھا کہ جوان ہونے کے بعد

زید اپنے خاندان میں مکہ آ جائے گا۔ زید اپنے (مکہ) سے دور ملک شام میں لے جائے گئے تھے' اس لیے انہیں ''قصی'' (دوری والا) کہا جانے لگا۔ جوان ہونے کے بعد قصی اپنے خاندان میں مکہ آ گئے۔ انہوں نے حلیل خزاعی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ حلیل اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ حلیل کی وفات کے بعد کعبہ کی تولیت آپ کے ہاتھ آئی۔ قصی قبیلہ خزاعہ کو بیت المال سے فارغ کر دیا۔ قریش کو وادیوں' گھاٹیوں اور پہاڑوں میں آباد کیا۔ قصی کا اہم کارنامہ ''دار الندوہ'' کا قیام ہے۔ جھنڈا کی تیاری اور نکاح وغیرہ کی تقریبات اسی ادارہ میں منعقد ہوتی تھیں۔ کعبہ کے متولی ہونے کے علاوہ غریب حجاج اور زائرین کے خورونوش کا اہتمام بھی وہ ہی کرتے تھے۔ سقایت کے لیے قصی نے چمڑے کے حوض تیار کرائے تھے جو ایام حج میں حجاج کرام کے لیے منیٰ میں رکھے جاتے تھے۔ یہ پانی اونٹوں پر لاد کر لایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ حوض کعبہ کے پاس حجاج کے لیے رکھے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایام حج میں قریش کو جمع کر کے یوں خطاب کیا: تم خدا کے گھر کے متولی ہو' حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائرین ہیں۔ وہ دوسرے مہمانوں کی نسبت تمہاری میزبانی کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس لیے تم ایام حج میں ان کے کھانے پینے کے لیے کچھ مقرر کرو''۔ اس خطاب کے بعد قریش نے سالانہ کچھ رقم مقرر کی اور غریب حجاج کے لیے طعام و نوش کا اہتمام ہونے لگا۔ یہ تمام اعزازات قریش کے پاس تھے لیکن ان کی امارت قصی کے پاس تھی۔ قصی کا دوسرا اہم کارنامہ حجاج کرام کے لیے منیٰ میں روشنی کا اہتمام کرنا تھا۔

۲۔ عبد مناف: قصی کے چار لڑکے تھے: (۱) عبدالدار (۲) عبد مناف (۳) عبدالعزیٰ (۴) عبد۔ دو لڑکیاں تھیں: (۱) تخمر (۲) برہ۔ لڑکوں میں زیادہ معزز و اشرف عبد مناف تھے' جو شکل و صورت' جذبہ خدمت خلق اور مہمان نوازی کے اعتبار سے آپ والد قصی کے مظہر تھے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد رابع تھے۔ اصل نام ''مغیرہ'' تھا۔ پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک نمایاں تھی جس وجہ سے ''قمر البطحی'' کہلاتے تھے۔ قصی بوڑھے ہوئے تو اپنے بڑے لڑکے ''عبدالدار'' سے فرمایا: میں تمہیں مرتبہ و مقام کے لحاظ سے دوسرے بھائیوں کے برابر کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے حرم کے تمام

مناصب ان کے سپرد کردیے اور بروقت احترامِ پدری کے پیش نظر کسی نے بھی لب کشائی نہ کی۔ ان کی وفات کے بعد بھائیوں میں اختلافات پیدا ہوگئے۔ عبد مناف کے چار لڑکے تھے: (۱) ہاشم (۲) عبدالشمس (۳) مطلب (۴) نوفل۔

سب بھائیوں میں ہاشم سب سے زیادہ معزز واشرف تھے۔

۳۔ہاشم: خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ بھی تولیت کعبہ اور سقایت وغیرہ کے مناصب پر فائز ہوئے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد ثالث تھے۔ حجاج کرام کے لیے خوردونوش کا اہتمام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جانوروں اور حیوانات کو بھی خوراک فراہم کرنے میں دلچسپی لیتے تھے۔ آپ کا اصل نام "عمرو" تھا اور علو مرتبہ یک بنا پر "عمروالعلاء" کہلاتے تھے۔ ایامِ حج میں کعبہ سے پشت لگا کر آپ نے اپنے خاندان قریش سے یوں خطاب فرمایا: اے گروہِ قریش! تم خدا کے گھر کے پڑوسی ہو۔ خدا نے بنی اسماعیل سے تم کو تولیت کعبہ کا شرف بخشا ہے اور تم کو اس کے پڑوس کے لیے خاص کیا ہے۔ خدا کے گھر کے زائرین تمہارے پاس آتے ہیں اور کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ پس یہ خدا کے مہمان ہیں۔ خدا کے مہمانوں کی میزبانی کا حق سب سے زیادہ تم پر ہے۔ لہٰذا تم ان کا احترام واکرام کررو۔ خدا کی قسم! اگر اس مقصد کے لیے میرے پاس دولت وسرمایہ ہوتا تو میں تمہیں کبھی تکلیف نہ دیتا۔ آپ کی پیشانی سے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا تھا اور لوگ احترام کی وجہ سے آپ کی دست بوسی کرتے تھے۔ آپ نے بنوعدی میں سلمٰی بنت عمرو کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "شیبہ" رکھا گیا۔ پچیس سال کی عمر میں ملک شام میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

سوال نمبر5: واقعہ ہجرت تحریر کریں؟

جواب: جب قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر متفق ہوئے تو جبرائیل امین نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قریش کا آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ ہے، لہٰذا آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں تو اسی دن دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اجازت لینے کے بعد اندر داخل ہوئے تو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمراہی کی اجازت مانگی تو آپ نے قبول فرمایا۔ پھر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور جب رات ہوئی تو کفار نے آپ کے گھر کو چاروں اطراف سے گھیر لیا اور کہنے لگے کہ جب آپ سو جائیں گے تو ہم آپ کو فوراً قتل کردیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ آپ نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی تم میرے بستر پر سو جاؤ اور صبح لوگوں کی امانتیں دے کر مدینے آجانا۔ پھر آپ نے اپنے گھر کے صحن سے مٹھی بھر مٹی لی اور سورۃ یٰسین کی پہلی چند آیات پڑھتے ہوئے قریش کی طرف پھینک دی اور قریش کے درمیان سے صاف نکل گئے۔ قریش کو ایک آدمی نے بتایا کہ حضرت تو آپ کے سروں پر مٹی ڈال کر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے جب اپنے سروں پر ہاتھ مارا تو واقعی ہی ان کے سروں پر مٹی تھی۔ جب انہوں نے اندر جا کر دیکھا تو بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سوتے ہوئے پایا اور علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرا دوست کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے نہیں علم۔ پھر قریش نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشانات کے مطابق غارِ ثور میں پہنچے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی غارِ ثور میں تشریف لے آئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کندھوں پر بٹھا کر غارِ ثور میں پہنچایا تھا۔ پہلے غار میں خود داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی اور اپنی قمیص کے ٹکڑوں کے ساتھ سب سوراخ بند کیے اور دو سوراخ بچ گئے تھے۔ آپ نے ان پر اپنے قدموں کی ایڑیوں کو رکھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ الغرض قریش جب غارِ ثور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے دروازے پر جال بنا تو مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ رہے تھے کہ کہیں کفار نے آپ کے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ تین راتیں غارِ ثور میں ٹھہرنے کے بعد پھر آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سوال نمبر 6: مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر پر نوٹ تحریر کریں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ جہاں بیٹھا وہ جگہ دو نجاری یتیموں سہیل اور سہل کی تھی جن کے ولی حضرت اسعد نجاری خزرجی تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اسعد نے نماز کے لیے جگہ مختص کی تھی اور باقی جگہ پر قبریں اور گڑھے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد وسیع بنانے کا اسی جگہ پر ارادہ فرمایا اور ان یتیموں کو بلایا اور فرمایا: قیمت پر ہم زمین خریدنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا: ہم ویسے ہی نذرانہ پیش کرتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور عوض دے کر زمین خریدی اور وہاں سے قبریں اکھڑوا کر ہڈیاں کہیں اور جگہ دفن کروائیں، گڑھے برابر فرما دیے اور تعمیر کا کام شروع ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کام کیا اور اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے: خدایا بیشک اجر آخرت کا اجر ہے تو انصار مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد نہایت سادہ تھی، بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں اور دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور ستون کھجور کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ تین دروازے تھے ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں تو جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہوا تو خانہ کعبہ کی طرف سے دروازہ بند کر کے اس کے مقابل شمالی جانب نیا دروازہ بنایا۔ چھت پر چونکہ مٹی کم تھی اور جب بارش آتی تو کیچڑ ہو جاتا اور نمازی جب بھی آتے تو اپنے کپڑوں میں کنکریاں اٹھا کر لاتے اور اپنی جگہ پر بچھا کر نماز پڑھتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خوب ہے اور کنکروں کا فرش بنا دیا۔

سوال نمبر 7: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح مؤاخات قائم فرمایا تحریر کریں؟

جواب: مہاجرین اپنے وطن سے بے سروسامان نکلے تھے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جامع کی تعمیر کے بعد مہاجرین و انصار میں رشتہ داری اور اخوت قائم کیا تا کہ مہاجرین غربت، وحشت اور اہل و عیال کی مفارقت محسوس نہ کریں اور ایک دوسرے سے مدد ملے۔ مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو گروہ

میں سے دو مردوں کو بلا کر فرماتے تھے کہ یہ اور تم بھائی ہو۔ یہ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ وہ درحقیقت بھائی بھائی بن گئے۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع انصاری کو بھائی بنایا تو حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: اے میرے بھائی میں انصار میں سے سب سے زیادہ امیر ہوں اور میں اپنا نصف مال آپ کو دیتا ہوں، میری دو بیویاں ہیں اور آپ کو ان دونوں میں سے جو پسند آئے وہ مجھے بتا دو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور عدت گزارنے پر آپ اس سے شادی کر لینا۔ حضرت سعد بن ربیع نے کہا: تیرا مال اور تیری بیویاں تجھے مبارک ہوں مجھے کسی تجارت کا رستہ بتا دو تو حضرت عبدالرحمٰن نے بنی قینقاع کے بازار کا راستہ بتایا تو آپ ہر روز تجارت کی غرض سے جاتے اور کچھ دام شام کو لاتے چند دنوں میں ہی آپ امیر ہو گئے اور دوسرے کئی مہاجرین نے بھی تجارت کا کام شروع کر دیا۔

سوال نمبر 8: اذان کی ابتدا اور تحویل قبلہ کے واقعات کو تحریر کریں؟

جواب: جب مدینہ منورہ میں جامع مسجد تیار ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے تو آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ اس پر صحابہ نے مختلف آراء پیش کیں۔ بعض نے کہا: آگ جلا کر اونچی کر دی جائے مسلمان اس کو دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت مجوس کی وجہ سے اس طریقہ کو پسند نہ کیا۔ بعض نے کوئی رائے دی اور بعض نے کوئی الغرض حضرت عبداللہ بن زید کو خواب میں سارا طریقہ کار بتلا دیا گیا تو انہوں نے اپنا خواب بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حق ہے اس کے بارے میں مجھے وحی مل چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ کلمات بلال کو سکھا دو اور بلال ہی آذان پڑھیں گے کیونکہ ان کی آواز آپ سے بلند اور نرم و شیریں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

واقعہ تحویل قبلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور

ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر رہا۔ چنانچہ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ یہودیوں نے آپ پر طعن کیا کہ آپ کرتے تو ہماری مخالفت ہیں لیکن قبلہ میں ہمارے تابع ہیں؟ اس لیے آپ کی آرزو تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدت مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس آرزو کو پورا کیا اور آپ کا قبلہ کعبہ شریف کر دیا گیا۔ اس تحویل کی غرض یہ ہے کہ نصف رجب بروز دوشنبہ کو آپ نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔ مسجد بنی سلمہ میں تیسری رکعت کے رکوع میں آپ نے وحی الٰہی کے ذریعے نماز میں ہی اپنا رخ کعبہ کی طرف کر لیا' اس مسجد کو مسجد قبلتین بھی کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو شامل جماعت عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا اور ان کو قبلہ کی اطلاع کی تو انہوں نے بھی نماز کے اندر ہی رخ کعبہ کی طرف کر لیا اور دوسرے روز قباء میں بھی نماز کی حالت میں خبر پہنچی تو انہوں نے بھی اپنا رخ کعبہ کی طرف کر لیا۔ تبدیلی کا یہ عمل یہودیوں پر بہت سخت گراں گزرا اور اعتراض کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا پھر جواب دیا کہ مشرق و مغرب بلکہ جہات ستہ سب خدا کی ہیں اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 9: غزوۂ احد کو اپنے الفاظ میں مختصراً قلمبند کریں؟

جواب: ماہ شوال میں غزوۂ احد وقوع میں آیا۔ جب قریش بدر میں شکست فاش کھا کر مکہ میں آئے تو ابوسفیان کے قافلے کا تمام مال دار الندوہ میں رکھا ہوا پایا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور ابوجہل وغیرہ ابوسفیان جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اپنے مال کے ذریعے ہماری مدد کرو تا کہ ہم ایک لشکر تیار کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لیں۔ سب نے اس رائے کو بخوشی قبول کیا اور قریش نے ایک بڑی سرگرمی سے تیاری کی اور قبائل عرب کو بھی جنگ کی دعوت دی۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی ایک جماعت تھی۔ ان میں سے کچھ ناچنے والی اور کچھ گانے والی بھی شامل تھیں۔ قریش کے سرداروں کی عورتیں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ قریش کی کل تعداد تین ہزار تھی جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔

مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے فجر کے وقت مقام باغ شوط میں پہنچ کر نماز فجر ادا کی اور وہاں سے مسلمانوں میں سے تین سو منافق علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ وہاں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سات سو کی جمعیت کے ساتھ احد کی طرف روانہ ہوئے اور جا کر جنگ کی اور کافر بھاگ گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے 50 سے زائد صحابہ کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کیا تھا اور فرمایا: جب تک جنگ ختم نہ ہو جائے تب تک تم نے نیچے نہیں آنا۔ جب مسلمانوں کو فتح ہوئی جو پہاڑ کے اوپر صحابہ کھڑے تھے وہ پہاڑ سے نیچے اتر کر مال غنیمت کو جمع کرنے کے لیے دوڑے۔ چونکہ دوسرے صحابہ مال غنیمت جمع کر رہے تھے وہ بھی پہاڑ سے اتر آئے چند ایک صحابہ نے ان کو منع کیا اور کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تک میں نہ کہوں تم نے نیچے نہیں آنا۔ لہٰذا تم نیچے نہ جاؤ لیکن اس کے باوجود وہ اتر گئے۔ جس وجہ سے ابوسفیان نے موقع پا کر پہاڑ کے نیچے سے حملہ کیا اور مسلمان جو پہاڑ کے اوپر تھے ان کو شہید کر دیا۔ اس جنگ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام سے ناراض ہوئے جنہوں نے مال کے خیال میں آ کر پہاڑ کو چھوڑ دیا لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار کو شکست۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان صحابہ کرام کو بھی معاف کر دیا جنہوں نے آپ کے حکم کی کچھ خلاف ورزی کی تھی۔ اس طرح لہٰذا مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

سوال نمبر 10: والیان ملک جن کو خطوط ارسال کیے گئے کسی چار والیان کے نام اور کسی ایک کا خط عربی یا اردو میں تحریر کریں؟

جواب: والیان کے نام

(۱) ہوزہ بن علی الحنفی۔ (۲) خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیراں شاہ۔ (۳) قیصر روم (۴) اصحمہ نجاشی شاہ۔

خط

ہوزہ بن علی الحنفی یمامہ کی طرف خط یوں لکھا گیا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ من محمد رسول اللہ الٰی ھوۃ بن علی سلام علٰی من اتبع الھدٰی واعلم دینی سیظھر الٰی انتھی الخف والحافر فاسلم تسلم اجعل ماتحت یدیك، محمد رسول اللہ

القسم الثانی...... تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 1: خلفاء اربعہ کے نام، کنیت، لقب، تاریخ وصال اور مدت خلافت تحریر کریں؟

جواب: خلفائے اربعہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابوبکر صدیق کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ ہے اور آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر تردد کے تصدیق کی تھی اور آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔

آپ کا وصال بعمر ۶۳ سال منگل کی رات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو ہوا۔ مدت خلافت دو یا اڑھائی سال کی ہے۔

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا لقب امیر المؤمنین تھا اور آپ کا وصال ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو بروز بدھ ہوا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت گیارہ سالوں پر محیط ہے۔

مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی ہیں۔ آپ کا نام ونسب یوں ہے:

حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ۔

آپ کی کنیت ابوعمر تھی لیکن اسلام لانے کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جب آپ کے صاحبزادے عبداللہ کی ولادت ہوئی تو آپ کی کنیت ابوعبداللہ رکھ دی گئی۔ آپ کا وصال جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوا۔ آپ نے بارہ سال خلافت کی۔

مسلمانوں کے خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی کنیت اور لقب ابوتراب تھا اور آپ کا وصال ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو ہوا اور آپ نے پانچ سال خلافت کی۔

سوال نمبر 2: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال تصدق کیا؟

جواب: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال آپ پر صدقہ کر دیا اور صدقہ اس طرح کیا کہ ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا پورے کا پورا مال لے آئے اور خرچ کر دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابوبکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے؟ آپ نے عرض کی گھر والوں کے لیے اللہ اور اللہ کا رسول کافی ہے۔ اس طرح آپ نے اپنا سارا مال آپ پر صدقہ کیا۔

سوال نمبر 3: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت آیت واحادیث سے ثابت کریں۔

جواب: آپ کی خلافت کے بارے میں قرآنی آیات:

یَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ والی آیت سے آپ کی خلافت ثابت ہے۔ قُلۡ لِّلۡمُخَلَّفِیۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ والی آیت میں مُخَلَّفِیۡنَ سے مراد قبیلہ بنوحنیفہ ہے اور اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ والی آیت سے خلافت ابوبکر مراد ہے۔

آپ کی خلافت کے بارے میں احادیث مبارکہ:

امام ترمذی وحاکم نے حذیفہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو چاہیے کہ میرے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اتباع کریں۔

ابوالقاسم بغوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود فرماتے سنا ہے: میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور ابوبکر تھوڑا عرصہ زندہ رہیں گے۔ اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

سوال نمبر 4: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر موافقۃ قرآن سے چار مثالیں دیں؟

جواب: شیخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری رائے سے اتفاق کیا۔

(۱) ایک مرتبہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کاش ہم مقام ابراہیم پر نماز پڑھتے تو فوراً آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

(۲) ایک دفعہ میں نے کہا: یارسول اللہ! امہات المؤمنین کے سامنے ہر طرح کے نیک اور بد مرد آتے ہیں تو آپ انہیں پردے کا حکم دیں! فوراً آیت حجاب مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳) نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی آیت کا نزول:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ جس میں میسر کو حرام قرار دیا گیا۔

(۴) آپ نے فرمایا: یہودی سر پھری قوم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہی حکم نازل فرما دیا۔

سوال نمبر 5: شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مختصراً مضمون تحریر کریں؟

شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں لوگوں کے ساتھ مثالی حسن سلوک کیا تھا اور لوگوں کو آپ سے کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی بلکہ نرم مزاجی کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے بھی زیادہ عوام میں محبوب تھے' کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے مزاج میں قدرے شدت تھی۔ جبکہ آپ میں اس کا نام ونشان نہ تھا۔ چھ سال بعد آپ نے اپنے بعض اعزاء واقارب کو مختلف مناصب پر تعینات کر دیا اور بیت المال سے مالی امداد کی جس کے نتیجہ میں لوگ آپ سے متنفر ہونے لگے اور طرح طرح اعتراضات کرنے لگے۔ دن بدن یہی مخالفت تحریک کی شکل اختیار کر گئی اور آپ کے خلاف شورش برپا ہو گیا۔ بالآخر بلوائیوں نے آپ کو چالیس

دن تک محاصرے میں رکھنے کے بعد ۳۵ھ میں شہید کر دیا۔

سوال نمبر 6: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فتنہ خوارج پر نوٹ تحریر کریں؟

جواب: کوفہ پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خارجیوں نے علیحدگی اختیار کر لی اور کہا: ہمیں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی حکومت قبول نہیں۔ اس کے بعد تمام خارجی کوفہ کے مشہور مقام حروراء میں بغاوت کے لیے جمع ہوئے۔ جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا جنہوں نے خارجیوں سے بحث مباحثہ کر کے ان کو شکست دی۔ غرضیکہ تمام خارجی وہاں سے چلے گئے اور ان میں کچھ خارجی مقام نہروان میں مقیم ہوئے جو مسافروں کی آمد ورفت میں مزاحمت کرتے، ان کا مال لوٹتے اور انہیں تکلیفیں دیتے تھے۔ چنانچہ ۳۸ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان پہنچ کر خارجیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

سوال نمبر 7: ہر خلیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کریں؟

جواب: ابوبکر کی شان میں حدیث مبارکہ: حضرت ابوارویٰ دوسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا میں ابوبکر اور عمر فاروق حاضر ہوئے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا لاکھ شکر ہے، جس نے تم دونوں کو میرا معاون اور مددگار بنایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیث مبارکہ: امام ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین، جنات اور برے آدمی سب کے سب عمر سے دور بھاگ رہے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیث مبارکہ: شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے ٹھیک کیے اور فرمایا: میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیث مبارکہ: شیخین نے سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک میں جانے سے روکا تو آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور خواتین میں اپنا خلیفہ بنا کر تشریف لے جا رہے ہیں؟ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں تم کو اس طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو چھوڑ کر گئے تھے اور فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة پاکستان

الثانوية الخاصة (السنة الاولیٰ) الموافق

سنة 1435ھ 2014ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی چھ میں سے چار سوال حل کریں؟

سوال نمبر 1: **الاستعارة هی مجاز علاقته المشبهة كقوله تعالی "كتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمات الی النور. ای من الضلال الی الهدی. فقد استعملت الظلمات والنور فی غير معنا هما الحقيقی والعلاقة المشبهة بين الضلال والظلام والهدی والنور والقرينة ماقبل ذلك.**

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟ (10)

(۲) استعارہ کی اقسام مع تعریفات امثلہ تحریر کریں؟ (10)

سوال نمبر 2: "سرقۃ الکلام انواع۔"

(۱) سرقۃ الکلام کا مفہوم واضح کریں؟ (6)

(۲) اس کی اقسام میں سے انتحال، اغارہ اور المام کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ (14)

سوال نمبر 3: جناس کی تمام اقسام پر محیط، مثالوں سے مزین نوٹ لکھیں؟ (20)

سوال نمبر 4: کوئی سے چار محسنات معنویہ بمع تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (20)

سوال نمبر 5: (۱) مجاز مرسل کی تعریف لکھیں؟ (4)

(۲) مجاز مرسل کے علاقات بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟ (16)

سوال نمبر 6: اغراض تشبیہ بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟ (20)

سوال نمبر 7: اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟ (20)

بیان۔ تشبیہ۔ کنایہ۔ مجاز عقلی۔ سجع۔ عکس۔ مبالغہ کنایہ۔ استعارہ تمثیلیہ۔ تلوتح۔ تصدیر

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: اَلْاِسْتِعَارَةُ هِیَ مَجَازٌ عَلَاقَتُه الْمُشَبَّهَةُ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی "كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ . اَیْ مِنَ الضَّلَالِ اِلَی الْهُدٰی . فَقَدْ اُسْتُعْمِلَتِ الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ فِیْ غَیْرِ مَعْنَا هُمَا الْحَقِیْقِیِّ وَالْعَلَاقَةُ الْمُشَبَّهَةُ بَیْنَ الضَّلَالِ وَالظَّلَامِ وَالْهُدٰی وَالنُّوْرِ وَالْقَرِیْنَةُ مَاقَبْلَ ذٰلِكَ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) استعارہ کی اقسام مع تعریفات امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ

استعارہ وہ مجاز ہے جس میں تشبیہ والا علاقہ ہو جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا آپ کی طرف تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔ تحقیق استعمال کیا گیا ظلمات اور نور کو ان کے حقیقی معنی کے غیر میں یعنی ضلال اور ظلام کے درمیان۔ ہدایت اور نور کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہے اور قرینہ اس کا ماقبل ہے۔

(ب) استعارہ کی اقسام:

طرفین کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں:

نمبر ا: استعارہ تصریحیہ:

وہ استعارہ ہے جس کا لفظ بہ صراحۃ مذکور ہو جیسے:

"فامطرت لؤلؤا من نرجس وسقت

وردا وعضت على العناب بالبرد"

اس شعر میں شاعر نے موتی، نرگس، گلاب، عناب اور اولے کو بالترتیب آنسو، آنکھوں، رخساروں، انگلیوں کے پورے اور دانتوں کے لیے استعارہ کیا ہے۔ اس میں مشبہ بہ واضح طور پر مذکور ہے۔

نمبر۲: استعارہ مکنیہ:

وہ ہے جس میں مشبہ بہ محذوف ہو لیکن اس کے لوازمات میں سے کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" اس آیت میں پرندے کو جھکنے کے لیے استعارہ کیا گیا پھر اس کو حذف کر کے اس کے لوازم یعنی پروں نے دلالت کی ذُل کے لیے۔ پروں کو ثابت کرنا ہی عند البلغاء استعارہ تخییلیہ ہے۔

سوال نمبر 2: "سرقۃ الکلام انواع۔"

(۱) سرقۃ الکلام کا مفہوم واضح کریں؟

(۲) اس کی اقسام میں سے انتحال، اغارہ اور المام کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) سرقۃ الکلام:

سرقہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا مال چوری کرنا لیکن اس جگہ دوسرے کے کلام کو چوری کرنا مراد ہے؟

انتحال کی تعریف:

ناثر یا شاعر دوسرے شخص کے الفاظ کو تبدیل کیے بغیر اس کے مضمون کو اپنے کلام کے ساتھ ملا لے یا پھر مترادف الفاظ سے بدل کر اپنے کلام کے ساتھ ملائے یا پھر دوسرے شخص کے الفاظ کو ان کی ضد کے ساتھ بدل دے، یہ سب انتحال کی صورتیں ہیں جیسے: عبداللہ بن

زبیر شاعر نے معن بن اوس کے دو شعر لیے اور دعویٰ کیا کہ وہ اس کے اپنے ہیں۔ وہ شعر یہ ہیں:

اذا انت لم تنصف اخاك وجدته   على طرف الهجران ان كان يعقل

ويركب حد السيف من تضمه   اذا لم يكن عن شفرة السيف مرحل

اغارہ کی تعریف:

پہلے کلام کا معنی لیا جائے اور الفاظ بدل دیے جائیں اور دوسرا کلام پہلے کلام کے مقابلے میں دوسرے درجے کا یا اس کے مساوی ہو جیسے: شاعر ابوتمام کا شعر ہے:

هيهات لاياتي الزمان بمثله   ان الزمان بمثله لبخيل

ابوالطیب متنبی نے اس میں اس طرح کہا:

اعدى زمان سخاؤه فسخابه   ولقد يكون به الزمان بخيلا

یہاں دوسرا مصرعہ ابوتمام کے دوسرے مصرعے سے ماخوذ ہے۔

المام کی تعریف:

یعنی سرقہ کرنے والا صرف معنی لے اور دوسرا قول پہلے قول کے مقابلہ میں کم درجہ رکھتا ہو یا اس کے مساوی ہو جیسے: ایک شخص نے اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہا:

والصبر لحمد فى المواطن كلها   الا عليك فانه لالحمد

ابوتمام نے چوری کرتے ہوئے اس قول میں کہا:

وقد كان يدعى لابس الصبر حازماً   فاصبح يدعى حازماً حين يجزع

سوال نمبر 3: جناس کی تمام اقسام پر محیط، مثالوں سے مزین نوٹ لکھیں؟

جواب: جناس کی دو صورتیں ہیں: ۱- جناس تام ۲- جناس غیر تام

پھر جناس تام کی چار قسمیں ہیں:

نمبر۱- متماثل: یعنی ایک نوع کے دو لفظوں کے درمیان اتحاد ہو تو متماثل ہے جیسے:

لم نلق غيرك انساناً يلاذ به   فلا برحت لعين الدهر انسانا

یہاں لفظ انسان دو دفعہ آیا ہے اور دونوں ہی ایک نوع یعنی اسم ہیں اور حرکات و سکنات وترتیب حروف میں بھی ایک جیسے ہیں۔

نمبر۲- مستوفی: اگر دونوں لفظوں کی انواع مختلف ہوں تو وہ مستوفی ہے جیسے:

فدارهم مادمت في دارهم . وارضهم مادمت في ارضهم

اس شعر میں دار فعل ہے اور دوسرا اسم' پہلا ارض فعل ہے اور دوسرا اسم۔ شکل وصورت تو ایک جیسی ہے مگر انواع میں فرق ہے۔

نمبر۳- متشابہہ: اگر دو ایسے لفظوں کے درمیان جناس تام ہو جن میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد اور خط میں متحد ہوں جیسے:

اذا ملك لم يكن ذاهبة　　فدعه فدولته ذاهبه

اس میں پہلا ذاهبة مرکب ہے جبکہ دوسرا ذاهبة مفرد ہے' کیونکہ وہ اسم فاعل ہے۔

مفروق: اگر دو ہم جنس لفظوں میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد ہو لیکن کتابت میں متحد نہ ہوں تو مفروق ہے۔ جیسے

كلكم قد اخذ الجام ولا جام لنا　　ماالذي في ضر مديد الجام لوجا ملنا

پہلا جام لنا مرکب ہے اور دوسرا مفرد اور کتابت بھی مختلف ہے۔

غیر تام کی بھی چار صورتیں ہیں:

نمبر۱- محرف: صرف ہیئت میں دو لفظ مختلف ہوں جیسے: جبة البرد جنة البرد

نمبر۲- مطرف: جب دو لفظ صرف تعداد حروف میں مختلف ہوں اور لفظ کی زیادتی شروع میں ہو جیسے: والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ المساق . اس میں مساق کے شروع میں میم زیادہ ہے۔

نمبر۳- مذیل: اگر آخر میں حرف زائد ہو تو مذیل جیسے:

يمدون من ايد عواص عواصم　　تصول باسياف قواض قواضب

اس میں عواصم اور قواضب کے آخر میں میم اور باء کا اضافہ ہے۔

مضارع: اگر دونوں حروف مختلف ہوں لیکن مخارج کے اعتبار سے دوری نہ ہو جیسے:

ينهون، ينؤن ۔

نمبر۴- جناس قلب: اگر صرف ترتیب میں فرق ہو جیسے: نیل ولین۔

سوال نمبر4: کوئی سے چار محسنات معنویہ بمع تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: نمبر۱- توریہ: ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معنی ہوں ایک قریب والا اور ایک بعید والا لیکن مراد بعید والا ہو' جس پر کوئی خفیہ قرینہ دال ہوتا ہے۔

جیسے "وهو الذى يتوفاكم بالليل ويعلم ماجرحتم بالنهار"

اس مثال میں لفظ جرح کے دو معانی ہیں قریب والا یعنی زخمی کرنا اور بعید والا یعنی گناہوں کا ارتکاب کرنا۔ یہاں یہی معنی مراد ہے۔

نمبر۲- ابہام: کلام میں ایسا لفظ بولنا جو دو متضاد جہتوں کا احتمال رکھتا ہو جیسے:

بارك الله للحسن　　ولبوران في التحسن

يا امام الهدى ظفرت　　ولكن ببنت من

اس میں ببنت من میں دو متضاد احتمال ہیں کہ عظمت کی وجہ مدح ہوگی یا حقارت کی وجہ سے مذمت ہوگی۔

نمبر۳- طباق: ایسے دو معنوں کو جمع کرنا جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہو جیسے

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔ اس میں ایقاظ اور رقود ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

نمبر۴- مقابلہ: دو یا زیادہ معانی لائے جائیں پھر ان معانی کے مقابل ان کے الفاظ لائیں جائیں جیسے: فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا۔

اس میں ضحک، بکاء کے اور قلیل، کثیر کے مقابلے میں ہیں۔

سوال نمبر5: مجاز مرسل کی تعریف اور علاقات بمع امثلہ لکھیں؟

جواب: تعریف: وہ مجاز جس میں تشبیہ کا علاقہ نہ ہو۔

علاقات مجاز مرسل:

۱- علاقہ سبب: جیسے: عظمت يدفلان

۲- مسببیت جیسے: امطرت السماء نباتا

۳-جزئیت کا علاقہ جیسے: ارسلت العیون لتطلع علی احوال العدو

۴-علاقۂ کلیت جیسے: یجعلون اصابعھم فی اذانھم

۵-علاقۂ ماکان کا اعتبار یعنی ماضی کا اعتبار جیسے: واتوا الیتامی اموالھم

۶-مایکون یعنی مستقبل کا اعتبار کرنا جیسے: انی ارانی اعصر خمرًا

۷-علاقۂ محلیت: جیسے: قرر المجلس ذالك

۸-علاقۂ حالیت: جیسے: ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون

سوال نمبر 6: اغراض تشبیہ بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: تشبیہ کی درج ذیل اغراض ہوتی ہیں:

نمبر۱: کبھی امکان مشبہ کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ جیسے:

فان تفق الانام وانت منھم

فان المسك بعض دم الغزال

شاعر متنبی نے جب دعویٰ کیا کہ اس کا ممدوح یعنی سیف الدولہ چند خصوصیات کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہے تو اس نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے کستوری سے تشبیہ دی، جس کی اصل غزل کا خون ہے۔

نمبر۲: دوسری غرض مشبہ کے حال کو بیان کرنا ہے جیسے:

کانك شمس والملوك کواکب

اذا طلعت لم یبد منھن کواکب

اس میں ممدوح کو سورج اور بادشاہوں سے تشبیہ دے کر اس کا مقام بیان کر دیا۔

نمبر۳: تیسری غرض مشبہ کے حال کی مقدار بیان کرنا ہے جیسے:

فیھا اثنتان واربعون حلوبۃ   سودا کخافیۃ الغراب الاسحم

اس میں اونٹنیوں کی سیاہی کو بیان کرنے کے لیے کوے سے تشبیہ دی۔

نمبر۴: مشبہ کے حال کی تقریر بیان کرنا ہے جیسے:

ان القلوب اذا تنافر ودھا   مثل الزجاجۃ کسرھا لایجبر

اس میں دلوں کی محبت کو شیشے سے تشبیہ دی یہ بیان کرنے کے لیے کہ پہلی محبت کا اپنی حالت پر آنا مشکل ہے۔

نمبر۵: پانچویں غرض مشبہ کی تزیین کرنا ہے جیسے:

سوداء واضحۃ الجبین کمقلۃ الظبی الغریر۔ اس میں محبوبہ کے حسن کو ثابت کرنے کے لیے ہرن کی آنکھ سے تشبیہ دی۔

نمبر۶: مشبہ کی قباحت کو بیان کرنا ہے جیسے:

واذا اشار محدثا فکانہ   قرد یقھقھہ او عجوز تلطم

سوال نمبر 7: اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

جواب: بیان: وہ علم ہے جس میں تشبیہ، مجاز اور کنایہ کی بحثیں ہوں۔

تشبیہ: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں کسی حرف کے ساتھ کسی غرض کے لیے ملانا۔

کنایہ: وہ لفظ ہے جس سے اس کا لازم معنیٰ مراد لیا جائے جبکہ صریح معنیٰ مراد لینا بھی جائز ہو۔

مجاز عقلی: فعل یا شبہ فعل کا اسناد اس چیز کی طرف کرنا جس کے لیے وہ فعل یا شبہ فعل ہیں۔

سجع: نثر کے آخر میں دو فاصلوں کے درمیان موافقت کو سجع کہتے ہیں۔

عکس: کلام کے کسی جزء کو مقدم کر کے الٹا کر دینا۔

مبالغہ: کسی وصف کے بارے میں دعویٰ کرنا کہ وہ شدت یا ضعف میں اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ عقل اسے بعید یا محال سمجھتی ہو۔

کنایہ: تعریف گزر گئی۔

تلویح: اگر کنایہ میں واسطے زیادہ ہوں تو اسے تلویح کہتے ہیں۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل...... قرآن پاک

سوال نمبر1: درج ذیل میں سے کسی پانچ آیات مقدسہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۴۰

۱- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

۲- وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۝

۳- قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ۝

۴- قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۝

۵- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

۶- اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ

یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا۝

۷- فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا۝

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے صرف پانچ کے جواب تحریر کریں؟ (۱۰)

۱- حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کہاں رہتی تھی؟ نینوا، موصل، دمشق

۲- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد کس پہاڑ پر اتری؟ احد، جودی، رحمت

۳- حضرت یوسف علیہ السلام کتنے بھائی تھے؟ ۱۰، ۱۱، ۱۲

۴- اصحاب کہف کس بادشاہ کے ظلم سے بھاگے؟ بید روس، دقیانوس، ساریبنوس

۵- شاہ مصر نے خواب میں کتنی گائیں دیکھیں؟ ۵، ۷، ۱۱

۶- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کس مہینے میں ہوا؟ ربیع الاول، رجب، رمضان

۷- فرعون کا لشکر کہاں غرق ہوا؟ بحر قلزم، بحر فارس، بحر روم

القسم الثانی...... حدیث شریف

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے دو احادیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)×۲=۲۰

۱- وعن ابی الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقھہ فاطیلوا الصلاۃ واقصروا الخطبۃ

۲- عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم

الاخر فليصل رحمه ومن كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليقل خيرا او ليصمت

۳- عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى منى فاتى الجمرة فرماها ثم اتى منزله بمنى ونحر ثم قال للحلاق خذ، واشار الى جانبه الايمن ثم الايسر ثم جعل يعطيه الناس

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی ایک حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)×۱۰=۲۰

۱- عن ابی یوسف عبدالله بن سلام رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يآيها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام

۲- عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شهد الجنازة حتى يصلى عليها فله قيراط ومن شهدها حتى تدفن فله قيراطان؟ قيل ما القيراطان؟ قال مثل الجبلتين العظيمين

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ (۱۰)

الشكل ۔ الكمان ۔ اللهوات ۔ الايضاع ۔ الكرسف ۔ الترة ۔ الوعثاء ۔ التعريس

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

القسم الاوّل...... قرآن پاک

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ آیات مقدسہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○

۲- وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ○

۳- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ○

۴- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ○

۵- رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○

۶- اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا○

۷- فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝

جواب: ترجمہ آیات:

۱- غیب کی خبر بتانے والے محبوب فرما دیں اس شخص کے لیے جو تمہارے قبضہ میں قیدیوں سے اگر اللہ عزوجل جان لیتا تمہارے دلوں میں بھلائی کو وہ عطاء کرتا تمہیں اس سے بہتر جو تم سے لیا گیا۔ وہ بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

۲- اور اگر وہ راضی ہوتے اس سے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے عطاء کیا اور وہ کہتے کافی ہے ہمیں اللہ' عنقریب عطاء فرمائے گا اللہ ہمیں اپنا فضل اور اس کا رسول۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

۳- محبوب فرما دیں اے لوگو! تحقیق آیا تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے، پس جس نے ہدایت پائی پس سوائے اس کے نہیں وہ ہدایت حاصل کرتا ہے اپنے لیے اور جو گمراہ ہوا تو سوائے اس کے نہیں ہے اس کی گمراہی اس پر ہے اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔

۴- تم فرماؤ بھلا تم بتاؤ وہ .واللہ عزوجل نے تمہارے لیے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرا لیا! تم فرماؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی اجازت دی یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟

۵- اے میرے رب تو مجھے نماز کو قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! تو قبول فرما میری دعا کو۔ اے ہمارے رب! تو بخش دے مجھے اور میرے والدین اور مؤمنین کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

۶- وہ مقبول بندے ہیں' جن سے کافر پوچھتے ہیں، وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں' بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈرانے والی چیز

ہے۔

۷- پس تو کھا' تو پی اور تو آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا کہ میں نے آج رحمان کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے صرف پانچ کے جواب تحریر کریں؟

۱- حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کہاں رہتی تھی؟ نینوا، موصل، دمشق

۲- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد پہاڑ پر اتری؟ احد، جودی، رحمت

۳- حضرت یوسف علیہ السلام کتنے بھائی تھے؟ ۱۰، ۱۱، ۱۲

۴- اصحاب کہف کس بادشاہ کے ظلم سے بھاگے؟ بیدروس، دقیانوس، ساریئوس

۵- شاہ مصر نے خواب میں کتنی گائیں دیکھیں؟ ۵، ۷، ۱۱

۶- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کس مہینے میں ہوا؟ ربیع الاول، رجب، رمضان

۷- فرعون کا لشکر کہاں غرق ہوا؟ بحر قلزم، بحر فارس، بحر روم

جواب:

۱- حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نینوا میں رہتی تھی۔

۲- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد جودی پہاڑ پر اتری تھی۔

۳- حضرت یوسف علیہ السلام بارہ بھائی تھے۔

۴- اصحاب کہف دقیانوس بادشاہ کے ظلم سے بھاگے تھے۔

۵- شاہ مصر نے خواب میں سات گائیں دیکھی تھیں۔

۶- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ماہ رجب میں ہوئی۔

۷- فرعون کا لشکر بحر قلزم میں غرق ہوا تھا۔

القسم الثانی...... حدیث شریف

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے دو احادیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱- وعن ابی الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقہہ فاطیلوا الصلاۃ واقصروا الخطبۃ

۲- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیصل رحمہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت

۳- عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر ثم قال للحلاق خذ، واشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس

جواب: ترجمہ

۱- ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مرد کا نماز کو لمبا کرنا اور اپنے خطبہ کو مختصر کرنا یہ اس کے فقیہ ہونے کی دلیل ہے' تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ کو مختصر کرو۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے' جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے منیٰ میں تو آپ جمرہ کے پاس تشریف لے گئے پس آپ نے پتھر مارے (کنکریاں) اس کو پھر آپ تشریف لائے اپنی جگہ منیٰ میں اور آپ نے قربانی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاق کو حکم فرمایا: تو حلق کر تو آپ نے اشارہ فرمایا سر کی دائیں جانب پھر بائیں

جانب پھر آپ نے مقرر فرمایا: وہ عطاء کرے موئے مبارک لوگوں میں۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی ایک حدیث پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱- عَنْ اَبِیْ یُوْسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ

جواب: ترجمہ:

حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! تم سلام پھیلاؤ، تم کھانا کھلاؤ، تم صلہ رحمی کرو رشتہ داروں سے اور نماز پڑھو اس وقت میں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

۲- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ عیلہ وسلم من شھد الجنازۃ حتی یصلی علیھا فلہ قیراط ومن شھدھا حتی تدفن فلہ قیراطان قیل ما القیراطان؟ قال مثل الجبلتین العظیمین

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حاضر ہوا نماز جنازہ میں حتیٰ کہ اس پر نماز بھی پڑھ لی تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو شخص جنازے میں تدفین تک حاضر رہے اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ عرض کی گئی کہ قیراطان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قیراطان سے مراد دو بڑے پہاڑ ہیں۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

جواب:

الفاظ	معانی
الشکل	گم کرنا
الکمان	چھپنا
اللهوات	گوشت کا ٹکڑا
الایضاع	بمعنی اسراع (جلدی)
الکرسف	روئی
الترة	نقص
الوعثاء	مشقت
التعریس	رات میں چلنا

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اھل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　　کل نمبر 100

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: **فاذا بیع المکیل او الموزون بجنسه مثلا بمثل جاز البیع وان تفاضلالم یجز**

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے ربا کی تعریف قلمبند کریں؟

(ب) صاحب کتاب نے کسی شے کے مکیلی یا موزونی ہونے کا جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر فرمائیے؟

(ج) اقالہ، مرابحہ اور صرف کی تعریف بیان کریں؟۹

سوال نمبر 2: **الشفعة واجبة للخليط فی نفس المبیع**

(الف) شفعہ کے مستحقین ترتیب وار لکھیں؟ نیز کس کی موجودگی میں کون محروم رہتا ہے؟ وضاحت کریں؟

(ب) شفیع کو جب مشفوعہ کے فروخت ہونے کا پتہ چلے تو اسے کون کون سے کام کرنا ہوں گے؟ تفصیلاً لکھیں۔

(ج) اگر مشفوعہ زمین یا مکان ایک ہو اور شفیع زیادہ ہوں تو تقسیم کا طریقہ کار کیا ہو

گا؟ ۷

سوال نمبر3: ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين......

(الف) نکاح کے گواہوں کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ تفصیلاً لکھیں۔

(ب) الطلاق على ثلاثة اوجه کتاب میں مذکورہ اقسام ثلاثہ کی وضاحت کریں؟ ۹

(ج) ظہار کی تعریف، اس کا حکم اور کفارہ زینت قرطاس کیجئے؟ ۷

﴿حصہ دوم: اصول فقہ﴾

سوال نمبر4: فضد الظاهر الخفي وضد النص المشكل وضد المفسر المجمل وضد المحكم المتشابه

(الف) متقابلات میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور کسی دو کی مثال بھی بیان فرمائیں؟

(ب) فيجوز العصر عند الاحمرار اداء ولا يجوز قضاء عبارت کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر5: حكم المؤول وجوب العمل به مع احتمال الخطاء

(الف) ترجمہ کریں اور مؤول کا حکم مثال کے ساتھ بیان کریں؟

(ب) البيان على سبعة انواع بیان کی انواع سبعہ تحریر کریں؟ کسی دو کی وضاحت مع امثلہ بیان کریں؟

سوال نمبر6: (الف) خبر واحد جن جن مواضع میں حجت بنتی ہے وہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

(ب) اجماع، عموم مجاز، خبر مشہور اور کنایہ کی تعریفات بیان کیجئے؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ﴾

حصہ اول: فقہ

سوال نمبر1: فاذا بيع المكيل او الموزون بجنسه مثلا بمثل جاز البيع وان تفاضلا لم يجز

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے ربا کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: ترجمہ: پس جب مکیلی چیز کی بیع اس کی جنس کے ساتھ ہو یا موزون کی اس کی جنس کے ساتھ تو برابر برابر کی بیع جائز ہے اور ان دونوں میں کمی و زیادتی کے ساتھ ہو تو بیع جائز نہیں۔

ربا کی تعریف: ربا کا لغوی معنی ہے مطلقاً زیادتی۔

ربا کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ربا البیع ۲۔ ربا القرض۔

ربا القرض کی تعریف: ربا القرض یہ ہے کہ کوئی آدمی کچھ درہم یا دینار اس شرط پر قرض دار کو دے کہ وہ لیے ہوئے قرض سے زیادہ ادا کرے گا۔

ربا البیع کی تعریف: ربا البیع یہ ہے کہ کیلی یا وزنی چیز کو اس کی جنس کے عوض زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا یا کیلی یا وزنی چیز کو اس کی جنس یا غیر جنس کے عوض ادھار پر بیچنا۔

(ب) صاحب کتاب نے کسی شے کے مکیلی یا موزونی ہونے کا جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر فرمائیے:

جواب: جس چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح فرمادی کہ اس میں بطور کیل کے زیادتی کرنا حرام ہے تو وہ چیز ہمیشہ کے لیے مکیلی رہے گی، خواہ لوگوں نے

اس میں کیل کرنا چھوڑ دیا ہو۔ جیسے: گندم، کھجور، جو، نمک وغیرہ۔ جس چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح فرمادی کہ اس میں بطور وزن زیادتی کرنا حرام ہے تو وہ چیز ہمیشہ وزنی رہے گی خواہ لوگوں نے اس میں وزن کرنا چھوڑ دیا ہو۔ جیسے: سونا، چاندی وغیرہ۔ جس چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح نہیں فرمائی تو وہ لوگوں کی عادت پر محمول ہے۔ اگر متعاقدین کسی چیز کی بیع کریں گے تو اس میں عرف عام کا اعتبار ہو گا۔ اگر لوگ وزن کر کے فروخت کرتے ہوں تو وہ وزنی ہو گی، اگر لوگ ناپ کر فروخت کرتے ہوں تو وہ کیلی ہو گی اور اگر عدد کے اعتبار سے فروخت کرتے ہوں تو عددی ہو گی۔

(ج) اقالہ، مرابحہ اور صرف کی تعریف بیان کریں؟

جواب: اقالہ کی تعریف: متعاقدین کا عقد کو ختم کر دینا، اقالہ کہلاتا ہے اقالہ دونوں کی رضامندی سے پہلی قیمت کے عوض جائز ہے۔

مرابحہ کی تعریف: پہلی مرتبہ خریدنے سے جس چیز کا مالک ہوا تھا اس کو پہلے ثمن پر کچھ نفع کے ساتھ بیچنا مرابحہ کہلاتا ہے۔

صرف کی تعریف: ثمن کو ثمن کے عوض بیچنا چاہیے وہ ثمن خلقی ہو یا غیر خلقی۔

سوال نمبر2: الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع

(الف) شفعہ کے مستحقین ترتیب وار لکھیں؟ نیز کس کی موجودگی میں کون محروم رہتا ہے؟ وضاحت کریں؟

جواب: شفعہ کے مستحقین تین قسم کے لوگ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-شريك في النفس المبيع ۔ ۲-شريك حق المبيع ۔

۳-جار ملاصق (پڑوسی)

اگر کسی آدمی نے زمین بیچی تو حق شفعہ سب سے پہلے شریک فی نفس المبیع کو ملے گا، اگر وہ حق شفعہ ترک کر دے تو پھر حق شفعہ حق بیع میں شریک کو ملے گا اور اگر یہ بھی حق شفعہ ترک کر دے تو پھر حق شفعہ جار ملاصق کو ملے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حق شفعہ میں پہلا نمبر شریک فی النفس المبیع کا ہے، بعد ازاں شریک

فی حق المبیع کا ہے اور آخر میں جار ملاصق کا ہے۔

شریک فی النفس المبیع کے ہوتے ہوئے دوسرے دونوں محروم رہیں گے۔

حق المبیع میں شریک کے ہوتے ہوئے پڑوسی محروم رہے گا۔

(ب) شفیع کو جب مشفوعہ کے فروخت ہونے کا پتہ چلے تو اسے کون کون سے کام کرنا ہوں گے؟ تفصیلاً لکھیں۔

جواب: شفیع کو جب مشفوعہ کے فروخت کا علم ہو تو اس کو تین کام کرنا ہوں گے:

۱-طلب مواثبت: یعنی جس مجلس میں شفیع کو مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا تو اسی مجلس میں شفیع اپنا شفعہ طلب کر لے۔

۲-طلب تقریر: یعنی اگر بیع بائع کے قبضہ میں ہو اور بائع اسی مجلس علم میں موجود ہو تو اسی مجلس میں وگرنہ بائع کے پاس جا کر شفیع اپنے شفعہ پر گواہ بنائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ شفیع یوں کہے کہ یہ بیع فلاں نے خریدی ہے، میں اس کا شفیع ہوں اور میں مجلس علم شفعہ طلب کر چکا ہوں۔

اگر مبیع بائع نے مشتری کے حوالے کر دی تو مشتری کے پاس یا مبیع اگر زمین ہو تو اس پر جا کر شفیع مذکورہ طریقے سے گواہ بنائے۔ طلب تقریر کے بعد شفعہ پکا ہو جاتا ہے۔

۳-طلب تملیک: طلب مواثبت اور طلب تقریر کے بعد شفیع قاضی کی عدالت میں مطالبہ کرے گا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے سامنے شفیع یوں کہے کہ فلاں شخص نے فلاں زمین خرید لی اور فلاں سبب سے میں اس کا شفیع ہوں، میں نے طلب مواثبت اور طلب تقریر بھی کر لیا ہے اور مشتری نے مبیع میرے حوالے نہیں کی، لہٰذا آپ بیعہ کا میرے حوالے کرنے کا مشتری یا بائع کو حکم دیں۔

(ج) اگر مشفوعہ زمین یا مکان ایک ہو اور شفیع زیادہ ہوں تو تقسیم کا طریقہ کار کیا ہو گا؟

جواب: ارض مشفوعہ پر کئی لوگوں نے شفعہ کیا اور یہ سب شفعہ کے حقدار بھی ہیں تو اس صورت میں ان کے درمیان ارض مشفوعہ شرکاء کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم ہو گی۔ شرکاء کی ملکیتوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا یعنی جس کی زمین زیادہ ہے اس کو زیادہ حصہ ملے اور جس

کی زمین کم ہے اس کو کم ملے، ایسا نہیں ہوگا۔

سوال نمبر3: ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین......

(الف) نکاح کے گواہوں کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ تفصیلاً لکھیں۔

جواب: نکاح کے گواہوں کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ نکاح کے وقت موجود ہوں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ دونوں گواہ آزاد ہوں' لہٰذا غلام کی موجودگی معتبر نہیں۔ دونوں بالغ ہوں' بچوں کی موجودگی معتبر نہیں۔ دونوں عقلمند ہوں' مجنون کی گواہی معتبر نہیں دونوں مرد ہوں یا ایک مرد ہو اور دو عورتیں خواہ عادل ہوں یا غیر عادل یا تہمت لگانے ان پر سزا جاری ہو چکی ہو' نکاح ہو جائے گا۔

اگر مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہو رہا ہو تو بالاتفاق گواہوں کا مسلمان ضروری ہے۔ اگر مسلمان مرد کا نکاح کسی کتابیہ غیر مسلمہ سے ہو رہا ہو تو اس صورت اختلاف ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب بھی گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری لیکن شیخین رحمہم اللہ کے نزدیک اسلام ضروری نہیں دو ذمیوں کی موجودگی میں نکاح جائز ہے۔

(ب) الطلاق علی ثلاثة اوجه کتاب میں مذکورہ اقسام ثلاثہ کی وضاحت کریں؟

جواب: طلاق کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-طلاق سنت۔ ۲-طلاق احسن۔ ۳-طلاق بدعت۔

طلاق احسن: طلاق احسن یہ ہے کہ عورت کو ایسے طہر میں ایک طلاق دینا جس خاوند نے اس سے وطی نہ کی ہو۔ طلاق دینے کے بعد نہ اس کو مزید طلاق دے اور نہ ہی سے وطی کرے بلکہ اس کو چھوڑ دے کہ وہ عدت مکمل کرلے۔

طلاق سنت: طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو مرد تین طہروں میں تین طلاقیں دے ایک طہر میں ایک ایک طلاق دے بشرطیکہ ان تین طہروں میں مرد عورت سے وطی نہ کرے

طلاق بدعت: طلاق بدعت یہ ہے کہ عورت کو مرد ایک طہر میں مختلف الفاظ سے

طلاقیں دے یا ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دے۔

حکم: تینوں صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن پہلی دو صورتوں میں مرد گناہ گار نہیں ہوتا۔ آخری صورت یعنی طلاق بدعت دینے سے مرد گناہ گار ہوتا ہے۔

(ج) ظہار کی تعریف، اس کا حکم اور کفارہ زینت قرطاس کیجئے؟

جواب: ظہار کی تعریف: ظہار کا لغوی معنی ہے اپنی پیٹھ کسی طرف کرنا۔
اور اصطلاحی معنیٰ ہے اپنی زوجہ کو اپنی محرمہ مؤبدہ کے کسی ایسے جزء کے ساتھ تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہے جیسے: خاوند اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔

ظہار کا حکم: خاوند جب اپنی بیوی سے ظہار کرے تو یہ عورت خاوند پر کفارہ ظہار ادا کرنے تک حرام ہو جاتی ہے کہ اس سے وطی نہیں کر سکتا ہے۔ دواعی وطی یعنی چھونا، بوسہ لینا وغیرہ کر سکتا ہے۔ اگر خاوند کفارہ ظہار ادا کر دے تو یہ عورت خاوند کے لیے ازدواجی تعلقات کے ساتھ حلال ہو جاتی ہے۔ اگر خاوند نے کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے بیوی سے وطی کر لی تو یہ گناہ گار ہوگا، اس پر استغفار کرے گا۔ ایک کفارہ کے سوا اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

کفارہ ظہار: کفارہ ظہار تین چیزیں ہیں:

۱-غلام آزاد کرنا۔ ۲-مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا۔

۳-ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

مظاہر کے پاس اگر غلام ہو اور وہ غلام آزاد کرنے کی ہمت رکھتا ہو تو غلام آزاد کرے ورنہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

حصہ دوم: اصول فقہ

سوال نمبر4: فضد الظاهر الخفي وضد النص المشكل وضد المفسر المجمل وضد المحكم المتشابه

(الف) متقابلات میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور کسی دو کی مثال بھی بیان فرمائیں۔

جواب: متقابلات میں سے ہر ایک کی تعریف اور دو کی مثال:

ظاہر کی تعریف: ظاہر اس اسم کا نام ہے، جس کی مراد سامع کے لیے محض سننے سے کسی تامل کے بغیر ظاہر ہو جائے۔

نص کی تعریف: امر نص وہ ہے، جس کے لیے کلام کو چلایا گیا ہو۔

ظاہر اور نص کی مثال: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

اس آیت مبارکہ میں نص یعنی جس کے لیے کلام چلایا گیا ہے وہ بیان عدد ہے یعنی کلام کو چلایا گیا ہے عدد بیان کرنے کے لیے اور ظاہر اس بات میں ہے کہ آدمی کو دو، تین یا چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے۔

مفسر کی تعریف: مفسر وہ امر ہے، جس کی مراد ظاہر ہو متکلم کی طرف سے بیان کرنے کی وجہ سے اس حیثیت سے کہ اس کے ساتھ تاویل و تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے۔

مثال: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۔

اس آیت مبارکہ میں اسم ملائکہ ظاہر ہے مگر اس میں تخصیص کا احتمال باقی تھا کہ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا یا بعض نے تو لفظ كُلُّهُمْ کہنے سے تخصیص ختم ہو گئی مگر ابھی بھی تفرقہ کا احتمال باقی تھا کہ تمام ملائکہ نے اکٹھے سجدہ کیا یا بعض نے پہلے سجدہ کیا اور بعض نے بعد میں تو لفظ اَجْمَعُوْنَ نے اس احتمال کو ختم بھی کر دیا۔

محکم کی تعریف: محکم وہ ہے، جس میں مفسر سے زیادہ قوت ہوتی ہے، اس طرح کہ اس کا خلاف بالکل جائز نہیں ہوتا۔

خفی کی تعریف: خفی وہ امر ہے، جس کی مراد چھپی ہوئی ہو کسی عارضہ کی وجہ سے نہ کہ صیغہ کی وجہ سے۔

مشکل کی تعریف: مشکل وہ ہے، جس میں خفی سے زیادہ خفاء ہوتا ہے۔

مجمل کی تعریف: مجمل وہ ہے، جو کئی وجوہ کا احتمال رکھتا ہو اور اس طرح ہوتا ہے کہ اس

کی مراد ظاہر نہیں ہوتی مگر متکلم کی طرف سے بیان دینے کے ساتھ۔

متشابہ کی تعریف: متشابہ وہ امر ہے، جس میں خفاء ہی خفاء ہو یعنی مجمل سے بھی زیادہ خفاء ہوتی ہے۔

(ب) فيجوز العصر عند الاحمرار اداء ولا يجوز قضاء عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ بیان فرما رہے ہیں کہ سورج کے سرخ ہونے کے وقت یعنی مکروہ وقت میں عصر کی اداء نماز تو پڑھنا جائز ہے لیکن قضاء نماز مکروہ وقت میں پڑھنا جائز نہیں۔ عصر کی اداء نماز اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ یہ نماز پہلے نہیں پڑھی گئی تو وجوب اداء بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا۔ لہٰذا اب وجوب بھی ناقص اور ادائیگی بھی ناقص ہے جبکہ پچھلی کوئی نماز اس وقت میں نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ وہ کامل وقت میں واجب ہوئی تھی اور یہ وقت ناقص ہے۔ لہٰذا اب اداء کرنا اداء کامل نہیں ہوگا۔

سوال نمبر5: حكم المؤول وجوب العمل به مع احتمال الخطاء

(الف) ترجمہ کریں اور مؤول کا حکم مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: ترجمہ: غلطی کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔

مؤول کا حکم مثال کے ساتھ:

مؤول کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے خطاء کے احتمال کے ساتھ۔

مثال: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ، میں لفظ قروء کو حیض پر محمول کرنا تاویل کے قبیلہ سے ہے۔ چنانچہ ہم نے خاص کی بحث میں کہا ہے کہ لفظ قُرُوْٓءٍ حیض اور طہر میں مشترک ہے لیکن ہم نے لفظ ثلاثۃ کے قرینہ اور ارشاد نبوی: طلاق الامة ثنتان وعدتها حيضتان کے قرینہ سے اس کی تاویل حیض کے ساتھ کی ہے۔

(ب) البيان على سبعة انواع بیان کی انواع سبعہ تحریر کریں؟ کسی دو کی وضاحت مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: بیان کے سات طریقے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- بیان تقریر۔ ۲- بیان تفسیر۔ ۳- بیان تغییر

۴- بیان ضرورت۔ ۵- بیان حال۔ ۶- بیان عطف۔ ۷- بیان تبدیل۔

ان میں سے دو کی وضاحت

بیان تقریر: بیان تقریر یہ ہے کہ لفظ کا معنی ظاہر ہو لیکن اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال بھی ہو تو متکلم ظاہری معنی کے ساتھ اپنی مراد کو واضح کردے۔ یوں اس کے بیان سے ظاہر کا حکم بھی پکا ہو جائے گا اس کو بیان تقریر کہتے ہیں۔

مثال: جب کسی شخص نے کہا: لفلان علی الف، تو اس میں امانت اور غیر امانت دونوں کا احتمال تھا۔ لہٰذا جب اس نے کہا: لفلان علی الف ودیعة تو امانت کا مفہوم جو ظاہر کا تقاضا بھی پکا ہو گیا۔

بیان تغییر: بیان تغییر کا مطلب یہ ہے کہ متکلم اپنے بیان کے ساتھ اپنے ہی کلام کا معنی بدل دے یعنی اسے معلق کردے یا اس میں استثناء کردے۔

جیسے ایک شخص نے انتَ حُرٌّ کہہ کر ان دخلت الدار کہا یا لفلان علی الف الا مائة کہا، پہلی صورت میں غلام بغیر کسی شرط کے آزاد ہو رہا تھا لیکن متکلم نے ان دخلت الدار کہہ کر خود اپنے کلام کا مفہوم بدل دیا اور اسے مشروط کر دیا۔

دوسری صورت میں اس پر ایک ہزار لازم ہوتا تھا اب اس نے الا مائة کہہ کر پہلے کلام کو بدل دیا یعنی ہزار میں سے ایک سو روپیہ کم دیا۔

سوال نمبر 6: (الف) خبر واحد جن جن مواضع میں حجت بنتی ہے وہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

جواب: خبر واحد چار مقامات پر اعمال میں حجت ہے:

۱- خالص اللہ تعالیٰ کا حق جو سزا نہ ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے چاند کے سلسلے میں ایک دیہاتی کی گواہی قبول فرمائی ہے کیونکہ رمضان کے روزے فرض ہیں

یہ خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

۲- خالص بندے کا حق جس میں کسی دوسرے پر کوئی چیز لازم کی جاتی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ خبر دینے والوں کی تعداد جو کم از کم دو ہے ان کا عادل ہونا شرط جیسے مال وغیرہ کے جھگڑے ہیں۔

۳- خالص بندے کا حق جس میں کچھ لازم نہ ہوتا ہو کہ ایک آدمی کی خبر قبول کی جائے گی چاہے وہ عادل ہو یا فاسق اس کی مثال معاملات ہیں۔

۴- خالص بندے کا حق جس میں کسی وجہ سے کچھ لازم کرتا ہو۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گنتی یا عدالت میں سے ایک ایک بات شرط ہے اور اس کی مثال کسی کو معزول کرنا یا کسی پر پابندی لگانا ہے۔

(ب) اجماع، عموم مجاز، خبر مشہور اور کنایہ کی تعریفات بیان کیجئے؟

جواب: اجماع کی تعریف: اجماع کا لغوی معنی پختہ ارادہ اور اتفاق ہے۔

اصطلاح شرح میں اجماع کا معنی ہے: اتفاق علماء کل عصر من اهل السنة ذوی العدالة والاجتهاد علی حکم۔

ہر زمانے کے عادل اور مجتہد علماء اہل سنت کا کسی حکم پر متفق ہو جانا، اجماع کہلاتا ہے۔

عموم مجاز کی تعریف: ذہن کا حقیقی معنی کی طرف جانے سے پہلے مجازی کی طرف منتقل ہو جانا مثلاً کوئی شخص قسم کھاتا ہے کہ میں گندم نہیں کھاؤں گا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صرف گندم کھانے سے وہ حانث ہوگا گندم کی روٹی کھانے سے حانث نہیں ہوگا۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ خواہ وہ گندم کھائے یا گندم کی روٹی کھائے دونوں صورتوں میں حانث ہو جائے گا۔

خبر مشہور کی تعریف: خبر مشہور وہ خبر ہے جو پہلے دور یعنی عصر صحابہ میں خبر واحد کی طرح ہو لیکن دوسرے اور تیسرے زمانے میں مشہور ہو جائے۔ امت اسے قبول کرلے یہاں تک کہ ہم تک متواتر کی طرح ہو کر پہنچے۔

کنایہ کی تعریف: کنایہ وہ لفظ ہے جس کا معنیٰ پوشیدہ ہو۔

تنظیم المدارس (اھل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　کل نمبر 100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد

(الف) الكلمة لفظ مبتدا اور خبر ہیں، ان میں تذکیر وتانیث کی مطابقت کیوں نہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

(ب) لفظ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) مفرد کی اعرابی صورتیں اور ہر صورت کے اعتبار سے معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) کلام کی ترکیب کے عقلاً کتنے احتمالات ہیں اور ان میں سے کتنے احتمال صحیح ہیں اور کتنے باطل؟ ۱۰

(ب) ومن خواصه دخول اللام۔ خاصہ کی تعریف اور اقسام لکھیں اور صاحب کافیہ نے اسم کے جو خواص ذکر کیے ہیں تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) حكمه ان يختلف آخره باختلاف العوامل۔

مذکورہ عبارت میں عوامل جمع کا صیغہ اور جمع کم از کم تین کے لیے آتا ہے تو کیا معرب کے آخر میں تبدیلی کے لیے اس پر تین عامل آتے ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) فاعل کو رفع دینے والے فعل کو وجوباً اور جوازاً حذف کرنے کے مقامات مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) مفعول مطلق کی تعریف کریں نیز اس کے فعل کو وجوباً، سماعاً حذف کرنے کے مقامات تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) ما يرفع الابهام المستقر عن ذات مذكورة او مقدرة ترجمہ کریں اور بتائیں یہ کس کی تعریف ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: (الف) ولا يسوغ المنفصل الا لتعذر المتصل۔ ضمیر متصل کے تعذر کے مقامات مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) اضافت کی اقسام اور ہر قسم کا فائدہ مثالیں دے کر تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) تاکید کی تعریف اور اقسام مع امثلہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: کسی پانچ کے صحیح جواب لکھیں؟ (۱۰)

۱- لائے نفی جنس کی خبر...... ہوتی ہے۔ مرفوع، منصوب، مجرور

۲- مفرد مجرور ہونے کی صورت میں...... ہوگا۔ لفظ سے حال، معنی سے صفت، وضع سے حال

۳- والعامل ما به يتقوم المعنى۔ يتقوم ...... کے معنی میں ہے۔ يقوم، يحصل، يتقرب

۴- حضاجر ...... ہے۔ منصرف، غیر منصرف، کوئی نہیں۔

۵- مفعول بہ کو حذف کرنا...... واجب ہے۔ چار مقام پر، پانچ مقام پر، چھ مقام پر

۶- کلمہ کی تقسیم میں صاحب کافیہ نے پہلے...... کو رکھا۔ اسم، فعل، حرف

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد

(الف) الكلمة لفظ مبتدا اور خبر ہیں، ان میں تذکیر وتانیث کی مطابقت کیوں نہیں؟ وضاحت کریں؟

جواب: الكلمة لفظ یہ مبتدا اور خبر ہیں اور ان دونوں میں تذکیر وتانیث کی مطابقت کا پایا جانا وہاں ضروری ہوتا ہے جہاں خبر مشتق ہو یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ۔ اس جگہ خبر مشتق نہیں لہٰذا مطابقت ضروری نہیں ہے۔

(ب) لفظ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) مفرد کی اعرابی صورتیں اور ہر صورت کے اعتبار سے معنی تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: (الف) کلام کی ترکیب کے عقلاً کتنے احتمالات ہیں اور ان میں سے کتنے احتمال صحیح ہیں اور کتنے باطل؟

جواب: ترکیب کلام میں عقلاً چھ احتمال ہیں اور وہ یہ ہیں: ۱- دو اسموں سے۔ ۲- دو فعلوں سے۔ ۳- دو حرفوں سے۔ ۴- ایک اسم اور ایک فعل سے۔ ۵- ایک اسم اور ایک حرف سے۔ ۶- ایک فعل اور ایک حرف سے۔

ان چھ احتمالات میں سے دو احتمال صحیح ہیں یعنی دو اسموں سے، ایک اسم اور ایک فعل سے کیونکہ ترکیب کلام میں اسناد یعنی مسند اور مسند الیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہٰذا یہ ان دو

صورتوں کے علاوہ باقی صورتوں میں نہیں پائے جاتے۔ ان دو صورتوں میں کلام درست ہو گی اور باقی چار یعنی ایک اسم ایک حرف سے، دو فعلوں سے، ایک فعل ایک حرف سے اور دو حروف سے کلام درست نہیں ہوگی کیونکہ ان صورتوں میں مسند الیہ اور مسند نہیں پائے جاتے لہٰذا یہ چار صورتیں باطل ہیں۔

(ب) ومن خواصه دخول اللام۔ خاصہ کی تعریف، اقسام لکھیں اور صاحب کافیہ نے اسم کے جو خواص ذکر کیے ہیں تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) حکمه ان یختلف آخره باختلاف العوامل۔

مذکورہ عبارت میں عوامل جمع کا صیغہ اور جمع کم از کم تین کے لیے آتا ہے تو کیا معرب کے آخر میں تبدیلی کے لیے اس پر تین عامل آتے ہیں؟

جواب: عوامل جمع کا صیغہ ہے اور اس پر الف لام جنسی ہے تو قاعدہ ہے کہ جب الف لام جنس کا جمع پر داخل ہو تو اس کو مفرد کے معنیٰ میں بدل دیتا ہے تو معرب پر ایک ہی عامل آنے کی وجہ سے اس کا آخر تبدیل ہو جائیگا تین عوامل کا آنا ضروری نہیں۔

سوال نمبر 3: (الف) فاعل کو رفع دینے والے فعل کو وجوباً اور جوازاً حذف کرنے کے مقامات مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: وجوباً حذف کرنے کی صورت: فاعل کو رفع دینے والے فعل کو وجوبی طور پر حذف اس وقت کیا جاتا ہے جہاں فعل کی تفسیر کو بیان کیا جا رہا ہوتا کہ مفسر اور تفسیر کا اجماع لازم نہ آئے جیسے: اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ میں، ان کے بعد احد مرفوع ہے اور یہ فاعل ہے فعل مقدر استجارك کا۔ اس جگہ قرینہ یہ ہے کہ ان شرطیہ فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس جگہ اسم پر داخل ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ اس جگہ فعل مقدر ہے جو کہ استجارك ہے اور اس کو حذف کر دیا کیونکہ اس کی آگے تفسیر ہو رہی ہے۔

کبھی فاعل اور فعل دونوں کو حذف بھی کیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ پایا جائے جیسے: نَعَمْ اس شخص کے جواب میں جس نے کہا: اَقَامَ زَيْدٌ تو نَعَمْ کہا جائے اس جگہ قرینہ

سوال ہے۔

جوازاً حذف کرنے کی صورت: فاعل کو رفع دینے والے فعل کو جوازی طور پر حذف اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ پایا جائے جیسے کہ کوئی شخص کہے: مَنْ قَامَ، تو اس کے جواب میں کہا جائے: زَیْدٌ تو اس جگہ فعل کو حذف کر دیا گیا قرینہ پائے جانے کی وجہ سے اور وہ قرینہ سوال ہے۔

قرینہ کی دو صورتیں ہیں نمبر۱ سوال محقق یعنی جو لفظوں میں مذکور ہو جیسے: مذکورہ مثال میں ہے۔ نمبر۲ سوال مقدر یعنی جو لفظوں میں مذکور نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو جیسے: شاعر کا شعر ہے:

لیبك یزید ضارع لخصومة
ومختبط مما تطیح الطوائح

ترجمہ: ”تاکہ یزید کو رویا جائے، روئے اس کو غریب جھگڑے کے وقت اور وہ شخص جس کو زمانے کے حوادثات نے گھیر لیا“۔ اس جگہ لفظ ضارع مرفوع ہے فعل مقدر کی وجہ سے جو کہ یبکی ہے۔ جب شاعر نے کہا: یزید کو رویا جائے تو سامع کے ذہن میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اس کو کون روئے تو شاعر نے فعل مقدر کے ساتھ جواب دیا جو کہ یبکی ہے اور اس کو ضارع اور مختبط روئے۔ اس جگہ قرینہ سوال مقدر ہے۔

(ب) مفعول مطلق کی تعریف کریں نیز اس کے فعل کو وجوباً، سماعاً حذف کرنے کے مقامات تحریر کریں؟

جواب: مفعول مطلق کی تعریف:

مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جس کو مذکورہ فعل کے فاعل نے کیا ہو اور وہ مذکورہ فعل کے ہم معنی ہو جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

مفعول مطلق کے فعل کو وجوباً سماعاً حذف کرنے کی صورتیں:

مفعول مطلق کے فعل کو وجوباً سماعاً حذف اس جگہ کیا جائے گا جہاں حذف فعل کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہ ہو بلکہ عرب والوں سے سنا کہ وہ اس جگہ حذف کر دیتے ہیں۔ ایسی سات

جگہیں ہیں:

۱- سَقْيًا — اصل میں ہے: سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا ہے
۲- رَعْيًا — اصل میں ہے: رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْيًا ہے
۳- خَيْبَةً — اصل میں ہے: خَابَ خَيْبَةً ہے
۴- جَدْعًا — اصل میں ہے: جَدَعَ جَدْعًا ہے
۵- حَمْدًا — اصل میں ہے: حَمِدْتُ حَمْدًا ہے
۶- شُكْرًا — اصل میں ہے: شَكَرْتُ شُكْرًا ہے
۷- عَجَبًا — اصل میں ہے: عَجِبْتُ عَجَبًا ہے

(ج) ما یرفع الابهام المستقر عن ذات مذكورة او مقدرة کا ترجمہ کریں اور بتائیں یہ کس کی تعریف ہے؟

جواب: جو ذات مذکورہ یا ذات مقدرہ سے پیدا ہونے والے ابہام کو دور کرے۔

یہ تمیز کی تعریف ہے یعنی تمیز وہ اسم ہے جو ذات مذکورہ یا ذات مقدرہ سے پیدا ہونے والے ابہام کو دور کرے۔

سوال نمبر 4: (الف) ولا یسوغ المنفصل الا لتعذر المتصل۔ ضمیر متصل کے تعذر کے مقامات مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: ایسی چھ جگہیں ہیں جہاں ضمیر متصل کو لانا متعذر ہوتا ہے پھر ضمیر منفصل کو لایا جاتا ہے۔

پہلی جگہ: جب ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہو جیسے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ اب اس جگہ ضمیر متصل لانا متعذر ہے تو ضمیر منفصل لے کر آئے ہیں۔ اگر ضمیر منفصل نہ لاتے تو حصر والا معنی فوت ہو جاتا۔

دوسری جگہ: جب ضمیر اور اس کے عامل کے درمیان کسی غرض کی وجہ سے فاصلہ آ جائے جیسے: وَمَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا اس جگہ اگر ہم ضمیر منفصل نہ لائیں تو تخصیص والا معنی فوت ہو جائے گا۔

تیسری جگہ: جب ضمیر کے عامل کو حذف کر دیا گیا ہو جیسے: اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ اس جگہ ضمیر منفصل نہ لائیں تو پھر خرابی لازم آئے گی کہ ضمیر متصل فعل کے ساتھ متصل ہوئی ہے تو جب اس جگہ فعل ہے ہی حذف ہے تو پھر ضمیر متصل کیسے لائی جاسکتی ہے؟ پھر منفصل ہی لائی جاسکتی ہے۔

چوتھی جگہ: جب ضمیر کا عامل معنوی ہو جیسے: اَنَا زَيْدٌ کیونکہ اس کا اتصال فعل لفظی کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ معنوی کے ساتھ۔

پانچویں جگہ: جب ضمیر مرفوع کا عامل حرف ہو تو اس وقت ضمیر منفصل لائیں گے جیسے: وَمَا اَنْتَ قَائِمًا تو یہاں پر ضمیر مرفوع متصل نہیں لاسکتے' کیونکہ ضمیر مرفوع متصل فعل کے ساتھ متصل ہوتی ہے نہ کہ حرف کے ساتھ۔

چھٹی جگہ: وہ ضمیر ہے جس کی طرف صیغہ صفت مسند ہو اور وہ صیغہ صفت اس کے غیر پر جاری ہو جس کے لیے وہ لایا گیا جیسے: زَيْدٌ عَمْرٌو ضَارِبُهٗ هُوَ تو یہاں پر ضمیر منفصل کو لے کر آئیں گے' کیونکہ ضَارِبٌ میں جو هُوَ ضمیر تھی اس کا اتصال عمرو کے ساتھ زیادہ قریب ہے تو پھر احتمال تھا کہ ضمیر عمرو کی طرف لوٹ رہی ہے حالانکہ یہ ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس احتمال سے بچنے کے لیے ضمیر منفصل لے کر آئیں گے۔ جن جگہوں میں یہ احتمال نہیں پایا جاتا ان میں بھی ضمیر کو لے کر آئیں گے تاکہ قاعدہ ایک ہو جائے جیسے: هِنْدٌ زَيْدٌ ضَارِبَتُهٗ هِيَ۔

(ب) اضافت کی اقسام اور ہر قسم کا فائدہ مثالیں دے کر تحریر کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ج) تاکید کی تعریف اور اقسام مع امثلہ لکھیں؟

جواب: تاکید کی تعریف: تاکید وہ تابع ہے' جو متبوع کے حال کو پختہ کرے نسبت الی الحکم الی المتبوع اور شمولیت میں نسبت کی مثال جیسے: جَاءَنِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ
شمولیت کی مثال جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ۔

تاکید کی اقسام: تاکید کی دو قسمیں ہیں:

۱- تاکید لفظی۔ ۲- تاکید معنوی

تاکید لفظی کی تعریف و مثال: وہ تاکید ہے جس میں لفظ اوّل کا تکرار اور یہ اسماء، افعال، حروف، مفرد، مرکب تمام میں جاری ہوتی ہے جیسے: زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وغیرہ

تاکید معنوی کی تعریف اور مثال: وہ تاکید ہے جس میں لفظ اوّل کا تکرار نہ ہو بلکہ معنی کا تکرار ہو یہ تاکید مخصوص الفاظ میں ہوتی ہے جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ نَفْسُهٗ۔ اس کے آٹھ الفاظ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نَفْسٌ، عَيْنٌ، كِلْتَا وَكِلَا، كُلٌّ، اَجْمَعُ، اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ۔

سوال نمبر5: کسی پانچ کے صحیح جواب لکھیں؟

۱- لائے نفی جنس کی خبر...... ہوتی ہے۔ مرفوع، منصوب، مجرور

۲- مفرد مجرور ہونے کی صورت میں...... ہوگا۔ لفظ سے حال، معنی سے صفت، وضع سے حال

۳- والعامل ما به يقوم المعنى۔ يتقوم ...... کے معنی میں ہے۔ يقوم، يحصل، يتقرب

۴- حضاجر ...... ہے۔ منصرف، غیر منصرف، کوئی نہیں۔

۵- مفعول بہ کو حذف کرنا...... واجب ہے۔ چار مقام پر، پانچ مقام پر، چھ مقام پر

۶- کلمہ کی تقسیم میں صاحب کافیہ نے پہلے...... کو رکھا۔ اسم، فعل، حرف

جواب:

۱- مرفوع۔ ۲- معنی سے صفت۔ ۳- يحصل۔ ۴- غیر منصرف۔ ۵- چار مقام پر۔
۶- اسم۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں میں سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... المرقاۃ

سوال نمبر1:

۱-علم کا اطلاق کتنے معانی پر ہوتا ہے؟ تحریر کریں؟(10)

۲-مرقاۃ کی روشنی میں فن منطق کے معلمین کے اسماء ترتیب وار بیان کریں؟(10)

۳-علم کی کتنی قسمیں ہیں نام اور تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟(5)

سوال نمبر2:

۱-قضیہ کی کیا تعریف ہے اس کی ابتداءً کتنی قسمیں ہیں ان کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟(10)

۲-قیاس اقترانی کے نتیجہ دینے کی کتنی اور کون سی شکلیں ہیں نیز تمام شکلوں میں کون سی شکل افضل ہے اور کیوں؟(10)

۳-قضیہ شرطیہ کے دونوں اجزاء کے کیا نام ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟(5)

سوال نمبر3:

۱-سور کسے کہتے ہیں؟ حملیہ محصورہ موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا

سور مع امثلہ تحریر کریں؟(10)

۲-صناعات خمسہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟(10)

۳-حواس باطنہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟(5)

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر4:

۱-تاریخ ادب کے لیے مطالعہ قرآن کی اہمیت بیان کیجئے؟(10)

۲-اسلوب قرآن مجید کی وضاحت کیجئے؟(10)

۳-مدنی سورتوں کے مضامین سپرد قلم کریں؟(5)

سوال نمبر5:

۱-حدیث مبارک کی تدوین پر نوٹ لکھیں؟(10)

۲-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں عربی ادب کی خوبیاں بیان کریں؟(10)

۳-طبقات شعراء کتنے ہیں؟ ہر طبقہ سے دو دو شعراء کے نام تحریر کریں؟(5)

سوال نمبر6:

۱-حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی تحریر کریں؟(10)

۲-اہل عرب میں انشاء پردازی کیسے آئی؟ تفصیلاً بیان کریں؟(10)

۳-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کا اقتباس مختصراً لکھیں؟(5)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

حصہ اوّل...... منطق

سوال نمبر 1: ۱-علم کا اطلاق کتنے معانی پر ہوتا ہے؟ تحریر کریں؟

۲-مرقاۃ کی روشنی میں فن منطق کے معلمین کے اسماء ترتیب وار بیان کریں؟

۳-علم کی کتنی قسمیں ہیں نام اور تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

جواب: ۱- علم کا اطلاق پانچ معانی پر ہوتا ہے، جو صاحب مرقات نے بیان کیے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱-حصول صورة الشیء فی العقل

۲-الصورة الحاصلة من الشیء عند العقل

۳-الحاضر عند المدرك

۴-قبول النفس لتلك الصورة

۵-ألاضافة الحاصلة بین العالم والمعلوم

۲- جواب: اس فن کو سب سے پہلے ارسطاطالیس نے سکندر رومی کے حکم پر وضع کیا لہٰذا اس کو اس فن کا معلم اوّل کہا جاتا ہے۔ پھر ابونصر فارابی نے اس فن کی مزید توضیح کی اور کاٹ چھان کی تو وہ معلم ثانی کہلائے۔

پھر ابونصر فارابی کی کتب جل جانے کے بعد بوعلی سینا نے اس فن کو مفصل تحریر کیا لہٰذا وہ معلم ثالث کہلائے۔

نوٹ: علماء متاخرین نے علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فن منطق کا معلم رابع قرار دیا ہے۔

۳-جواب: علم کی دو قسمیں ہیں:

۱-تصور ۲-تصدیق

تصور کی تعریف ومثال: هو الادراك الخالی عن الحکم یعنی تصور وہ علم ہے، جو حکم سے خالی ہو جیسے: صرف زید کا تصور۔

تصدیق کی تعریف: تصدیق کی تعریف میں اختلاف ہے۔

حکماء کے نزدیک تصدیق کی تعریف: حکماء کے نزدیک تصدیق اس حکم کا نام ہے، جو تصورات ثلاثہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

امام رازی کے نزدیک تصدیق کی تعریف: امام رازی کے نزدیک حکم اور تصورات ثلاثہ کے مجموعہ کا نام تصدیق ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

سوال نمبر 2:

۱-قضیہ کی کیا تعریف ہے اس کی ابتداءً کتنی قسمیں ہیں ان کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

۲-قیاس اقترانی کے نتیجہ دینے کی کتنی اور کون سی شکلیں ہیں نیز تمام شکلوں میں کون سی شکل افضل ہے اور کیوں؟

۳-قضیہ شرطیہ کے دونوں اجزاء کے کیا نام ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: ۱-قضیہ کی تعریف: هو قول یحتمل الصدق و الکذب یا هو قول یقال لقائله انه صادق او کاذب۔

قضیہ کی ابتداءً دو قسمیں ہیں:

۱-حملیہ ۲-شرطیہ

قضیہ حملیہ کی تعریف: قضیہ حملیہ کی تعریف مرقات کی روشنی میں دو طرح سے کی گئی ہے:

نمبر ۱: وہ قضیہ ہے جس میں کسی شے کے ثبوت یا کسی شی کی نفی کے ساتھ حکم لگایا جائے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

نمبر۲: وہ قضیہ ہے' جو دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے:
زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: قضیہ شرطیہ کی تعریف بھی دو طرح سے کی گئی ہے:
۱- وہ قضیہ ہے جس میں حکم ایجابی یا سلبی نہ پایا جائے۔
۲- وہ قضیہ ہے' جو دو قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے: اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ ۔ اس مثال میں جب ادوات کو حذف کیا تو باقی دو قضیہ رہ گئے:
۱- اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ ۔ ۲- اَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔

۲- جواب: قیاس اقترانی کے نتیجہ دینے کی کل چار شکلیں بنتی ہیں:
۱- شکل اول: وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ وَكُلُّ حَيَوَانٍ حَسَّاسٌ تو نتیجہ آئے گا كُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ۔
۲- شکل ثانی: وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِحَيَوَانٍ تو نتیجہ آئے گا لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔
۳- شکل ثالث: وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ، كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ تو نتیجہ آئے گا بَعْضُ الْحَيَوَانِ نَاطِقٌ۔
۴- شکل رابع: وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ وَكُلُّ نَاطِقٍ اِنْسَانٌ تو نتیجہ آئے گا بَعْضُ الْحَيَوَانِ نَاطِقٌ۔
افضل شکل: اشکال اربعہ میں سے شکل اوّل زیادہ اشرف ہے' کیونکہ ذہن بغیر کسی غور و فکر کے اس کے نتیجہ کی طرف سبقت کر جاتا ہے۔ بخلاف دوسروں کے۔

۳- جواب: قضیہ شرطیہ کے دونوں اجزاء کے نام: قضیہ شرطیہ کے دونوں اجزاء کے نام یہ ہیں: قضیہ شرطیہ کی جزء اوّل کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہتے ہیں۔
قضیہ شرطیہ کی اقسام: قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- شرطیہ متصلہ۔ ۲- شرطیہ منفصلہ

سوال نمبر3:
۱- سور کسے کہتے ہیں؟ حملیہ محصورہ موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا سور مع امثلہ تحریر کریں؟
۲- صناعات خمسہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟
۳- حواس باطنہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: سور کی تعریف: وہ لفظ ہے جس کے ساتھ افراد موضوع کی کمیت کو بیان کیا جائے۔
موجبہ کلیہ کا سور: موجبہ کلیہ کے دو سور ہیں:
۱- لفظ کل۔ ۲- لام استغراق
لفظ کل کی مثال: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ۔
لام استغراق کی مثال: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ۔
موجبہ جزئیہ کے سور: موجبہ جزئیہ کے بھی دو سور ہیں: ۱- لفظ بعض۔ ۲- لفظ واحد
بعض کی مثال جیسے: بَعْضٌ مِنَ الْجِسْمِ جَمَادٌ
واحد کی مثال جیسے: وَاحِدٌ مِنَ الْجِسْمِ جَمَادٌ
سالبہ کلیہ کے سور: سالبہ کلیہ کے تین سور ہیں:
۱- لَا شَيْءَ ۔ ۲- لَا وَاحِدَ ۔ ۳- نکرہ تحت النفی۔
لَا شَيْءَ کی مثال جیسے: لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحِمَارٍ
لَا وَاحِدَ کی مثال جیسے: لَا وَاحِدَ مِنَ النَّارِ بِبَارِدٍ
نکرہ تحت النفی کی مثال جیسے: مَا مِنْ مَّاءٍ اِلَّا هُوَ رَطْبٌ
سالبہ جزئیہ کے سور: سالبہ جزئیہ کے سور دو ہیں:
۱- بَعْضٌ لَيْسَ ۔ ۲- لَيْسَ بَعْضٌ
۱- بَعْضٌ لَيْسَ کی مثال جیسے: بَعْضُ الْفَوَاكِهِ لَيْسَ بِحُلْوٍ

۲-لیس بعض کی مثال جیسے: لَیْسَ بَعْضُ الْحَیَوَانِ بِحِمَارٍ

۲-جواب: صناعات خمسہ: مادہ کے اعتبار قیاس کی پانچ قسمیں ہیں: ان کو صناعات خمسہ بھی کہتے ہیں وہ یہ ہیں: ۱-قیاس برہانی۔۲-قیاس جدلی۔۳-قیاس خطابی۔۴-قیاس شعری۔۵-قیاس سفسطی۔

۱-قیاس برہانی کی تعریف: برہان کا لغوی معنی ہے دلیل۔اور منطقیوں کی اصطلاح میں وہ قیاس ہے جو یقینیات سے مرکب ہو۔بعض منطقی جو کہتے ہیں کہ برہان صرف بدیہیات سے مرکب ہوتی ہے ان کی یہ بات صرف ایک گمان ہے۔برہان یقینیات سے ہے اور وہ یقینیات بدیہیات بھی ہو سکتے ہیں اور نظریات بھی ہو سکتے ہیں۔

۲-قیاس جدلی کی تعریف: ایسا قیاس جو مقدمات مشہورہ یا جو خصم کے ہاں مسلمہ ہوں ان سے مرکب ہو اور وہ مشہورہ و مسلمہ صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہوں یعنی وہ سچے بھی ہو سکتے ہوں اور وہ جھوٹے بھی ہو سکتے ہوں۔مثلاً: القسم بین الزوجات عدل . و کل عدل حسن . فالقسم من الزوجات حسن۔

۳-قیاس خطابی کی تعریف: قیاس خطابی وہ قیاس ہے' جو ظن کا فائدہ دیتا ہے خواہ اس کے مقدمات مقبولات ہوں یا مظنونات ہوں۔

جیسے زَیْدٌ یَطُوْفُ بِاللَّیْلِ مُخْتَفِیًا فِیْ سِلَكِ الْبَلَدِ . وَكُلُّ مَنْ یَطُوْفُ بِاللَّیْلِ مُخْتَفِیًا فِیْ سِلَكِ الْبَلَدِ فَهُوَ سَارِقٌ...... فَزَیْدٌ سَارِقٌ .

۴-قیاس شعری کی تعریف: قیاس شعری وہ قیاس ہے' جو خیالات صادقہ یا کاذبہ سے مرکب ہو خواہ وہ خیالات محال ہوں یا ممکن لیکن ان کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ نفس میں اثر کرنے والے ہوں۔یعنی ان کی طرف نفرت ہو اور بسط یعنی ان کی طرف نفس کی رغبت ہو۔نفس کی رغبت تصدیق سے بھی زیادہ خیالات کی طرف ہوتی ہے۔

جیسے محبوبی قمر مزرور علیه الغلالة، و کل قمر مزرور علیه الغلالة منشق الغلالة . محبوبی منشق الغلالة

۵-قیاس سفسطی کی تعریف: وہ قیاس ہے' جو قضایائے وہمیہ کاذبہ اور قضایائے کاذبہ

مشابہ بصادقہ سے مرکب ہو جیسے: اَلْعَقْلُ مَوْجُوْدٌ، وَكُلُّ مَوْجُوْدٍ مَشَارٌ اِلَیْهِ، فَالْعَقْلُ مُشَارٌ اِلَیْهِ۔

۳-جواب: حواس باطنہ پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱-حس مشترک: جو صورتوں کا ادراک کرنی والی ہو۔

۲-وہ خیال جو حس مشترک کے واسطے خزانہ ہو۔

۳-وہم جو معانی شخصیہ اور جزئیہ کا ادراک کرنے والا ہے۔

۴-وہ حافظہ ہے جو معانی جزئیہ کے لیے خزانہ ہو۔

۵-وہ متصرفہ ہے جو صورتوں اور معانی میں تحصیل وترکیب کے ساتھ تصرف کرتا ہے۔

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) تاریخ ادب کے لیے مطالعہ قرآن کی اہمیت بیان کیجئے؟

(ب) اسلوب قرآن مجید کی وضاحت کیجئے؟

(ج) مدنی سورتوں کے مضامین سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) تاریخ ادب کے لیے مطالعہ قرآن کی اہمیت:

قرآن پاک عربی زبان کی پہلی مدون کتاب ہے اس وجہ سے تاریخ ادب کے لیے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے، کیونکہ چھٹی صدی عیسوی کے آخر اور ساتویں صدی کی ابتداء میں عربی کی ادبی اور عقلی زندگی کا مظہر یہی تھا۔یہی فن نثر کا بانی تھا اس کے مضامین واسالیب معرفتوں کا سرچشمہ ہے۔قرآن کریم ایسے بدیع اسلوب میں نازل ہوا کہ لوگوں کی سماعت اور ذہن اس جیسے کلام سے نامانوس تھے۔ادیبوں نے جب اسے سنا جبکہ وہ بھی شاعر و نثر و بیان میں بے مثل تھے، نہایت مرعوب ہو گئے۔اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا یہ کلام جو کلام الہی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔بہت سے لوگوں نے قرآن پاک کے اسلوب کو دیکھتے ہوئے اس کی نقل کرنا شروع کی لیکن انہیں ملامت کا ہی سامنا کرنا پڑا۔دوسرا یہ کہ قرآنی اسلوب سے عاجز آنے کی وجہ سے کچھ باز

رہے۔ قرآن کریم میں مناسب اور موزوں جملے، الفاظ جیدہ، ترتیب عمدہ، تشبیہ بلیغ، مدلل مضمون، منطقی وعقل ودل کی گہرائی میں اترنے والی باتوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے کلاموں سے اس طرح ممتاز ہے جس طرح نقلی موتیوں کے ہار میں اصل موتی ہوتا ہے۔

(ب) اسلوب قرآن:

قرآن کریم تیئس سال کی مدت میں نازل ہوا۔ واقعات زمانہ کے مطابق ہو کر اپنی روشن شعاعوں سے دنیا کو روشن کیا۔ تیرہ برس مکہ میں نازل ہوا اس دوران ترانوے سورتیں نازل ہوئیں جو اصول دین اور اس کے لوازم پر مشتمل ہیں۔ دس سال مدینہ پاک میں نازل ہوا اور اس دوران اکیس سورتیں نازل ہوئیں جو اصول احکام اور ان کی خصوصیات پر مشتمل تھیں۔ قرآن جیسے جیسے اترتا صحابہ اس کو یاد کر لیتے یا اس کو لکھ لیتے۔ قرآن کریم نے اسلوب ہدایت ورشد سے دنیا کو گمراہی کے عمیق گڑھے سے نکالا۔ قرآن کریم کے اسالیب میں اتحاد نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک زمانہ کے حالات کے مطابق اترا۔

(ج) مدنی سورتوں کے مضامین:

قرآن کریم کی مدنی سورتوں میں اصولِ احکام، طرز تمدن، غزوات اور ان کے اسباب ونتائج کا ذکر ہے۔ نیز دینی عبادات، نماز، روزہ وغیرہ اور تمدنی معاملات کا بیان ہے۔ جنہیں عمدہ اور لمبے لمبے جملوں میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5: (الف) حدیث مبارک کی تدوین پر نوٹ لکھیں؟

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں عربی ادب کی خوبیاں بیان کریں؟

(ج) طبقات شعراء کتنے ہیں؟ ہر طبقہ سے دو دو شعراء کے نام تحریر کریں؟

(الف) تدوین حدیث مبارکہ:

حدیث پاک کی تدوین دوسری صدی ہجری کے وسط میں ہوئی۔ اس سے پہلے احادیث مبارکہ صحابہ کرام کے حافظوں میں محفوظ تھیں۔ چونکہ حافظہ اکثر دھوکہ دے جاتا

ہے اس لیے تدوین حدیث کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ حدیث میں جاہل شاعری سے بھی زیادہ لفظی تبدیلیاں اور روایتی اختلافات رونما ہوئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ علماء نے حدیث کی روایت بالمعنی کی اجازت دی کیونکہ سالہا سال زبانی روایت کی بناء پر حدیث کے الفاظ بعینہ یاد رکھنا مشکل تھے۔ علاوہ ازیں کچھ خواہش پرست لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث منسوب کرنے کو بھی جائز قرار دیا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لیے ہزاروں احادیث گھڑ لیں۔ کسی گروہ نے اصول دین کے موافق اور اعمال کے فضائل کے سلسلہ میں حدیثیں گھڑنا شروع کر دیں۔ انہوں نے ترغیب وترہیب کی حدیثیں گھڑ گھڑ کر کتابیں بھر دیں۔ امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عروہ بن زبیر سے ایک قصہ میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھنے کا ارادہ کیا اور اس بارے میں صحابہ سے رائے لی چنانچہ اکثر کی رائے یہی تھی کہ جمع کر لی جائیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اس بارے میں ایک ماہ تک اللہ سے اس بارے میں استخارہ کرتے رہے۔ بالآخر جب اللہ تعالیٰ نے ان پر حقیقت واضح کر دی تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا: "تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے احادیث لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ اہل کتاب نے کتاب اللہ کے ساتھ دوسری کتابیں لکھ لیں کتاب اللہ کو چھوڑ دیا اور دوسری کتابوں میں گم سم ہو گئے۔ اللہ کی قسم! میں کتاب اللہ کو دوسری کسی کتاب کے ساتھ غلط ملط نہیں کروں گا۔" سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثرت روایت حدیث سے منع کر دیا تھا۔

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں عربی ادب کی خوبیاں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لغت قرآن پر کامل عبور تھا اور عربوں کی زبان پر کامل دسترس حاصل تھی۔ نئے نئے بلند اسالیب کے ایجاد پر فطری قدرت تھی۔ دینی وفقہی مطالب کے لیے نئے الفاظ وضع فرما لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام پر فیضان سماوی کا اثر، غیر معمولی صلاحیت کا نشان اور فصاحت وبلاغت کی مہر نظر آتی ہے۔ حدیث پاک دوسرے کلاموں سے اپنی ظاہری چمک دمک، عبارت کی ترتیب وروانی اور معین غرض وغایت کو لانے کے لیے مناسب الفاظ کو لانے میں بہت ظاہر تھی۔ سائل کے مطابق ہونے

کی وجہ سے ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ کی خوش اخلاقی، زور بلاغت اور قوت اثر اندازی واضح تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ و تمثیل، حکیمانہ کلام اور عمدہ گفتگو پر عجیب قدرت حاصل تھی۔ الغرض کلام کی کوئی ایسی خوبی نہیں ہے' جو کہ حدیث رسول میں نظر نہ آتی ہو۔

(ج) شعراء کے طبقے

زمانے کے لحاظ سے شعراء کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- جاہلی شعراء جیسے امرء القیس اور نابغہ وغیرہ
۲- مخضرمی شعراء جیسے حضرت خنسا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما وغیرہ
۳- اسلامی شعراء جیسے فرزدق اور اخطل وغیرہ
۴- مولد شعراء جیسے متنبی اور ابونواس وغیرہ

سوال نمبر 6: (الف) حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی تحریر کریں؟
(ب) اہل عرب میں انشاء پردازی کیسے آئی؟ تفصیلاً بیان کریں؟
(ج) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کا اقتباس مختصراً لکھیں؟

جواب: (الف) حضرت کعب بن زہیر کے حالات زندگی:

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو اس کے باپ نے ادب و حکمت کی آغوش میں پروان چڑھایا، اس لیے وہ جوان ہو کر ایک فصیح و بلیغ شاعر بنا۔ جب ظہور اسلام کے بعد یہ اور اس کا بھائی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لیے نکلے تو اس کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی۔ اس کا بھائی بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک کلام سن کر مسلمان ہو گیا۔ جس پر کعب کو غصہ آیا اور اس کی ہجو کرنے لگا ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں بھی ہجویہ اشعار کہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو حلال کر دیا۔ لوگ اس کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اس کے بھائی نے ازراہ شفقت حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور اسلام لانے کی تلقین کی۔ جب وہ ہر طرف سے پناہ لینے سے

مایوس ہو گیا تو مدینہ آ گیا اور بواسطہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اس کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف میں مشغول ہو گیا۔ اس نے آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ لامیہ لکھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک چادر عنایت فرمائی۔ یہ چادر ان کے خاندان میں ہی رہی پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم کی خرید لی۔

(ب) اہل عرب میں انشاء پردازی:

صدر اوّل کے فرمانروا جو عرب تھے، فطری طور پر انشاء پرداز تھے۔ وہ جو مضمون چاہتے اس کو مختصر سلیس عبارت میں املا کرواتے یا خود لکھ لیتے۔ جب خلافت پھیل گئی اور ذرائع آمدنی میں اضافہ ہوا تو انہیں دفتری کام کاج کی ضرورت محسوس ہوئی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام آمد و خرچ کو محفوظ کرنے کے لیے رجسٹروں کا نظام جاری کیا۔ پھر خلفاء نے تحریری کام کے لیے عربوں، موالیوں اور عرب میں شامل دوسری قوموں سے مدد لی اور ہر صوبے میں حساب و کتاب اسی صوبے کی زبان میں ہوتا رہا۔ انہوں نے دفتری محرّروں کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ پھر جب خلفاء پر حکومت کی ذمہ داری بڑھ گئی تو انہوں نے ماہر انشاء پردازوں سے مدد لی جن کا تعلق عرب اور موالی عرب سے تھا۔ جن میں سے بعض تو فارس اور روم کی انشاء پردازی کے قواعد و ضوابط سے بھی واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے خطوط نویسی کے ایسے قواعد مرتب کیے جن سے رسائل نویسی ایک مستقل فن شکل اختیار کر گیا۔ ابتداء میں عربی نثر دین کی برکت سے اتنی آگے بڑھ گئی کہ بے ربط اور فرسودہ جملوں و مضامین سے نکل کر جدید اسلوب میں تبدیل ہو گئی۔ جس کی مثالیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں سے ظاہر ہیں۔ یہ نثر کی ایسی برق رفتار ترقی ہے، جس کی مثال تاریخ شاعری میں نہیں ملتی۔

(ج) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے کا اقتباس:

آپ نے فرمایا: "اے لوگو! ایک وقت تھا کہ لوگ رضاء الٰہی اور حصول جنت کی خاطر

قرآن پاک پڑھتے تھے۔ اب یہ حال ہے کہ لوگ مال ودولت طلب کرنے کے لیے قرآن پڑھتے ہیں۔ خبردار! اپنی تلاوت اور اعمال سے صرف اللہ کی رضا تلاش کرو۔ جب وحی نازل ہوا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے تو ہم تمہیں پہچان لیا کرتے تھے۔ لیکن اب وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ اب ہماری پہچان کا ذریعہ ظاہری اقوال وافعال ہی ہیں۔ تو غور سے سنو! جو بظاہر ہمارے ساتھ خیر کرے گا ہم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے اور جو ہمارے سامنے شر ظاہر کرے گا ہم اس کے ساتھ برا چاہیں گے۔ اس کے ساتھ بغض وعداوت رکھیں گے۔ اپنے دلوں کو خواہشات سے محفوظ رکھو کیونکہ یہ نفس بہت شہوت پرست ہے۔ یاد رکھو اگر تم خواہشات پر قابو نہ پاؤ گے تو یہ تمہیں بدترین مقام پر لے جائیں گے۔ حق اگرچہ بھاری ہے مگر جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ باطل اگرچہ ہلکا ہے مگر بیماری پیدا کرتا ہے۔ گناہ کو ترک کر دینا بار بار توبہ کرنے سے بہتر ہے۔"

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) باکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوال حل کریں جبکہ سوال نمبر 7 لازمی ہے۔

حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1: (الف) واقعہ اصحاب فیل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہونے والے فیوض وبرکات میں سے کوئی دو واقعے تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) حرب فجار اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

(ب) بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ پر نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (الف) ہجرت کا واقعہ مختصراً تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) غزوہ تبوک کا واقعہ لکھیں؟ (۱۰)

حصہ دوم: تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انفاقِ مال پر کوئی واقعہ تحریر کریں نیز صدیق ہونے کی وجہ بھی قلمبند کریں؟ (۱۰)

(ب) فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ اور آپ کی دو

اولیات تحریر کریں؟(۱۰)

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا واقعہ اور کوئی سی دو کرامات تحریر کریں؟(۱۰)

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں نیز موافقات عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی واقعہ لکھیں؟(۱۰)

سوال نمبر 6: (الف) شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کا حسن اسلوب بیان واضح کریں؟(۱۰)

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی سی دو احادیث مبارکہ لکھیں اور واقعہ جمل تحریر کریں؟(۱۰)

سوال نمبر 7: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟(۲۰)

حضرت عبدالمطلب کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟

حضرت عبداللہ کی وفات کہاں ہوئی؟

شام کا پہلا سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی عمر مبارک میں کیا؟

خلفاء اربعہ کے علاوہ چار عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کے نام تحریر کریں؟

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبوت کے کس سال ایمان لائے؟

ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کتنی تھی؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوئے تو ان کی عمر کتنی تھی؟

تاریخ الخلفاء کے مصنف کا نام تحریر کریں؟

غزوہ موتہ کس ہجری میں ہوا؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ﴾

حصہ اول: سیرت

سوال نمبر 1: (الف) واقعہ اصحاب فیل تحریر کریں؟

(ب) بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہونے والے فیوض و برکات میں سے کوئی دو واقعے تحریر کریں؟

جواب: (الف) اصحاب فیل کا واقعہ

تولد شریف سے 55 دن پہلے ایک واقعہ پیش آیا جو اصحاب فیل کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت شاہ حبشہ کی طرف سے ابرہہ یمن کا گورنر تھا، اس نے شہر صنعاء میں ایک کلیساء بنایا اور شاہ عرب کو لکھا کہ میں نے آپ کے لیے ایک بے نظیر کلیساء بنوایا ہے اور میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ سال سے عرب کے لوگ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر یہیں حج و طواف کیا کریں۔ جب یہ خبر عرب میں مشہور ہوئی تو بنی کنانہ میں سے ایک شخص نے غصے میں آ کر اس کلیساء میں پیشاب کر دیا۔ یہ دیکھ کر ابرہہ بہت آگ بگولہ ہوا۔ اس نے قسم کھائی کہ کعبہ کو میں ختم کر دوں گا، اسی وقت فوج اور ہاتھی لے کر کعبہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام مخمس میں فوراً پہنچا جو کہ مکہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کا ایک سردار مکہ میں گیا اور قریش کی بھیڑ بکریاں اور اونٹ وغیرہ سب لے آیا، جن میں سے عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے۔ حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے اور کہا: میرے اونٹ واپس کر دو، ابرہہ کہنے لگا کہ اونٹوں کا تجھے بہت خیال ہے لیکن میں خانہ کعبہ کو ختم کرنے آیا ہوں اس کا تمہیں کچھ خیال نہیں؟ حضرت عبدالمطلب نے کہا: میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں خانہ کعبہ کا نہیں، لہٰذا

مجھے اپنے اونٹ چاہئیں اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے اور آ کر قریش مکہ کو کہا: تم پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو جاؤ۔ سب لوگ پہاڑوں میں چلے گئے تو آپ خانہ کعبہ میں گئے اور دروازے کو پکڑ کر یوں دعا کی! اے اللہ! بندے اپنے گھر کو بچا لیتے ہیں تو بھی اپنے گھر کو بچا' ایسا نہ ہو کہ کل کو ان کی صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر غالب آ جائے۔ اگر تو ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنے لگا ہے تو حکم کر جو چاہتا ہے۔ ادھر حضرت عبدالمطلب ابھی دعا کر کے پہاڑوں کے درمیان میں پناہ گزیں ہوئے' ادھر صبح کے وقت ابرہہ فوج اور ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے آگے بڑھا۔ جب اس نے ہاتھی کا منہ مکہ کی طرف کیا تو وہ ہاتھی بیٹھ گیا اور جب ہاتھی کا منہ دوسری طرف کیا تو ہاتھی تیز دوڑنے لگا۔ الغرض اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیلوں کے غول بھیجے جن کے پاس کنکریاں تھیں۔ ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ انہوں نے کنکریوں کا مینہ برسانا شروع کیا جس پر کنکر گرتی وہ ہلاک ہو جاتا۔ یہ منظر دیکھ کر ابرہہ کا لشکر بھاگ نکلا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو دشمن سے بچا لیا۔ قرآن مجید میں سورۃ فیل میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

(ب) نمبر ۱:

ایک واقعہ تو آپ کے فیوض و برکات کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرانے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بہت قحط پڑ گیا، لوگ بہت پریشان ہو گئے، سب کی بکریاں اور تمام مرد و زن بھوکے تھے۔ بعض کہتے تھے کہ لات کے پاس چلو بعض کہتے تھے کہ منات کے پاس چلو۔ ان میں ایک بزرگ بولا اور اس نے کہا: تم عبدالمطلب کے پاس کیوں نہیں جاتے تو سب جمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے اور آ کر کہا: جیسا کہ آپ کو پتہ ہے، بہت قحط سالی پڑ گئی ہے اور جنگل خشک ہو گیا ہے آپ آئیے اور بارش کے لیے دعا فرمائیے۔ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا اور جنگل میں آ گئے۔ آپ نے آسمان کی طرف انگلی کا اشارہ ہی کیا تھا، پہلے آسمان پر کوئی بھی بادل نہ تھے کہ یکا یک بادل چھا گئے اور خوب مینہ برسا۔ جنگل میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا' جنگل خوشگوار اور ہرا بھرا ہو گیا۔

نمبر ۲:

حضرت حلیمہ سعدیہ جب آپ کو لینے کے لیے مکہ میں آئیں تو آپ جس اونٹنی پر سوار تھیں وہ اونٹنی بہت سست اور بہت کمزور تھی۔ المختصر یہ ہے کہ جب آپ مکہ میں پہنچیں تو آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جب واپس پلٹیں تو آپ کی اونٹنی سب اونٹنیوں سے تیز اور چالاک تھی۔ سب عورتیں پوچھنے لگیں کہ اے حلیمہ! پہلے تو تیری اونٹنی چلتی بھی نہیں تھی، اب تو سب سے آگے جا رہی ہے اتنی تیز اونٹنی کہاں سے لائی ہے؟ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جواب دیا: اونٹنی تو وہی ہے لیکن اونٹنی پر سوار اور ہے۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی تھا۔

سوال نمبر 2: (الف) حرب فجار اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر نوٹ لکھیں؟

(ب) بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) حرب فجار اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے پر نوٹ

آغاز اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا، حروب فجار کہلاتی تھیں۔ آخری حرب فجار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی، اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ سال تھی۔ اس لڑائی میں آپ خود لڑے تو نہیں لیکن اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ بھی اس لڑائی میں شامل تھے اور آپ نے بذات خود لڑائی کی۔ بہر حال اخیر میں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو اس وقت آپ بیوہ تھیں۔ اس سے پہلے آپ کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ آپ کی پاکدامنی کے سبب لوگ آپ کو طاہرہ کہتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نفیسہ کے ذریعے آپ کو پیغام نکاح بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی خبر اپنے چچاؤں کو دی تو انہوں نے اس کو قبول کیا۔

پس تاریخ معین پر حضرت ابوطالب اور امیر حمزہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے اور ان کے چچا عمر بن اسد نے ان کا نکاح کر دیا۔ شادی کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور پانچ سو درہم مہر مقرر کیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی۔ صرف ایک صاحبزادے جن کا نام ابراہیم تھا وہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ سنہ آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور دس ہجری کو انتقال فرما گئے۔

(ب) بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ:

ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا ارادہ کیا اور عمرے کی غرض سے آپ تمام صحابہ کو لے کر چلے تو آپ مقام حدیبیہ (ایک جگہ کا نام ہے) وہاں آپ جا کر رکے اور وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بسر بن سفیان کو قریش کے ہاں جاسوس بھیجا، آپ کا بھیجا ہوا جاسوس یہ خبر سن کر واپس آیا کہ ان کا تمام لشکر مقام بلدح پر جمع ہے اور اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر اصحاب سے مشورہ کیا تو اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، کیونکہ آپ تاجر بھی تھے۔ آپ کے قریش کے ساتھ اچھے تعلقات بھی تھے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھیجا آپ نے جا کر قریش سے بات کی۔ انہوں نے کہا: ہم اس سال آپ کو عمرہ نہیں کرنے دیں گے، البتہ اگر آپ آگئے ہیں۔ آپ عمرہ اور طواف کر سکتے ہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ اور طواف نہیں کریں گے تب تک میں یہ عمل نہیں کروں گا۔ الغرض پیچھے سے کسی نے افواہ پھیلا دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تمام صحابہ سے بیعت کی کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لیں۔ تب صحابہ نے اپنے ہاتھ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ

عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہ بیعت رضوان جو کہ ایک درخت کا نام ہے، اس کے نیچے ہوئی تھی یا رضوان یہ رضا سے ہے کہ جس نے اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ اس سے راضی ہو گیا۔ اس بیعت کے بعد ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور آ کر سارا قصہ سنایا۔ اس کے بعد حدیبیہ کے مقام پر کچھ معاہدے ہوئے انہوں نے کہا: آپ اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ہم آپ کو داخل ہونے دیں گے اور انہوں نے یہ شرط رکھی کہ ہم دس سال تک جنگ نہیں کریں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اس سال مکہ میں جانے دو۔ کفار نے کہا: نہیں ہم آپ کو اس سال نہیں جانے دیں گے، البتہ آپ اگلے سال عمرہ اور طواف کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمارا جو بھی شخص آپ کے دین میں داخل ہو گا تو آپ اس کو ہمیں واپس کرنا ہو گا اور جو آپ کا شخص ہمارے پاس آگیا اس کو ہم واپس نہیں کریں گے۔ صحابہ کو یہ بات بڑی عجیب لگی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو، ہم عہد کو نہیں توڑیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک مشرک کو قتل کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کتے کو قتل کرنا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے عہد کو توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ جب انہوں نے عہد کو توڑ دیا تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم ان کو قتل کرو۔ پھر اس کے بعد جنگ شروع ہوئی جو کہ جنگ بدر کہلاتی ہے۔

سوال نمبر3: (الف) ہجرت کا واقعہ مختصراً تحریر کریں؟

(ب) غزوہ تبوک کا واقعہ لکھیں؟

جواب: (الف) حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) غزوہ تبوک کا واقعہ

یہ غزوہ ماہ رجب میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں اور عیسائی عربوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑی فوج تیار کر لی ہے، اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ اور قبائل عرب سے جانی اور مالی امداد طلب کی۔ جو لشکر اس

غزوہ کے لیے تیار کیا گیا اسے جیش العسرہ کہتے ہیں۔ اس جیش کی تیاری میں حضرت عثمان غنی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے بڑے ایثار کا ثبوت دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے' راستے میں جب سرزمین ثمود پر اترے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ لینا' نہ ہی پینا اور نہ ہی استعمال کرنا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے تو ان کنوؤں کے پانی سے آٹا گوندھا ہے اور پانی بھی بھر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی گرا دو اور آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔ جب ان معذبین کے گھروں کے پاس سے گزرے جنہوں نے پہاڑوں کو تراش کر اپنے لیے بنائے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس جگہ سے دوڑتے ہوئے گزرو تا کہ کہیں یہ عذاب ہم پر نہ آئے۔ جب آپ اس جگہ سے روانہ ہوئے تو حجر سے چار منزل دور آپ کو پتہ چلا کہ جو خبر ہمیں مدینہ میں ملی تھی وہ جھوٹی تھی۔ بیس دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں ٹھہرے پھر اہل تبوک نے جزیہ پر آپ سے صلح کر لی۔

حصہ دوم: تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انفاقِ مال پر کوئی واقعہ تحریر کریں نیز صدیق ہونے کی وجہ بھی قلمبند کریں؟

(ب) فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ اور آپ کی دو اولیات تحریر کریں؟

جواب: (الف)

امام ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں اپنے دل میں یہ خیال کر کے گھر میں گیا کہ آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ اپنی نصف دولت لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض

کی کہ نصف مال گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کی کہ یا رسول اللہ! گھر والوں کے لیے اللہ اور اللہ کا رسول کافی ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ میں کبھی بھی ابوبکر سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

آپ کے صدیق ہونے کی وجہ یہ ہے:

ابن اسحٰق اور قتادہ کا بیان ہے کہ شب معراج کی صبح ہی سے آپ لقب صدیق سے مشہور ہو گئے۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مشرکین عرب نے میرے والد کے پاس آ کر کہا: آپ کو کچھ خبر ہے کہ آپ کے دوست کا یہ گمان ہے کہ گزشتہ شب انہیں بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا اس پر میرے والد نے کہا: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے؟ مشرکین نے کہا: جی ہاں! انہوں نے خود فرمایا ہے۔ میرے والد نے فرمایا: وہ بالکل سچے ہیں۔ اگر وہ صبح یا شام اس سے بھی زیادہ آسمانوں کی اطلاعات دیتے تو میں فوراً ان کی تصدیق کرتا۔ اس سبب سے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔

(ب) فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

۱۔ شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ نمازی کو دروازۂ نماز سے، مجاہد کو دروازۂ جہاد سے اور خیر خیرات کرنے والے کو مختلف دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ شخص کتنا ہی خوش نصیب ہوگا جس کو جنت کے تمام دروازوں سے آواز دی جائے گی' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں امید کرتا ہوں کہ تم بھی ان میں شامل ہو جن کو تمام دروازوں سے آواز دی جائے گی۔

۲۔شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چراتا تھا۔ بھیڑیے نے آکر اس کی ایک بکری پکڑ لی تو جب چرواہے نے اپنی بکری بھیڑیے سے چھڑوائی تو بھیڑیے نے کہا: اس کو پھاڑ کر کھانے کے دن کیا حال ہوگا۔ ابھی وہ یہ بات کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی اپنے لدے ہوئے بیل کو ادھر سے لے کر گزرا، بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا: میں سامان لادنے کے لیے پیدا نہیں ہوا بلکہ مجھے تو کاشتکاری کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ بات سن کر لوگ بولے کہ سبحان اللہ! بیل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: میرے اس بیان کی تصدیق ابوبکر اور عمر کریں گے اگرچہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولیات:

(۱) اسلام لانے میں آپ نے پہل کی۔

(۲) آپ کو سب سے پہلے خلیفہ کے نام سے یاد کیا گیا۔

(۳) سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن پاک کو یکجا کیا۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا واقعہ اور کوئی سی دو کرامات تحریر کریں؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں نیز موافقات عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی واقعہ لکھیں؟

جواب: (الف)

ابن شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا: میری بہن کو درد زہ شروع ہوا تو میں گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کے پردوں میں پہنچا، اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس آئے، آپ پر اونی اور ریشمی چادر تھی۔ حتیٰ کہ آپ نماز پڑھ کر واپس چلے گئے۔ میں نے

آپ کی زبانی وہ کلام سنا جو آپ سے پہلے کسی سے نہ سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر میں آپ کے پیچھے چلا تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: عمر! فرمایا: تم دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے؟ اس پر مجھے خوف ہوا کہ آپ کہیں مجھے بددعا نہ دیں۔ چنانچہ میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا جس پر آپ نے فرمایا: اے عمر! ابھی اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھو، اس پر میں نے عرض کی کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے جس طرح میں شرک کو ظاہر کرتا تھا اسی طرح میں اسلام کا اظہار کروں گا۔ آپ نے اسلام لانے کے بعد مکہ میں اسلام کا اعلان کیا۔ آپ کے اسلام لانے پر مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

کرامات عمر:

(۱) ابو نعیم نے عمر بن حارث کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو آپ منبر سے نیچے اترے اور آپ نے فرمایا: اے ساریہ! پہاڑ کی آڑ لو۔ یہ آپ نے کلمات تین دفعہ فرمائے اس کے بعد پھر آپ منبر پر جا کر خطبہ پڑھنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر بعض حاضرین مجلس نے کہا: انہیں جنون ہوگیا ہے۔ اختتام نماز پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے آج کے خطبہ کے دوران بولے گئے الفاظ سے لوگوں میں باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ آپ نے باآواز بلند فرمایا: اے ساریہ! پہاڑ کی آڑ لو، تو مسجد میں نہ تو ساریہ تھا اور نہ ہی پہاڑ۔ براہ کرم آپ واقعہ کی حقیقت بیان فرما دیں؟ آپ نے جواب دیا: میں نے دشمنان اسلام کو دیکھا کہ وہ آگے پیچھے سے گھیرا ڈال کر مسلمانوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ساریہ کو پہاڑ کی طرف توجہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں ساریہ کا قاصد بمع رپورٹ جنگ کی غرض سے دربار خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: ہم کو شکست ہونے والی تھی کہ جمعہ کے دن ہم نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ آواز سنی۔ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف۔ چنانچہ ہم لوگوں نے پہاڑ کا رخ کیا اور دشمن کی بہادر فوج کو اللہ نے شکست دی اور ہمیں فتح عطاء فرمائی۔

(۲) محققین نے عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا: چنگاری، پھر پوچھا تمہارے باپ کا نام؟ اس نے کہا: شعلہ؟ پھر پوچھا کہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا: آگ کے قبیلہ سے۔ پھر پوچھا کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا: گرمی میں۔ پھر پوچھا: یہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: بھڑکنے والی ہے۔ یہ تمام جوابات سننے کے بعد فرمایا: جاؤ اپنے اہل وعیال کی خبر لو وہ جل رہے ہیں۔ چنانچہ اس شخص نے اپنے گھر جا کر دیکھا کہ اس کا گھر جل رہا تھا اور اس کے اہل وعیال جھلس رہے تھے۔

(ب) واقعہ ہجرت:

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہے جنہوں نے اعلانیہ ہجرت کی تو اپنی تلوار کو ہاتھ میں پکڑا، کمان کو شانے پر لٹکا لیا اور پھر خانہ کعبہ میں جا کر سات چکر لگائے۔ قریش کے اجتماع میں آ کر فرداً فرداً ہر ایک سے کہا: تمہاری شکل بگڑ جائے جس کا ارادہ ہو اپنی ماں سے دور ہو جائے، اپنی اولاد کو دور کرے یا اپنی بیوی کو بیوہ بنائے وہ میدان میں آ کر میری تلوار سے اپنی خباثت باطنی کا ذائقہ چکھ لے لیکن کس نے آپ کا پیچھا نہیں کیا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعب بن عمیر آئے۔ اس کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ساتھ مدینہ میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے پوچھنے پر انہوں نے فرمایا: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں قدم رنجہ ہوئے۔

موافقات عمر رضی اللہ عنہ:

گھر میں داخلہ کے لیے اجازت لو۔ اس واقعہ کا نزول یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ محو آرام تھے۔ اسی حالت میں آپ کا ایک غلام بغیر اجازت کے اندر آ گیا، آپ نے کہا: اے اللہ! بلا اجازت اندر آنے کو ممنوع فرما دے، چنانچہ آیت نازل ہوئی کہ گھر میں داخل

ہونے والے کو اجازت لینا ضروری ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کا حسن اسلوب بیان واضح کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی سی دو احادیث مبارکہ لکھیں اور واقعہ جمل تحریر کریں؟

جواب: (الف)

مؤرخین نے لکھا ہے کہ محمد بن ابوبکر نے حالات کی جانچ پڑتال کر کے تیر برسانا شروع کیے اور دوسرے لوگ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر برسانے لگے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہرے کے وقت دروازے پر ایک تیر لگا جس وجہ سے آپ کا خون بہنے لگا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں محمد بن طلحہ بھی زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابوبکر نے دو آدمیوں کو ساتھ لیا اور فیصلہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے ساتھ والے گھر سے کود کر آپ کو شہید کر دیتے ہیں۔ اس پر کسی کو کان وکان بھی خبر نہ ہوگی۔ جب وہ ایک انصاری کے گھر سے کود کر اندر گئے تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی بیوی تھی۔ محمد بن ابوبکر نے کہا: تم دونوں ادھر ہی ٹھہرو میں جا کر عثمان غنی کو قابو کرتا ہوں تو تم دونوں حملہ کر دینا۔ محمد بن ابوبکر اندر گیا اور جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تیرے باپ موجود ہوتے اور وہ تجھے دیکھتے تو وہ بہت برا محسوس کرتے۔ اس پر محمد بن ابوبکر کے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے اور اس نے آپ کی داڑھی کو چھوڑ دیا۔ اتنے میں وہ دونوں آدمی جو باہر کھڑے تھے نے یکا یک حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا۔ پھر جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے واپس بھاگ گئے۔

جز ب:

شیخین نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک میں جانے سے منع فرما دیا۔ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور خواتین میں خلیفہ بنا کر خود تشریف لے جا رہے

ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا: اے علی! میں تجھ کو اس طرح چھوڑ کر جنگ تبوک میں جا رہا ہوں جیسے: موسیٰ اپنے بھائی ہارون کو چھوڑ کر گئے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(۲) ترمذی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر اس کی بنیادیں، عمر اس کی دیواریں، عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہے۔

واقعہ جمل:

ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن تمام صحابہ ۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بہ رضا ورغبت بیعت کی۔ البتہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے مجبوراً بیعت کی اور پھر یہ دونوں حضرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ معظمہ کے راستے بصرہ گئے۔ بصرہ پہنچ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا اور اس مطالبے کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی۔ عراق جانے کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں بصرہ آیا جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت طلحہ، زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے جنگ ہوئی جو کہ جنگ جمل کہلاتی ہے۔ یہ جنگ ماہ جمادی الثانی ۳۶ھ میں ہوئی، جس میں حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ شہید کیے گئے۔ مقتولوں کی تعداد تین سو تک پہنچی۔ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پندرہ دن قیام کیا اور اس کے بعد کوفہ چلے گئے۔

سوال نمبر 7: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

سوال: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کہاں ہوئی؟

جواب: قول مشہور کے موافق حمل شریف کو دو ماہ گزر گئے تو حضرت کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہاں اپنے والد کے ننہال بنو عدی بن نجار میں ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے اور وہیں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔ بعض کہتے

ہیں کہ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو تجارت کے لیے ملک شام میں بھیجا تھا اور وہ واپس آتے ہوئے مدینہ میں بنو عدی بن نجار میں ٹھہرے اور بیمار ہو کر وہیں انتقال کر گئے۔

سوال: تاریخ الخلفاء کے مصنف کا نام تحریر کریں؟

جواب: تاریخ الخلفاء کے مصنف کا نام حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال: غزوہ موتہ کس ہجری میں ہوا؟

جواب: غزوہ موتہ ہجرت کے آٹھویں سال جمادی الاولیٰ میں ہوا۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا۔

سوال: شام کا پہلا سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی عمر مبارک میں کیا؟

جواب: شام کا پہلا سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ سال کی عمر میں کیا۔

سوال: خلفاء اربعہ کے علاوہ چار عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کے نام لکھیں؟

جواب: (۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ (۳) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) القاءِ خبر کی کوئی سی تین اغراض مع امثلہ زینت قرطاس کریں؟ (۱۲)

(ب) الفاظِ استفہام کے معنیٰ اصلی کے علاوہ کوئی سے تین معانی مع امثلہ لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر 2: (الف) تشبیہ کی باعتبار طرفین کل کتنی قسمیں ہیں؟ کوئی تین مع مثال لکھیں؟ (۱۳)

(ب) کوئی سی تین اغراضِ تشبیہ مع امثلہ لکھیں؟ (۱۲)

سوال نمبر3: (الف) وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ کس استعارہ کی مثال ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ب) مجازِ مرسل کی کوئی تین قسمیں مع امثلہ لکھیں؟ (۱۲)

سوال نمبر4: (الف) ومن المجاز العقلی اسناد ما بنی للفاعل الی المفعول نحو عیشة راضیة

عبارت مذکورہ پر اعراب لگا کر وضاحت کریں اور خط کشیدہ لفظ کا صیغہ بتائیں؟ (۱۳)

(ب) کنایہ کی مکنی عنہ کے اعتبار سے اقسام ثلاثہ مع امثلہ لکھیں؟ (۱۲)

سوال نمبر5: توریہ، توجیہ، ادماج، استخدام، افتنان، جمع کی تعریفات و

امثلہ لکھیں؟ (۲۵)

سوال نمبر6: (الف) الهعخع، بوقات، افرنقع کا معنیٰ لکھیں اور بتائیں کہ یہ کن کی مثالیں ہیں؟ (۱۲)

(ب) بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ (۵)

(ج) دروس البلاغہ کے مؤلفین کے اسماء تحریر کریں؟ (۸)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

(دروس البلاغة)

سوال نمبر 1: (الف) القاءِ خبر کی کوئی سی تین اغراض مع امثلہ زینت قرطاس کریں؟

جواب: خبر اصل میں دو باتوں کے لیے لائی جاتی ہے: ۱- فائدہ خبر کے لیے۔ ۲- لازم فائدہ خبر کے لیے لیکن کبھی کبھی ان دونوں غرضوں کے علاوہ باقی اغراض کے لیے بھی لائی جاتی ہے۔ ان اغراض میں سے تین غرضیں بمع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱) استرحام: یعنی شفقت و مہربانی طلب کرنے کے لیے بھی خبر کا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔

(۲) اظہار ضعف: یعنی کمزوری کا اظہار کرنے کے لیے بھی خبر کا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا قول مبارک ہے: رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ

(۳) توبیخ: یعنی ڈانٹ ڈپٹ کے لیے بھی خبر کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے: ٹھوکر کھانے والے اور غلطی کرنے والے کو کہنا: الشمس طالعة۔

(ب) الفاظ استفہام کے معنیٰ اصلی کے علاوہ کوئی سے تین معانی مع امثلہ لکھیں؟

جواب: الفاظ استفہام اپنے اصلی معنیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں تین معانی درج ذیل ہیں:

(۱) تسویہ: یعنی برابری کے لیے جیسے: سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

(۲) نفی: یعنی معنیٰ نفی کے لیے جیسے: هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

(۳) تشویق: یعنی شوق دلانے کے لیے جیسے: هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔

سوال نمبر 2: (الف) تشبیہ کی باعتبار طرفین کل کتنی قسمیں ہیں؟ کوئی تین مع مثال لکھیں۔

جواب: تشبیہ کی طرفین کے اعتبار سے اولاً دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم کی چار قسمیں ہیں: ۱- تشبیہ مفرد بمفرد۔ ۲- تشبیہ مرکب بمرکب۔ ۳- تشبیہ مفرد بمرکب۔ ۴- تشبیہ مرکب بمفرد۔

دوسری قسم کی دو قسمیں ہیں: ۱- ملفوف۔ ۲- مفروق۔ تشبیہ کی طرفین کے اعتبار سے کل چھ قسمیں ہوئیں۔ ان میں تین مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱) تشبیہ مفرد بمفرد: یعنی مفرد کو مفرد کے ساتھ تشبیہ دینا تشبیہ مفرد بمفرد کہلاتی ہے جیسے: هذا لشيء كالمسك في الرائحة

اس مثال میں هذا الشیء بھی مفرد ہے اور اس کو تشبیہ دی گئی ہے حسی شے یعنی کستوری سے وہ بھی مفرد ہے۔

(۲) تشبیہ مرکب بمرکب: وہ تشبیہ جس میں مشبہ اور مشبہ بہ میں سے ہر ایک کوئی امور سے حاصل کیا گیا ہو جیسے: شاعر کا قول ہے شعر

كَاَنَّ مثار النقع فوق رؤوسنا
واسيافنا ليل تهاوى كواكبه

اس جگہ کان مثار النقع واسیافنا یہ مشبہ اور لیل تہاوی کواکبہ یہ مشبہ بہ ہے۔ یہ دونوں متعدد امور سے حاصل ہیں۔ لہٰذا یہ تشبیہ مرکب بمرکب ہوئی۔

(ب) کوئی سی تین اغراض تشبیہ مع امثلہ لکھیں۔

جواب: جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 3: (الف) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کس استعارہ کی مثال ہے؟ وضاحت کریں؟

جواب: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یہ استعارہ مکنیہ کی مثال ہے۔

اس جگہ مثال میں بیان کیا گیا ہے کہ والدین کے لیے نرمی کے پر بچھاؤ۔ اب پر چونکہ پرندوں کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ذُلّ کے لیے لفظ طائر کو مستعار لیا اور اس کو حذف کیا گیا۔ طائر کے لوازمات میں سے ایک لازم جو کہ جناح ہے اس کو ذکر کر کے اشارہ طائر کی طرف کیا گیا۔ لہٰذا یہ مثال استعارہ مکنیہ کے قبیلے سے ہے۔

(ب) مجاز مرسل کی کوئی تین قسمیں مع امثلہ لکھیں؟

جواب: مجاز مرسل کی علاقہ کے اعتبار سے آٹھ قسمیں ہیں ان میں سے تین درج ذیل ہیں:

(۱) سببیت: وہ مجاز مرسل ہے جس میں سببیت کا علاقہ ہو جیسے: عظمت یدہ فلان

(۲) مسببیت: وہ مجاز مرسل ہے جس میں مسببیت کا علاقہ ہو جیسے: امطرت السماء نباتاً۔

(۳) کلیت: وہ مجاز مرسل ہے جس میں کلیت کا علاقہ ہو جیسے: یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ اَیْ اَنَامِلَهُمْ۔

سوال نمبر4: (الف) ومن المجاز العقلی اسناد مابنی للفاعل الی المفعول نحو عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ

عبارت مذکورہ پر اعراب لگا کر وضاحت کریں اور خط کشیدہ لفظ کا صیغہ بتائیں؟

جواب: عبارت مع اعراب:

وَمِنَ الْمَجَازِ الْعَقْلِيِّ اِسْنَادُ مَا بُنِيَ لِلْفَاعِلِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ عبارت میں مجاز عقلی کی تعریف کی ہے۔ پھر اس کی کچھ قسمیں ہیں تو ان میں سے پہلی قسم یہ ہے کہ فعل معروف کا اسناد فاعل کے علاوہ

مفعول کی طرف کرنا' یہ بھی مجاز عقلی ہے جیسے: عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (پسندیدہ زندگی) حالانکہ زندگی پسندیدہ نہیں ہوتی بلکہ زندگی والا خوش ہوتا ہے۔ اس جگہ عِيْشَةٍ (یعنی زندگی) مفعول ہے جس کی طرف اسناد کیا گیا ہے۔

بُنِيَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت مجہول ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضرب یضرب جیسے: بَنٰی، یَبْنِیْ۔

(ب) کنایہ کی مکنی عنہ کے اعتبار سے اقسام ثلاثہ مع امثلہ لکھیں؟

جواب: کنایہ کی مکنی عنہ کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: وہ کنایہ ہے جس میں مکنی عنہ صفت واقع ہو جیسے: حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شعر ہے:

طویل النجاد رفیع العماد، کثیر الرماد، اذا ماشتا

اس جگہ اس شاعرہ نے طویل القامہ اور سید یعنی سردار اور کریم یعنی اس کی سخاوت کو مراد لیا جو کہ اس ممدوح کی صفات ہیں۔

دوسری قسم: وہ کنایہ ہے جس میں مکنی عنہ نسبت واقع ہو۔ وہ نسبت جو موصوف اور صفت کے درمیان ہوتی ہے جیسے: المجد بین ثوبیه والکرم تحت ردائه یعنی اس کی بزرگی دو کپڑوں کے بیچ ہے اور اس کی سخاوت اس کی چادر کے نیچے ہے۔ اس جگہ المجد اور الکرم دونوں موصوف اور صفت کے درمیان نسبت ہیں۔

تیسری قسم: وہ کنایہ ہے جس میں مکنی عنہ نہ صفت اور نہ ہی نسبت واقع ہو جیسے: شاعر کا قول ہے:

الضاربین بکل ابیض مخذم، والطاعنین مجامع الاضغان

اس جگہ مجامع الاضغان سے مراد دل کا کنایہ لیا گیا' جو نہ ہی صفت ہے اور نہ ہی نسبت ہے بلکہ ان دونوں کا غیر ہے۔

سوال نمبر5: توریہ، توجیہ، ادماج، استخدام، افتنان، جمع کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

جواب: توریہ کی تعریف:

کلام میں ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس کے دو معانی ہوں ایک قریب کا جس کو جلد سمجھا جائے اور دوسرا بعید کا جس کو قرینہ خفیہ کے ساتھ سمجھا جائے۔ مراد وہی بعید ہوتا ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ، اس آیت مبارکہ میں لفظ جَرَحْتُمْ کے دو معانی ہیں ایک قریب جو کہ زخم لگانا ہے اور دوسرا ارتکاب الذنوب ہے اور اس جگہ یہی مراد ہے۔

توجیہ کی تعریف:

کلام میں الفاظ سے ایسا معنیٰ حاصل کرنا جس کے لیے الفاظ موضوع ہوں لیکن وہ الفاظ لوگوں کے یا ان کے غیر کے نام ہوں جیسے

اذا خرته الريح ولك عليلة، باذيال كثبان الثرئ تعسر به

الفضل والربيع و كم غدا، به الروض يحيىٰ وهو لاشك جعفر

اس کلام میں فضل ربیع، یحییٰ اور جعفر مردوں کے نام ہیں، جن کو استعمال کیا گیا۔

دوسری مثال:

وما حسن بيت له زخرف تراه اذا زلزلت لم يكن

اس کلام میں زخرف، اذا زلزلت اور لم یکن قرآن پاک کی سورتوں کے نام ہیں، جن کو استعمال کیا گیا ہے۔

ادماج کی تعریف:

اس کا لغوی معنیٰ لپیٹنا ہے اور اصطلاح میں ایسا کلام جس کو کسی معنیٰ کے لیے چلایا گیا ہو لیکن دوسرے معنیٰ کو بھی شامل ہو جیسے:

اقلب فيه اجفاني كاني اعدبها على الدهر الذنوبا ۔

اس جگہ کلام تورات کے لمبا ہونے کو ظاہر کرنے کے لیے چلائی گئی ہے پھر اس کلام کے ساتھ زمانے سے شکایت بھی کر دی ہے۔

استخدام کی تعریف:

کسی لفظ کو ذکر کرنا ایک معنیٰ کے لیے اور اس کی طرف ضمیر کو لوٹانا، اس ضمیر سے اس لفظ کا غیر کوئی معنیٰ مراد لینا جو پہلے اسم کے معنیٰ کے علاوہ ہو جیسے: پہلی صورت کی مثال فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ اس آیت مبارکہ میں شَهْرٌ سے مراد پہلی کا چاند ہے اور فَلْيَصُمْهُ کی ضمیر سے رمضان المبارک کا مہینہ مراد ہے۔

دوسری مثال جیسے شاعر کا قول ہے:

فسقى الغضاء الساكنه وان هم شبوه بين ۔

غضاء ایک درخت کا نام ہے، جو جنگل میں ہوتا ہے، ساکنہ کی ضمیر مجرور غضاء کی طرف لوٹتی ہے یعنی وہ جگہ جہاں پر وہ درخت موجود ہے اور شبوہ کی ضمیر جو منصوب ہے وہ بھی اس کی طرف لوٹتی ہے لیکن یہ درخت کے معنیٰ میں نہیں ہے۔

افتنان کی تعریف:

دو مختلف فنون کو جمع کرنا افتنان کہلاتا ہے جیسے: غزل اور حماسہ۔ غزل وہ فن ہے جس میں عورتوں کی محبت وغیرہ کو بیان کیا جائے اور حماسہ وہ فن ہے جس میں بہادری اور جرأت کے کارناموں کو بیان کیا جائے۔

مدح، ھجاء، تعزیت، تہنیہ کو جمع کرنا، جیسے: عبداللہ بن ہمام سلوی جب یزید کے پاس آیا اس وقت اس کے والد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا، تو اس نے کہا:

أجرك الله على الرزيه، وبارك لك في العطية،

واعانك على الرعية فقد رزئت عظيما و اعطيت جسيما،

فاشكر الله على ما اعطيت واصبر على مارزئت ..

فقد فقدت الخليفه واعطيت الخلافه،

ففارقت خليلا ووهبت جليلا ۔

اس قصیدہ مبارکہ میں یاد اور تعزیت جو کہ دونوں الگ الگ فن ہیں، ان دونوں کو نہایت احسن طریقے سے جمع کیا گیا۔

جمع کی تعریف:

متعدد کو ایک ہی حکم میں جمع کرنا جمع کہلاتا ہے جیسے: شاعر کا قول ہے:

ان الشباب والفراغ والجدة، مفسدة للمرء ای مفسدة

اس جگہ شباب، فراغ اور جدہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) الھعخع، بوقات، افرنقع کا معنی لکھیں اور بتائیں کہ یہ کن کی مثالیں ہیں؟

جواب: الھعخع: لفظ الھعخع کا معنی ہے اونٹوں کے چہرے والی گھاس۔ یہ تنافر حروف کی مثال ہے۔

بوقات کا معنی: یہ مخالفۃ قیاس کی مثال ہے۔

افرنقع کا معنی: یہ انصرف کے معنی میں ہے اور یہ غرابت کی مثال ہے۔

(ب) بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: بلاغت کا لغوی معنی: بلاغت کا لغوی معنی ہے: الوصول، والانتھاء۔

بلاغت کا اصطلاحی معنی: البلاغة تقع وصفا للكلام والمتكلم، بلاغت وہ ہے جو کلام اور متکلم کی صفت واقع ہو جیسے: کلام بلیغ اور متکلم بلیغ۔

(ج) دروس البلاغہ کے مؤلفین کے اسماء تحریر کریں؟

جواب: دروس البلاغہ کے مؤلفین چار ہیں؛ جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ حفنی ناصف۔ ۲۔ محمد دیاب۔ ۳۔ سلطان محمد۔ ۴۔ مصطفیٰ طموم۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل...... قرآن پاك

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۴۰

(۱) إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝

(۲) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

(۳) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۝

(۴) قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۝

(۵) وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ۝

(۶) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

(۷) قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے کوئی دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۱) الدواب ۔ (۲) السائحون ۔ (۳) الاصم ۔ (۴) الفلك ۔ (۵) حميد ۔ (۶) مجيد ۔ (۷) بضاعة ۔ (۸) صواع ۔ (۹) السحاب ۔ (۱۰) الاعمى ۔ (۱۱) الاصنام ۔ (۱۲) البغال ۔ (۱۳) المبذرين ۔ (۱۴) اعناب ۔ (۱۵) الصخرة ۔

القسم الثانی...... حدیث شریف

سوال نمبر3: درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کسی دو کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

(۱) عن عبدالله بن أبي أوفى رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر خديجة رضي الله عنها ببيت في الجنة من قصب لاصخب فيه ولا نصب ۔

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج من طريق الشجرة ويدخل من طريق المعرس واذا دخل مكة دخل من الثنية العليا ويخرج من الثنية السفلى ۔

(۳) عن عائشة رضي الله عنها قالت خرج رسول الله صلى الله وعليه وسلم ذات غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود ۔

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کسی دو احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۲۰)

(۱) عن ابی هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عيله وسلم يقول: "لم يبق من النبوة الا المبشرات" قالوا: وما المبشرات؟ قال: "الرؤيا الصالحة" ۔

(۲) عن ابی هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث: صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعوله" ۔

(۳) عن كعب بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فركع فيه ركعتين ۔

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۱) البضع ۔ (۲) الشعبة ۔ (۳) الاماطة ۔ (۴) تأيمت ۔ (۵) الأنكاث ۔ (۶) منتة ۔ (۷) اللهوات ۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

القسم الاوّل...... قرآن پاک

سوال نمبر1: درج ذیل میں سے کسی پانچ آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱) اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

(۲) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

(۳) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○

(۴) قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ○ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

(۵) وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ○

(۶) سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○

(۷) قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ

عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ○

جواب: ترجمہ:

(۱) بیشک صدقات فقیروں، مسکینوں، عاملین، دلوں کو الفت دینے کے لیے، گردنیں آزاد کروانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور مسافروں کے لیے۔ یہ فرض کیا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔

(۲) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جنہیں تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر مہربان رحم فرمانے والے۔

(۳) اور آپ قائم کیجئے نماز دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے ٹکڑے میں۔ بیشک اچھائیاں لے جاتی ہیں، برائیوں کو۔ یہ نصیحت ہے نصیحت کرنے والوں کے لیے۔

(۴) اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم البتہ تحقیق آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت دی ہے اور ہم خطاء کرنے والے ہیں۔ فرمایا: آج کے دن تم پر پکڑ نہیں ہے۔ بخش دے گا اللہ تعالیٰ تم کو اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

(۵) اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف یہ کہ تو بنا اپنا گھر پہاڑوں میں، درختوں میں اور بلند جگہ پر۔

(۶) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کروائی۔ برکت رکھی ہم نے اس کے اردگرد تاکہ ہم دکھائیں اس کو اپنی نشانیاں۔ بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

(۷) موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے میرے رب تو میرے لیے میرے سینے کو کھول دے، آسان فرما تو میرے لیے میرے معاملات کو اور تو میری زبان سے لکنت کو دور کردے تاکہ وہ میری بات کو سمجھیں۔

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے کوئی دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱)الدوات ۔ (۲)السائحون ۔ (۳)الاصم ۔ (۴)الفلك ۔ (۵)حميد ۔
(۶)مجيد ۔ (۷) بضاعة ۔ (۸)صواع ۔ (۹) السحاب ۔ (۱۰)الاعمى ۔
(۱۱)الاصنام ۔ (۱۲)البغال ۔ (۱۳) المبذرين ۔ (۱۴) اعناب ۔ (۱۵) الصخرة ۔

جواب: ۱-چوپائے ۔۲-تازہ دم لوگ ۔۳-بہرے ۔۴-آسمان ۔۵-خوبیوں سراہا۔
۶-بزرگی والا ۔۷-سامان ۔۸-روشنی ۔۹-بادل ۔۱۰-اندھے ۔۱۱-بت ۔۱۲-خچر ۔
۱۳-فضول خرچی کرنے والے ۔۱۴-انگور ۔۱۵-چٹان

القسم الثانی...... حدیث شریف

سوال نمبر 3: درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کسی دو کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(۱)عن عبدالله بن ابی اوفی رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر خديجة رضى الله عنها ببيت فى الجنة من قصب لاصخب فيه ولا نصب ۔

(۲)عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج من طريق الشجرة ويدخل من طريق المعرس واذا دخل مكة دخل من الثنية العليا ويخرج من الثنية السفلى ۔

(۳)عن عائشة رضى الله عنها قالت خرج رسول الله صلى الله وعليه وسلم ذات غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود ۔

جواب: ترجمة الاحاديث:

نمبر(۱) حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دی جو کانوں کا ہوگا

کہ اس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ ہی تھکن ۔

نمبر(۲) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے راستے (مدینہ) سے نکلتے اور درختوں کے راستہ سے داخل ہوتے ۔جب آپ مکہ میں داخل ہوتے تو اوپر والی گھاٹی کی طرف سے داخل ہوتے اور جب آپ مکہ سے باہر نکلتے تو نیچے والی گھاٹی کی طرف سے باہر نکلتے تھے ۔

معرس: معرس یہ ایک درخت کا نام ہے ۔

ثنیہ علیا: یہ مکہ کی ایک گھاٹی کا نام ہے جو کہ بلند ہے ۔

ثنیہ سفلیٰ: یہ بھی ایک گھاٹی کا نام ہے جہاں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر نکلتے تھے ۔

نمبر(۳) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے سیاہ رنگ کی بیل بوٹوں والی چادر اوڑھی ہوئی تھی ۔

مرط: یہ چادر کو کہتے ہیں ۔

مرحل: مرحل یہ اس چیز کو کہتے ہیں جس میں اونٹوں کے پالان کی شکل بنی ہوئی ہو ۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی دو احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱)عن ابی هريرة رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عيله وسلم يقول: "لم يبق من النبوة الا المبشرات" قالوا: وما المبشرات؟ قال: "الرؤيا الصالحة" ۔

(۲)عن ابی هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث: صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعوله" ۔

(۳)عن كعب بن مالك رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله

علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فرکع فیہ رکعتین۔

جواب: اعراب:

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ"۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ"۔

(۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ احادیث:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبوت میں سے صرف خوشخبری دینے والی چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ خوشخبری دینے والی چیزوں سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچے خواب۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ، علم نافع اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(۳) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو آپ پہلے مسجد میں دو رکعت ادا فرماتے تھے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) البضع (۲) الشعبة (۳) الاماطة (۴) تأيمت (۵) مئنة (۶) اللهوات (۷) الأنكاث

جواب:

۱- کئی/ بہت/ کچھ۔ ۲- درجات، مراتب۔ ۳- تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ ۴- بیوہ خاتون۔ ۵- ایسی علامت جو کسی چیز پر دلیل ہو۔ ۶- منہ کے اندر کا بالائی حصہ۔ ۷- انکاث نکث کی جمع بمعنی دوبارہ کاتنے کے لیے ادھیڑا ہوا کمبل یا خیمہ۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... فقہ

سوال نمبر 1: البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کان بلفظ الماضی

(۱) خط کشیدہ قیود کے فوائد تحریر کریں؟ ۵

(۲) بیع میں خیار شرط صرف بائع کے لیے جائز ہے یا مشتری کے لیے یا دونوں کے لیے؟ نیز مدت خیار کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) طلاق صریح اور طلاق کنایہ کی تعریف بمع مثال سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) ظہار کا لغوی واصطلاحی معنی کرنے کے بعد کفارۂ ظہار بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ (۲۵)

خیار عیب، اقالہ، بیع صرف، بیع فاسد، شفعہ، بیع مضاربۃ، ایلاء، ظہار

القسم الثانی ...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: والعام کل لفظ ینتظم جمعا من الافراد اما لفظا کقولنا

مسلمون ومشرکون واما معنی کقولنا من وما

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں نیز عام کو خاص سے مؤخر ذکر کرنے کی کوئی دو وجوہات تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) عام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں بمع احکام سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: فصل فی المطلق والمقید ذهب اصحابنا الی ان المطلق من کتاب الله تعالی اذا امکن العمل باطلاقه فالزیادة علیه بخبر الواحد والقیاس لایجوز ۔

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) کتاب اللہ کے مطلق پر خبر واحد اور قیاس سے زیادتی جائز نہ ہونے کی وجہ لکھیں، نیز اس مسئلہ میں امام شافعی کا مؤقف قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: فصل فی الامر: الامر فی اللغة قول القائل لغیره افعل وفی الشرع تصرف الزام الفعل علی الغیر ۔

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) اشارة النص، عبارة النص، خفی، مشکل، حقیقة متعذره، حقیقة مهجوره میں سے کسی تین اصطلاحات کی تعریف کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

القسم الاول...... فقہ

سوال نمبر 1: البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کان بلفظ الماضی

(۱) خط کشیدہ قیود کے فوائد تحریر کریں؟

(۲) بیع میں خیار شرط صرف بائع کے لیے جائز ہے یا مشتری کے لیے یا دونوں کے لیے؟ نیز مدت خیار کے بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) قیود کے فوائد:

بیع منعقد ہونے کے لیے ایجاب وقبول ضروری ہے' کیونکہ ایجاب وقبول بیع کا رکن اوّل ہے۔ جب رکن نہ پایا جائے تو بیع منعقد نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ بیع کے انعقاد کے لیے ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے۔ ایجاب کا معنی ہے اثبات یعنی ثابت کرنا اس کے لیے مختلف الفاظ ہیں مثلاً بِعْتُ، اَعْطَیْتُ وغیرہ۔ جو لفظ اس کے جواب میں آئے گا اس کو ایجاب کہتے ہیں مثلاً اِشْتَرَیْتُ وغیرہ۔ ایجاب وقبول الفاظ ماضی کے ہونا ضروری ہیں۔ لفظ ماضی کی قید اس لیے لگائی ہے' لفظ حال اور استقبال کو وہ وعدہ کے لیے استعمال نہیں کرتے جبکہ بیع تو گویا ایک وعدہ کرنا ہوتا ہے۔ جب ایجاب وقبول پایا گیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

(۲) خیار شرط:

بیع میں خیار شرط بائع اور مشتری دونوں کے لیے ہے اور خیار شرط جائز ہے۔

مدت خیار:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیار کی مدت تین دن یا اس سے کم ہے،

تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔

صاحبین کے نزدیک خیار کی مدت تین دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ البتہ زیادتی کی صورت میں مدت کا مقرر ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) طلاق صریح اور طلاق کنایہ کی تعریف بمع مثال سپرد قلم کریں؟

(ب) ظہار کا لغوی واصطلاحی معنی کرنے کے بعد کفارۂ ظہار بیان کریں؟

جواب: (الف) طلاق صریح کی تعریف:

طلاق صریح سے مراد ہے مرد کا اپنی عورت کو واضح یعنی صاف الفاظ کے ساتھ طلاق دینا کہ ان الفاظ میں کوئی شک وشبہ باقی نہ ہو۔ ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً مرد نے اپنی عورت سے کہا: تجھے طلاق ہے یا کہا: اے طلاق یافتہ تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

طلاق کنایہ کی تعریف:

طلاق کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ مرد کا اپنی عورت کو کنایہ یعنی ایسے الفاظ کہنا جن کے ساتھ ایک طریقے سے طلاق واقع ہوتی ہو اور ایک طریقے سے طلاق واقع نہ ہوتی ہو۔ مثلاً مرد نے اپنی عورت کو کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے۔ اب مرد سے پوچھا جائیگا کہ تیری اس سے مراد کیا ہے؟ اگر وہ کہے کہ، میری اس سے مراد یہ ہے تو میرے لیے عزت اور کرامت کے اعتبار سے میری ماں کی مثل ہے، تب طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اگر وہ کہے ان الفاظ سے میری مراد یہ ہے جس طرح مجھ پر میری ماں حرام ہے اسی طرح تو بھی مجھ پر حرام ہے، طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ طلاق، طلاق کنایہ کہلاتی ہے۔

(ب) ظہار کا لغوی واصطلاحی معنی اور کفارۂ ظہار

جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 3: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

خیار عیب، اقالہ، بیع صرف، بیع فاسد، شفعہ، بیع مضاربۃ، ایلاء، ظہار

جواب:۱- خیارِ عیب:

بائع کا مبیع کو عیب بیان کیے بغیر بیچنا یا مشتری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر کوئی چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کر دینے کے اختیار کو" خیارِ عیب کہتے ہیں۔

۲- اقالہ:

دو شخصوں کے مابین کسی چیز کے بارے میں جو عقد ہوا اس کے اٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں۔

۳- بیع صرف:

بیع صرف یعنی ثمن کو ثمن کے بدلے بیچنا۔ ثمن سے مراد عام ہے چاہے ثمن خلقی ہو جیسے: سونا اور چاندی وغیرہ یا ثمن غیر خلقی ہو جیسے: نوٹ اور پیسہ وغیرہ۔

۴- بیع فاسد:

اگر رکن بیع (ایجاب وقبول یا چیز کے لینے دینے میں) یا محل بیع (مبیع) میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے جیسے: مبیع (جو چیز بیچی ہے) کو خریدنے والے کے حوالے کرنے پر قدرت نہ ہو تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

۵- شفعہ:

غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اتنے میں ہی مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے، اس کو شفعہ کہتے ہیں۔

۶- بیع مضاربہ:

مضاربہ اس عقد کو کہتے ہیں کہ جس میں ایک شخص کی طرف سے مال ہو اور دوسرے شخص کی طرف سے عمل ہو جبکہ منافع میں دونوں مشترک ہو۔

۷- ایلاء:

شوہر کا یہ قسم کھانا کہ عورت سے قربت نہ کریگا یا چار ماہ تک عورت کے قریب نہ جائیگا"

اس طرح کی قسم کھانے کو ایلاء کہلاتا ہے۔

۸- ظہار:

اپنی زوجہ یا اس کے کسی جز وشائع یا ایسے جز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہے یا ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہے مثلاً کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ اس عمل کو ظہار کہتے ہیں۔

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر4: والعام كل لفظ ينتظم جمعا من الافراد اما لفظا كقولنا مسلمون ومشركون واما معنى كقولنا من وما

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز عام کو خاص سے مؤخر ذکر کرنے کی کوئی دو وجوہات تحریر کریں؟

(ب) عام کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں مع احکام سپردقلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت:

"عام ہر وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت کو شامل ہو خواہ لفظی طور پر جیسے ہمارا قول مسلمون اور مشرکون یا معناً جیسے ہمارا قول مَنْ اور مَا۔"

عام کو مؤخر کرنے کی وجہیں:

نمبر۱: عام کو خاص سے مؤخر اور خاص کو عام سے مقدم کرنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ خاص بمنزل مفرد کے ہے اور عام بمنزل مرکب کے ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مفرد مرکب سے پہلے ہوتا ہے۔

نمبر۲: خاص کو مقدم اس لئے کیا کہ اس کا حکم جمہور کے نزدیک متفق علیہ ہے بخلاف عام کے کہ اس کا حکم جمہور کے نزدیک متفق علیہ نہیں ہے۔

(ب) عام کی اقسام:

عام کی دو اقسام ہیں:

نمبر۱- عام مخصوص البعض: وہ عام ہے جس سے بعض کو خاص کیا گیا ہو۔

نمبر۲- عام غیر مخصوص البعض: وہ عام ہے جس سے کسی فرد کو خاص نہ کیا گیا ہو۔

عام مخصوص البعض کا حکم:

جب عام کے بعض افراد کو خاص کر دیا جائے تو باقی میں تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔

عام غیر مخصوص البعض کا حکم:

یہ عام لزوم عمل کے اعتبار سے خاص کی طرح ہوتا ہے مثلاً قرآن پاک میں ہے:

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا

یہاں کلمہ ما عام ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ چور سے جو کچھ سرزد ہوگا اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ لہٰذا اگر کسی چور سے چوری کا سامان ہلاک ہو جائے پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے تو مال کی ضمانت نہیں ہوگی، کیونکہ ہاتھ کا کاٹنا اس کے تمام عمل کی سزا ہے۔ ضمان کی صورت میں یہ تمام عمل کی سزا نہیں بنتی بلکہ دونوں سزاؤں کا مجموعہ قرار پائے گا اور یہ قرآن پاک کے عام کے خلاف ہے۔ کلمہ ما کے عام ہونے پر دلیل یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنی لونڈی سے کہے: اِنْ كَانَ مَا فِيْ بَطْنِكِ غُلَامًا فَاَنْتِ حُرَّةٌ۔ اب اس لونڈی کے ہاں لڑکا یا لڑکی جڑواں پیدا ہوئے تو وہ آزاد نہیں ہوگی، کیونکہ لفظ ما کا تقاضا ہے کہ اس کا پورا حمل لڑکے پر مشتمل ہو جبکہ یہاں آدھا حمل لڑکے پر مشتمل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ما عمومیت کے لیے آتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ما کی عمومیت پر ایک فقیہ کے قول سے استدلال کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جس طرح آئمہ فقہاء میں سے ہیں اسی طرح آئمہ لغت میں سے بھی ہیں۔ یہاں ہم نے ان کے امام لغت ہونے کا اعتبار کیا ہے۔

سوال نمبر5: فَصْلٌ فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ ذَهَبَ اَصْحَابُنَا اِلٰى اَنَّ الْمُطْلَقَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا اَمْكَنَ الْعَمَلُ بِاِطْلَاقِهٖ فَالزِّيَادَةُ عَلَيْهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کے مطلق پر خبر واحد اور قیاس سے زیادتی جائز نہ ہونے کی وجہ لکھیں، نیز اس مسئلہ میں امام شافعی کا موقف قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"یہ فصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے۔ ہمارے اصحاب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کتاب اللہ کے مطلق پر جب عمل کرنا ممکن ہو تو پھر کتاب اللہ پر خبر واحد اور قیاس کے ساتھ زیادتی جائز نہیں ہے۔"

وجہ: کتاب اللہ کے مطلق پر خبر واحد اور قیاس کے ساتھ زیادتی جائز نہیں، کیونکہ خبر واحد اور قیاس ظنی ہیں جبکہ کتاب اللہ قطعی ہے۔ قطعی پر ظنی کی زیادتی نہیں ہو سکتی۔

امام شافعی کا موقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خبر واحد اور قیاس کے ساتھ مطلق کتاب پر زیادتی جائز ہے۔

سوال نمبر6: فصل في الأمر: الامر في اللغة قول القائل لغيره افعل وفي الشرع تصرف الزام الفعل على الغير .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) اشارۃ النص، عبارۃ النص، خفی، مشکل، حقیقۃ متعذرہ، حقیقۃ مهجورہ میں سے کسی تین اصطلاحات کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) ترجمة العبارت:

یہ فصل امر کے بیان میں ہے۔ لغت میں امر قائل کا اپنے غیر کو "اِفْعَلْ" کہنا ہے اور

شرع میں غیر پر فعل کے لازم کرنے کا تصرف (امر کہلاتا) ہے۔

تشریح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ امر کا لغوی اور شرعی معنی بیان فرما رہے ہیں۔ امر کا لغوی معنی ہے۔ کسی دوسرے شخص کو یہ کہنا: تو یہ کام کر جبکہ شرع کی اصطلاح میں کسی دوسرے پر فعل کو لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریف:

اشارۃ النص: وہ نص ہے جس سے ثابت ہونے والا حکم نظم نص سے ہی ثابت ہوتا ہے بغیر کسی زیادتی کے اور تقدیر عبارت کے۔ لیکن من کل الوجوہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے لیے کلام کو چلایا جاتا ہے۔

عبارۃ النص: وہ نص ہے جس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لیے کلام کو چلایا گیا ہو اور اس کا ارادہ کیا گیا ہو۔

خفی: وہ کلام ہے جس کی مراد مخفی ہو کسی عارضے کی وجہ سے نہ کہ صیغہ کی وجہ سے۔

مشکل: وہ ہے جس میں خفی سے زیادہ خفا ہوتا ہے۔

حقیقت متعذرہ: وہ حقیقت ہے جس کے حقیقی معنی پر عمل کرنا متعذر ہو۔

حقیقت مہجورہ: وہ حقیقت ہے جس کے حقیقی معنی پر عمل چھوڑ دیا گیا ہو۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (ا) عدل کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) اخر اور جمع کے معدول عنہ ہونے میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ ۱۳

(۳) سکران، ندمان اور رحمٰن میں سے کون سا منصرف ہے اور کون سا غیر منصرف؟ مع دلیل جواب دیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (ا) مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ نیز وان طابقت مفرد اجاز الامران سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟ ۱۳

(۲) فی دارہ زید کیوں جائز ہے اور صاحبها فی الدار کیوں منع ہے؟ ۸

(۳) کن صورتوں میں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا لازم ہے مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: خبر ما وَلاَ الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هو المسند بعد دخولهما وهي لغة حجازية

(ا) مذکورہ عبارت کی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ ما اور لا کا عمل باطل ہونے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟ ۱۴

(۲) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کی کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟ ۵

(۳) بدل کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے چار جملوں کی ترکیب کریں؟ ۳۴

(۱) الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد

(۲) ویجوز صرفہ للضرورۃ او للتناسب

(۳) وقد یحذف المبتدأ لقیام قرینۃ جوازا

(۴) ان اللہ علی کل شیء قدیر

(۵) طاب زید نفسا

(۶) قعدت عن الحرب جبنا

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: (الف) عدل کی تعریف اور اس کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) اخر اور جمع کے معدول عنہ ہونے میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟

(ج) سکران، ندمان اور رحمٰن میں سے کون سا منصرف ہے اور کون سا غیر منصرف؟ بمع دلیل جواب دیں۔

جواب: (الف) عدل کی تعریف:

اسم کا اپنے اصلی صیغے سے نکل کر دوسرے صیغے کی طرف جانا خواہ تحقیقی طور پر جیسے: ثُلٰثُ، مَثْلَثُ یا تقدیری طور پر جیسے: عُمَرُ۔

اقسام عدل: عدل کی دو اقسام ہیں:

۱-عدل تحقیقی ۲-عدل تقدیری

عدل تحقیقی: جس کے وجود اصلی پر منع صرف کے علاوہ کوئی دلیل موجود ہو جیسے: ثُلٰثُ وَ مَثْلَثُ

عدل تقدیری: جس کے وجود اصلی پر منع صرف کے علاوہ اور کوئی دلیل موجود نہ ہو جیسے: عُمَرُ۔

(ب) اخر اور جمع کے معدول عنہ:

اخر غیر منصرف ہے اس میں دو سبب ایک وصف اور دوسرا عدل تحقیقی۔ اس میں عدل تحقیقی اس طرح ہے کہ یہ اخریٰ کی جمع ہے اور اخری آخر اسم تفضیل کی مؤنث ہے۔ قاعدہ

ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے: ۱- الف لام کے ساتھ۔ ۲- من کے ساتھ۔ ۳- اضافت کے ساتھ۔ اُخَرُ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مستعمل نہیں ہے تو پتہ چلا کہ ان میں سے کسی ایک سے نکلا ہوا ہے۔ لہٰذا اس میں عدل تقدیری پایا گیا۔

جمع میں عدل تحقیقی اس طرح ہے کہ جمعاء کی جمع ہے اور جمعاء اگر صفتی ہو تو پھر اس کی قیاسی طور پر جمع فُعل کے وزن پر آتی ہے جیسے: حمراء کی جمع حُمْرٌ اگر فعلاء اسمی ہو تو پھر اس کی جمع یا فعالی یا فعلاوات کے وزن پر آتی ہے جیسے: صحراء کی جمع صحاریٰ یا صحروات اور جمع ان میں سے کسی ایک کے وزن پر بھی نہیں ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ان میں سے نکلا ہوا ہے۔

(ج) سُكْرَانُ: غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں دو سبب موجود ہیں: الف نون زائدتان اور وصف۔ اس کی مؤنث سکریٰ آتی ہے سکرانہ نہیں آتی۔ لہٰذا دونوں گروہوں کے نزدیک غیر منصرف ہے۔

نَدْمَانٌ: اس کے منصرف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ دونوں کے نزدیک شرط نہیں پائی جاتی کہ اس کی مؤنث فعلانۃ آتی ہے فعلیٰ نہیں آتی۔

رَحْمٰنُ: اس میں اختلاف ہے جن کے نزدیک وزن فعلانہ شرط ہے۔ ان کے نزدیک غیر منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہیں آتی اور جو وجود فعلیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک منصرف ہے کہ اس کی مؤنث فعلیٰ کے وزن پر نہیں آتی۔

سوال نمبر 2: (الف) مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف اور مثال تحریر کریں، نیز وان طابقت مفرد اجاز الامران سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟

(ب) فی دارہ زید کیوں جائز ہے اور صاحبھا فی الدار کیوں منع ہے؟

(ج) کن صورتوں میں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا لازم ہے مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف:

وہ صیغہ صفت ہے جو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع کرے جیسے: ماقائم الزیدان، اقائم الزیدان۔

ان طابقت الخ: ماتن نے یہاں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر صیغہ صفت مفرد ہونے میں اسم ظاہر کے مطابق ہو تو دونوں امر جائز ہیں کہ صیغہ صفت کو مبتداء بنالیں اور اسم ظاہر کو فاعل قائم مقام خبر کے اور دوسرا یہ کہ صفت خبر مقدم ہو جائے اور مابعد مبتداء مؤخر۔

(ب) فِيْ دَارِهٖ زَيْدٌ:

یہ ترکیب جائز ہے اس لیے کہ زید مبتدا، جو کہ لفظوں میں مؤخر ہے اور رتبہ اس کا مقدم ہے اور فی دارہ خبر مقدم ہے۔ اس میں ھا ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ لفظوں میں تو بعد میں ہے لیکن رتبہ اس کا پہلے ہے تو اس میں صرف لفظاً اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے جبکہ رتبۃً نہیں اور یہ جائز ہے۔

صَاحِبُهَا فِيْ دَارِهٖ:

یہ مثال اس لیے جائز ہے کہ ھا ضمیر دار کی طرف لوٹ رہی ہے اور دار خبر ہے جو لفظاً اور رتبۃً دونوں طرح بعد میں ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں طرح اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ لہٰذا یہ منع ہے۔

(ج) تقدیم خبر کی صورتیں:

چار صورتوں میں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا لازم ہے:

۱- پہلی صورت: جب خبر مفرد ایسی شی ء پر مشتمل ہو جو صدر کلام کو چاہتی ہو تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے: اَيْنَ زَيْدٌ۔

۲- دوسری صورت: جب خبر مبتداء کو صحیح بنانے والی ہو تو بھی مقدم کرنا واجب ہے جیسے: فِي الدَّارِ رَجُلٌ۔

۳- تیسری صورت: جب خبر کے متعلق کے لیے مبتداء میں ضمیر ہو تو بھی خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا لازم ہے جیسے: عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا۔

۴- چوتھی صورت: جب مبتداء کی خبر ان کی خبر واقع ہو تو بھی مقدم کرنا واجب ہے جیسے: عِنْدِيْ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

سوال نمبر3: خبر مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هو المسند بعد دخولهما وهي لغة حجازية

(الف) مذکورہ عبارت کی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ ما اور لا کا عمل باطل ہونے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کی کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں؟

(ج) بدل کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ عبارت کی تشریح:

یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ منصوبات کی ایک قسم بیان کررہے ہے کہ مَا وَلَا مشابہ لَيْسَ کی خبر بھی منصوب ہوتی ہے۔ مَا وَلَا مشابہ لَيْسَ کی خبر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مَا وَلَا مشابہ لَيْسَ کی خبر وہ ہے' جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا۔

(ب) خط کشیدہ عبارت توضیح:

اس عبارت سے ماتن نے یہ بیان کیا ہے کہ مَا وَلَا کو عمل دینا یہ اہل حجاز کے نزدیک ہے، کیونکہ بنی تمیم والے تو ان کو عمل ہی نہیں دیتے۔ اس لیے کہ یہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں۔

(ج) بدل کی تعریف:

بدل وہ تابع ہے' جو نسبت میں مقصود ہو علاوہ متبوع کے۔

اقسام بدل: بدل کی چار قسمیں ہیں:

۱- بدل الکل: جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا کل ہو جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ أَخُوكَ۔

۲- بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ۔

۳- بدل الاشتمال: وہ بدل ہے' جو مبدل منہ کا نہ کل ہو نہ جز بلکہ اس پر مشتمل ہو جیسے: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ۔

۴- بدل الغلط: وہ بدل ہے' جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ حِمَارٍ۔

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے چار جملوں کی ترکیب کریں؟

(۱) الكلام ماتضمن كلمتين بالاسناد

(۲) ويجوز صرفه للضرورة او للتناسب

(۳) وقد يحذف المبتدأ لقيام قرينة جوازا

(۴) ان الله على كل شيء قدير

(۵) طاب زيد نفسا

(۶) قعدت عن الحرب جبنا

(۱) الكلام ماتضمن كلمتين بالاسناد:

الكلام مبتداء ماموصول، تضمن فعل و فاعل كلتمين مفعول به باجاره اسناد مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ تضمن فعل اپنے فاعل مفعول اور ظرف لغو سے مل کر صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) ويجوز صرفه للضرورة او للتناسب:

یجوز فعل صرف مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل، للضرورۃ جار و مجرور معطوف علیہ او حرف للتناسب جار مجرور معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ظرف لغو۔ یجوز فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) وقد يحذف المبتدأ لقيام قرينة جوازا:

قد حرف تقلیل یحذف فعل مجہول المبتدأ نائب فاعل لقیام لام جار۔ قیام

مضاف قرینة مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ لام جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ حوزاً صفت موصوف مقدر کی جو کہ حذفاً ہے۔ موصوف صفت مل کر مفعول مطلق یحذف فعل اپنے نائب فاعل ظرف لغو اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ:

اِنَّ حرف مشبہ بفعل اللّٰہ اسم علی حرف جار کل مضاف شیء مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو مقدم قدیر کا۔ قدیر صیغہ صفت۔ اس میں ھو ضمیر فاعل۔ صیغہ صفت اپنے فاعل اور ظرف لغو مقدم سے مل کر خبر۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) طاب زید نفسا:

طاب فعل۔ زید ممیز نفسا تمیز ممیز تمیز مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۶) قعدت عن الحرب جبنا:

قعدت فعل فاعل عن حرف جار الحرب مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ جبنا مفعول لہ فعل اپنے فاعل مفعول لہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اهل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... منطق

سوال نمبر 1: (۱) قول شارح اور معرف کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) قضیہ کی تعریف اور قضیہ کی باعتبار موضوع کے اقسام بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: **معرف الشیء مایحمل علیہ لافادة تصورہ وھو علی اربعة اقسام**

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد اقسام معرف کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) قضیہ شرطیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) اشکال اربعہ کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ ان میں سے اشرف کون سی ہے؟ اور اس کی کیا وجہ ہے؟ ۱۵

(۲) شکل اوّل کی نتیجہ دینے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز اس کی ضروب منتجہ کتنی اور کون سی ہیں؟ ۱۰

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (۱) حدیث نبوی کی وضاحت اور عربی ادب پر اس کے اثرات قلمبند کریں؟ (۲۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ احادیث کس صحابی نے روایت کیں؟ وجہ بھی تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 5: (۱) عراقی شاعری کی خصوصیات زینت قرطاس کریں؟ (۱۵)

(۲) ہجونگاری میں جریر کا مسلک اور اس کی ہجونگاری بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور حالات زندگی بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش، پرورش اور بعثت کے بارے میں تفصیلاً وضاحت کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب﴾

القسم الاوّل...... منطق

سوال نمبر 1: (الف) قول شارح اور معرف کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) قضیہ کی تعریف اور قضیہ کی باعتبار موضوع کے اقسام بیان کریں؟

جواب: (الف) معرف کی تعریف:

شیء معرف وہ ہوتا ہے جو شیء پر محمول ہوتا کہ شیء کے تصور کا فائدہ دے۔

اقسام معرف: معرف کی چار قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نمبر۱-حدتام: وہ معرف ہے جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ نَاطِقٌ انسان کے لیے۔

نمبر۲-حد ناقص: وہ معرف ہے جو جنس بعید اور فصل قریب یا صرف فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: جسم ناطق یا فقط ناطق انسان کے لیے۔

نمبر۳-اسم تام: وہ معرف ہے جو جنس قریب اور خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ ضَاحِكٌ انسان کے لیے۔

نمبر۴-اسم ناقص: جو جنس بعید اور خاصہ یا صرف خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: جِسْمٌ ضَاحِكٌ یا فقط ضَاحِكٌ انسان کے لیے۔

(ب) قضیہ کی تعریف:

وہ قول ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

اقسام قضیہ: موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نمبر ا- قضیہ شخصیہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین اور جزئی حقیقی ہو جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ۔

نمبر ۲- قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور اس میں حکم موضوع کے نفس طبیعت پر لگایا جائے جیسے: اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ۔

نمبر ۳- قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حکم موضوع کے افراد پر لگایا جائے اور افراد کی کمیت کو بیان کیا گیا ہو جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔

نمبر ۴: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کے افراد پر ہو اور افراد کی کمیت کو بیان نہ کیا گیا ہو جیسے: اَلْاِنْسَانُ لَفِیْ خُسْرٍ۔

سوال نمبر 2: معرف الشیء مایحمل علیه لافادة تصوره وهو علی اربعة اقسام

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد اقسام معرف کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) قضیہ شرطیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اس کا جواب اسی پرچے کے پہلے سوال کی پہلی جزء ہے، جو پیچھے حل کردی گئی ہے۔

(ب) قضیہ شرطیہ کی اقسام:

قضیہ شرطیہ کی دو اقسام ہیں:

متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم کیا جائے ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر یا ایک نسبت کی نفی کا دوسری نسبت کے ثبوت پر جیسے: کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا یا لَیْسَ اَلْبَتَّةَ اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔

منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یا لَیْسَ اَلْبَتَّةَ هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ مُنْقَسِمٌ بِمُتَسَاوِیَیْنِ۔

سوال نمبر 3: (الف) اشکال اربعہ کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ ان میں سے اشرف کون سی ہے؟ اور اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) شکل اوّل کی نتیجہ دینے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز اس کی ضروب منتجہ کتنی اور کون سی ہیں؟

جواب: (الف) اشکال اربعہ کی تعریفات:

شکل اول: جس میں حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو جیسے: اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ تو نتیجہ آیا کہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ۔

شکل ثانی: جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول واقع ہو جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ وَلَاشَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِحَیَوَانٍ تو نتیجہ آیا کہ لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔

شکل ثالث: جس میں حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ وَ بَعْضُ الْاِنْسَانِ کَاتِبٌ تو نتیجہ آئے گا بَعْضُ الْحَیَوَانِ کَاتِبٌ۔

شکل رابع: جس میں حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ وَ بَعْضُ الْکَاتِبِ اِنْسَانٌ تو نتیجہ آیا بَعْضُ الْحَیَوَانِ کَاتِبٌ۔

افضل شکل: ان چاروں شکلوں میں سے پہلی شکل سب سے افضل ہے، کیونکہ اس کے نتیجے کی طرف ذہن فوری اور طبعی طور پر منتقل ہو جاتا ہے غور وفکر کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(ب) شکل اوّل کے نتیجہ دینے کی شرائط:

شکل اوّل کے نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں:

نمبر ا- صغریٰ موجبہ ہو۔ نمبر ۲- کبریٰ کلیہ ہو۔ اگر یہ دونوں شرطیں یا ان میں سے ایک

بھی نہ پائی گئی تو شکل اوّل نتیجہ نہیں دے گی۔

ضروب منتجہ: عقلی طور پر تو شکل اوّل کی سولہ ضربیں بنتی ہیں لیکن ان میں سے نتیجہ صرف چار ہی دیتی ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

ضرب اول: صغریٰ اور کبریٰ دونوں موجبہ کلیہ ہوں تو نتیجہ موجبہ کلیہ آتا ہے جیسے:
كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ، وَكُلُّ حِيْوَانٍ حَسَّاسٌ۔ نتیجہ آیا كُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ۔

ضرب ثانی: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ کلیہ آئے گا جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حِيْوَانٌ ۔ لَا شَيْءَ مِنَ الْحِيْوَانِ بِحَجَرٍ نتیجہ آیا لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔

تیسری ضرب: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے: بَعْضُ الْحِيْوَانِ فَرَسٌ وَكُلُّ فَرَسٍ صَهَّالٌ ۔ تو نتیجہ آیا بَعْضُ الْحِيْوَانِ صَهَّالٌ۔

چوتھی ضرب: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا جیسے: بَعْضُ الْحِيْوَانِ نَاطِقٌ ۔ لَا شَيْءَ نَاطِقٍ بِنَاطِقٍ تو نتیجہ آیا کہ بَعْضُ الْحِيْوَانِ لَيْسَ بِنَاهِقٍ۔

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) حدیث نبوی کی وضاحت اور عربی ادب پر اس کے اثرات قلمبند کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ احادیث کس صحابی نے روایت کیں؟ وجہ بھی تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مرویات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہیں ان کی مرویات کی تعداد 5374 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے تھے جبکہ دیگر صحابہ کرام ہمہ

وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں رہتے تھے۔

سوال نمبر 5: (الف) عراقی شاعری کی خصوصیات زینت قرطاس کریں؟

(ب) ہجونگاری میں جریر کا مسلک اور اس کی ہجونگاری بیان کریں؟

جواب: (الف) عراقی شاعری کی خصوصیات:

عراقی شاعری درج ذیل خصوصیات پر مشتمل تھی:

☆ عراق کی اسلامی شاعری بدوی زندگی کی سچی عکاس ہے۔ ☆ نفسیات عرب کی صحیح ترجمان ہے۔ ☆ پاکیزہ جملوں پر مشتمل ہے۔ ☆ واضح اسباب پر مشتمل ہے۔ ☆ نسبت کی صحت میں بالکل مکمل ہے۔

عراقی شاعری تدوین علوم کے قریب تھی، سیاسی اور تاریخی واقعات کے ساتھ اس کا اتصال تھا۔ ان کی شاعری میں بظاہر یگانگت، جمعیت اور محبت نظر آتی ہے، اگرچہ باطن میں دشمنی اور تفرقہ بازی تھی۔ یہ شاعری ایک دوسرے کی ہجو، مقابلہ و مباحثہ اور قبائل کے باہمی فخر اور خلفاء کی مدح پر مشتمل ہے۔ اس کے لیے عمدہ الفاظ اور پختہ اسلوب کی ضرورت ہے اور ہجوگوئی میں زیادہ تر آباؤ اجداد کے عیوب کو بیان کر دیا جاتا ہے یعنی کمزوری، بخل وغیرہ۔ مدح میں اپنی جوانی کے خونی واقعات بیان کرتے ہیں۔

(ب) ہجونگاری میں جریر کا مسلک:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور حالات زندگی بیان کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش، پرورش اور بعثت کے بارے میں تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بیان:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز پیر شریف صبح کے وقت مکہ پاک میں عام فیل کے اگلے سال پیدا ہوئے۔

حضور کی پرورش: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ماں جی کے بطن اطہر میں ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد داغ مفارقت دے گئے۔ پھر آپ بھی چھ سال کے نہ ہوئے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی اللہ سے جا ملیں۔ آپ کی پرورش آپ کے دادا جان نے نہایت محبت سے کی۔ دادا جان نے اپنی وفات سے پہلے آپ کے چچا کو وصیت کی کہ وہ آپ کی پرورش کرے۔ دادا کی وفات کے بعد آپ اپنے چچا ابو طالب کی پرورش میں رہے۔ انہوں نے آپ کی پرورش میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تہذیب و تربیت کی خود ذمہ داری لی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پختہ عقل، نرم اخلاق، خوش طبع، پروقار حیات، انتہائی بردبار، کامل صبر، حسن درگزر، راست گو، صادق و امین، قوی دل، مضبوط و طاقتور اور تمام عمدہ صفات سے مکمل فرمایا۔

حضور کی بعثت: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلان نبوت کرنے کا حکم دیا اور معجزہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ تین سال تک آپ نے تبلیغ و رسالت کا کام خفیہ طور پر انجام دیا۔ پھر آپ کو اعلانیہ طور پر دعوت کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ نے قبیلہ قریش اور اس کے سرداروں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور ان کے بتوں کے عیب بیان کیے۔ آپ کے اس عمل کی وجہ سے وہ لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کو طرح طرح کی تکالیف دینے لگے لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ نہایت ہی صبر اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبلیغ رسالت کا کام فرماتے رہے۔ یہاں تک اسلام دوسرے تمام باطل ادیان پر غالب آگیا۔ لگاتار مشرکین کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتے رہے۔ الحاصل اندھیرے دور ہوئے، شرک کے بادل چھٹ گئے اور اللہ کی واحدانیت کا سورج افق کائنات پر طلوع ہوگیا۔

تنظیم المدارس (اھل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... سیرت

سوال نمبر 1: (۱) غزوۂ احزاب پر ایک نوٹ لکھیں جس میں اس غزوہ کا دوسرا نام اور اس مہینہ کا نام بھی تحریر کریں جس میں یہ غزوہ ہوا؟ (۱۰)

(۲) محدثین و اہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ اور سریہ کی تعریف قلمبند کریں نیز غزوات و سرایا کی کل تعداد بھی تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) معجزہ کی تعریف کرتے ہوئے کوئی تین معجزات قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر پر کوئی تین آیتیں مع ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (۱) واقعہ بدر پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) اصحاب صفہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی ...... تاریخ

سوال نمبر 4: (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی، کنیت، نسب اور مدت

خلافت لکھیں نیز آپ سے قلیل احادیث مروی ہونے کی وجہ بتائیں؟ ۱۵

(۲) ''افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ احادیث مبارک کی روشنی میں'' مذکورہ موضوع پر ایک مضمون تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں گورنروں کے لیے کیا شرائط رکھی تھیں؟ تفصیلاً لکھیں؟ (۱۰)

(۲) اولیات عمر میں سے کوئی پانچ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: (۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی چار خصوصیات قلمبند کریں، نیز بتائیں کہ آپ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ ۱۵

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ قلمبند کریں نیز بتائیں کہ آپ کو کس نے شہید کیا اور آپ کی تدفین کہاں ہوئی؟ ۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

القسم الاوّل...... سیرت

سوال نمبر 1: (۱) غزوۂ احزاب پر ایک نوٹ لکھیں جس میں اس غزوہ کا دوسرا نام اور اس مہینہ کا نام بھی تحریر کریں جس میں یہ غزوہ ہوا؟

جواب: ماہ ذی قعدہ میں غزوۂ احزاب یا غزوہ خندق واقع ہوا۔ بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر میں آرہے تھے انہوں نے مکہ میں جا کر قریش کو مسلمانوں سے لڑنے پر ابھارا اور دیگر قبائل عرب کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ بنو قریظہ پہلے شامل نہ تھے مگر حیی بن اخطب نے آخر کار ان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ غرض قریش و یہود قبائل عرب بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے۔ چونکہ اس غزوہ میں تمام قبائل عرب و یہود شامل تھے، اس واسطے اس غزوہ کو غزوہ احزاب کہتے ہیں۔ کفار کی تیاری کی خبر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلیمان فارسی نے عرض کیا کہ کھلے میدان میں لڑنا مصلحت نہیں، مدینہ اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھود کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو شہر کے محفوظ قلعوں میں بھیج دیا اور خود تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ شہر سے نکلے اور اونچائی کی جانب سے سلع کی پہاڑی کو پس پشت رکھ کر خندق کھودی۔ اس لیے اس غزوہ کو غزوۂ خندق کہتے ہیں۔ خندق کھودنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بغرض ترغیب شامل تھے۔ کفار نے ایک ماہ محاصرہ قائم رکھا۔ وہ خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے اس لیے دور سے تیر اور پتھر برساتے تھے۔ ایک روز قریش کے کچھ سوار عمرو بن عبد وغیرہ ایک جگہ سے جہاں سے اتفاقاً چوڑائی کم رہ گئی تھی،

خندق کو عبور کر گئے۔ عمرو بن عبد ود نے مقابلہ پر آنے والے کو طلب کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تلوار سے اس کا فیصلہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر باقی ہمراہی بھاگ گئے۔ اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزے ظہور میں آئے۔

(۲) محدثین واہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ اور سریہ کی تعریف قلمبند کریں نیز غزوات وسرایا کی کل تعداد بھی تحریر کریں؟

جواب: محدثین واہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ جنگ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شامل ہوں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں، تو وہ سریہ کہلاتا ہے۔ غزوات تعداد میں ستائیس ہیں؛ جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا۔ سرایا کی تعداد سینتالیس ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) معجزہ کی تعریف کرتے ہوئے کوئی تین معجزات قلمبند کریں؟

جواب: وہ امور جو نبی سے خلاف عادت اور عقل کو حیران کرنے والے صادر ہوں انہیں معجزہ کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ایک معجزات درج ذیل ہیں:

معجزات

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخص خصائص معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو معراج کی عجائبات دکھائے وہ کسی کو بھی نہیں دکھائے گئے۔ آپ کی یہ سیر قرآن پاک سے بھی ثابت ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ یہ بھی ہے آپ نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی۔ اس آدمی نے آگے سے جواب دیا کہ میں آپ پر اس وقت ایمان لاؤں گا جب آپ میری بیٹی کو زندہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ؟ اس آدمی نے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا: لبیك و سعدیك۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے فرمایا: کیا تو پسند کرتی ہے کہ تو دنیا میں رہے؟ نے عرض کیا: یارسول اللہ! قسم ہے اللہ کی میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے لیے دنیا سے آخرت کو اچھا پایا۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انصار میں سے ایک جوان نے وفات پائی، اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس نوجوان کو کفنا دیا۔ ماں نے کہا: کیا میرا بیٹا مر گیا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ یہ سن کر اس نے یوں دعا مانگی: یا اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا، کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے تھا۔ آپ کے توسل سے مردے بھی زندہ ہو گئے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر پر کوئی تین آیتیں مع ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ: تحقیق وہ لوگ جو تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

(۳) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف نکلتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سوال نمبر3: (ا) واقعہ بدر پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

(۲) اصحاب صفہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (ا) غزوۂ بدر سب سے بڑا غزوہ ہے۔اس کا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل ہے اور قافلہ قریش کا شام کی طرف آنا تھا جس کے دفاع ارادے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالعشیرہ تک تشریف لے گئے تھے۔امیر قافلہ ابوسفیان تھا۔اس قافلے میں قریش کا بہت سامال تھا۔جب یہ قافلہ مقام بدر کے قریب پہنچا تو کو خبر ملی آپ نے فوراً مسلمانوں کو نکلنے کی دعوت دی،اس لیے جلدی سے تیاری کر کے آپ تاریخ 12 رمضان کو بروز ہفتہ مدینے سے نکلے۔مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر مقام بئر عقبہ لشکرگاہ مقرر ہوا۔یہاں لشکر کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے صغیرالسن صحابہ ابن عمر، براء بن عازب، انس بن مالک، جابر، زید بن ثابت اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم کو واپس کر دیا اور باقی کو لے کر روانہ ہوئے۔حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عمیر جن کی عمر سولہ سال تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپتے رہے، کیونکہ ان کو شہادت کا شوق تھا مگر ڈرتے تھے کہ کہیں چھوٹی عمر کے سبب وہ واپس نہ بھیج دیے جائیں۔چنانچہ جب پیش ہوئے تو واپسی کا حکم ملا۔اس پر وہ رونے لگے' لہٰذا حضور (علیہ السلام) نے شمولیت کی اجازت دے دی بلکہ خود انہیں اپنی تلوار کا پرتلہ لگا کر دیا۔مسلمانوں کو علم نہ تھا کہ فوج قریش سے مقابلہ کرنا پڑے گا' اس لیے فوری نا تمام تیاری کی گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سواری کا اونٹ موجود ہے وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔

آپ کے ساتھ صرف ستر اونٹ، دو گھوڑے اور تین سو تیرہ مجاہدین تھے۔

سواری کے لیے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہما ایک اونٹ پر جبکہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم دوسرے اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحا سے چل کر صفراء کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے چند مجاہدین کو جاسوسی کے لیے اور قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔وہ

بدر میں پہنچے تو وہاں سے یہ سن کر آئے کہ قافلہ کل یا پرسوں پہنچے گا۔ابوسفیان کو شام میں خبر ملی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں، اس لیے اس نے حجاز کے قریب پہنچ کر ضمضم بن عمر کو بیس مثقال سونے کی اجرت پر مکہ میں قریش کے پاس بھیجا تا کہ ان کو قافلہ بچانے کی ترغیب دے۔چنانچہ ضمضم بن عمر اونٹ پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوا۔مکہ پہنچ کر اس نے اونٹ کی ناک اور کان کاٹ دیے تھے، کجاوہ الٹ دیا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ دی تھی۔اس ہیئت کذائی میں وہ اپنے اونٹ پر سوار یوں پکار پکار کر کہہ رہا تھا: "اے گروہ قریش! قافلہ تجارت اور تمہارا مال ابوسفیان کے ساتھ ہے، محمد اور اس کے اصحاب اس کے سدراہ بنے گئے ہیں۔میں خیال نہیں کرتا کہ تم اسے بچالو گے۔" یہ سن کر قریش کہنے لگے: کیا محمد اور اس کے اصحاب یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ قافلہ بھی عمر بن حضرمی کی مانند ہوگا؟ ہرگز نہیں۔اللہ کی قسم انہیں معلوم ہو جائیگا کہ ایسا نہیں۔الغرض قریش جلدی نکلے اور ان کے اشراف میں سے سوائے ابولہب کے کوئی پیچھے نہ رہا۔اس نے بھی اپنے عوض ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو بھیجا اور چار ہزار درہم جو بطور سود اس سے لینے تھے، اس صلے میں اسے معاف کر دیے۔امیہ بن خلف نے بھی پیچھے رہ جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس نے حضرت سعد بن معاذ سے ہجرت کے بعد مکہ مشرفہ میں سنا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ابوجہل نے کہا: تو اس وادی مکہ کا سردار ہے اگر تو پیچھے رہ گیا تو دوسرے بھی دیکھا دیکھی پیچھے رہ جائیں گے۔پس ابوجہل کے اصرار پر وہ بھی ساتھ چل پڑا۔اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔جب جنگ شروع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا کی: اے مولا! جو تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا، اس وعدہ کو پورا فرما اور ہماری مدد فرما۔آپ کا دعا کرنا ہی تھا کہ آسمانوں سے فرشتے نازل ہوئے جو کسی کو نظر نہ آتے تھے۔جب بھی کوئی صحابی کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو ابھی وہ تلوار اٹھاتا تھا کہ پہلے ہی اس کی گردن اتر جاتی۔ان میں شیطان لعین بھی تھا۔جب اس نے یہ ماجرہ دیکھا تو وہ فوراً بھاگ گیا اور سب سے کہنے لگا کہ بھاگ جاؤ۔تم میں سے کوئی بھی مقابلے کے لیے کھڑا رہا تو وہ مارا جائیگا۔کفار یہ ماجرہ دیکھ کر

میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی۔

اصحاب صفہ: مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو صفہ کہلاتا تھا، یہ ان فقراء و مساکین کے لیے تھا جو مال و منال اور اہل و عیال نہ رکھتے تھے۔ ان ہی کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اہل صفہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی نظر عنایت تھی۔ ایک دفعہ غنیمت میں کثیر تعداد کنیزیں آئی تھیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کی پیاری صاحبزادی بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایک خادمہ کے لیے درخواست کی۔ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے رہیں۔ ان کے خرچ کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ میں ان اسیران جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔

ان کی تعداد عموماً ستر کے قریب ہوتی تھی۔ باہر سے آنے والے لوگ جو مدینہ میں اترتے جن کا شہر میں کوئی رشتہ دار نہ ہوتا تو وہ بھی صفہ میں ٹھہرتے تھے۔

القسم الثانی...... تاریخ

سوال نمبر 4: (ا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور مدت خلافت لکھیں نیز آپ سے قلیل احادیث مروی ہونے کی وجہ بتائیں؟

(۲) ''افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ احادیث مبارک کی روشنی میں'' مذکورہ موضوع پر ایک مضمون تحریر کریں؟

جواب: (ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور مدت خلافت حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ سے قلیل احادیث مروی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہے۔ اگر زیادہ عرصہ زندہ رہتے تو آپ کی روایات دیگر صحابہ سے زیادہ ہوتیں اور ہر حدیث کی سند آپ ہی سے لائی جاتی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دیگر صحابہ بھی اکثر حاضر رہتے اور احادیث سنتے تھے، انہوں نے جو کچھ سنا وہ اپنی زبان سے بیان کر دیا اور انہوں نے احادیث بیان کرنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حوالہ نہیں دیا۔

(۲) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 5: (ا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں گورنروں کے لیے کیا شرائط رکھی تھیں؟ تفصیلاً لکھیں۔

(۲) اولیات عمر میں سے کوئی پانچ تحریر کریں؟

جواب: (ا) حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کو گورنر بناتے تو اس کے لیے چند ایک شرائط رکھتے تھے:

(ا) گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔ (۲) میدہ کی روٹی نہ کھانا۔ (۳) باریک لباس نہ پہننا۔

(۴) ضرورت مندوں کے لیے دروازہ کھلا رکھنا۔

(۲) اولیات عمر:

۱- ماہ رمضان میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کا باقاعدہ اجراء کرنا۔

۲- شراب پینے والوں کو اسی کوڑوں کی سزا دینا۔

۳- بیت المال کا قیام عمل میں لانا۔

۴- ہجو اور مذمت کرنے والوں کو سزائیں دلوانا۔

۵- تاریخ و سن ہجری کا اجراء کرنا۔

سوال نمبر 6: (ا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی چار خصوصیات قلمبند کریں، نیز بتائیں کہ آپ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ قلمبند کریں نیز بتائیں کہ آپ کو کس نے شہید کیا اور آپ کی تدفین کہاں ہوئی؟

جواب: (ا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) کسی نبی کی دو بیٹیوں کے ساتھ کسی شخص کا نکاح نہیں ہوا سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ آپ ہی وہ شخصیت ہیں' جن کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ ہوئی۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

(۲) آپ ان لوگوں میں سے ایک ہیں' جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے ہجرت کی اور آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

(۳) آپ ان چھ لوگوں میں سے ہیں' جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال تک راضی رہے۔

(۴) آپ ان حضرات میں سے ہیں' جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا۔

☆ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور دفن بھی کیا، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ہی دونوں چیزوں کی وصیت کی تھی۔

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو صبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ امت نے میرے ساتھ کجروی کی ہے اور بہت سخت تنازع پیدا کر رکھا ہے۔ جس پر آپ نے فرمایا: اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں داخل فرما اور میری بجائے ان پر ایسے شریر شخص کو مسلط فرما جو ان سے بھی بدتر ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی یہ دعا فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح مؤذن نے آ کر کہا نماز نماز۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے لوگوں کو نماز کی دعوت کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں ابن ملجم نے آپ پر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی۔

لوگ قاتل کے پیچھے دوڑے اور اسے پکڑ لیا گیا۔ اس زخم کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ اور ہفتہ کے دن زندہ رہے لیکن اتوار کی رات کو آپ کی روح پرواز کر گئی۔ حضرات حسنین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رات کے وقت ہی آپ کو دارالامارت کوفہ میں دفن کیا گیا۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے، سال اول)

برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف و مخالفة القياس و الغرابة

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد فصاحت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟ ۱۲

(۲) خط کشیدہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں اور مثالیں ضرور دیں؟ ۱۳

سوال نمبر2: الانشاء اما طلبی او غیر طلبی

(۱) انشاء طلبی و انشاء غیر طلبی کی تعریف کرنے کے بعد انشاء طلبی کی اقسام تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) انشاء غیر طلبی کی اقسام دروس البلاغہ میں مذکور ہیں یا نہیں؟ بصورت دیگر ذکر نہ کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3: (۱) ایجاز، اطناب اور مساواۃ کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۲

(۲) وصل و فصل کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں فصل واجب ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر4: التشبيه الحاق امر بامر في وصف باداة لغرض

(۱) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مشبہ، مشبہ بہ، وجہ تشبیہ اور حرف تشبیہ کی وضاحت ہو جائے؟ ۱۲

(۲) اداۃ تشبیہ مع امثلہ بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ تشبیہ بلیغ کسے کہا جاتا ہے؟ ۱۳

سوال نمبر 5: تشابه الاطراف هو جعل آخر جملة صدر تاليتها او آخر بيت صدر ما يليه كقوله تعالى فيها مصباح المصباح في زجاجة الزجاجة كانها كوكب درى

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر مصنف کی مراد واضح کریں؟ ۱۲

(۲) محسنات لفظیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام کتاب میں مذکور ہیں؟ تشابہ الاطراف کے علاوہ کسی دو کی وضاحت کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۲۵)

ابہام، طباق، مقابلہ، تدبیج، تفریق، تقسیم، تجرید، حسن التعلیل

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف و مخالفة القياس و الغرابة

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد فصاحت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟

(۲) خط کشیدہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں اور مثالیں ضرور دیں؟

جواب: (۱) ترجمۃ العبارت:

"فصاحت فی الکلمۃ" کلمے کا تنافر حروف، مخالفتِ قیاس اور غرابت سے سالم رہنے کا نام ہے۔

فصاحت کا لغوی معنی: ابانت اور ظہور ہے۔

اصطلاحی معنی: جو کلمہ کلام اور متکلم کی صفت واقع ہو۔

(۲) تنافر حروف:

کلمہ میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل کو واجب کرے جیسے: اَلظش کھردری جگہ کے لیے۔ اَلْهُعْخُعْ وہ گھاس جسے اونٹ چرتے ہیں۔

مخالفت قیاس: کلمے کا قانون حرفی کے مخالف ہونا جیسے: بُوْقٌ کی جمع بوقات آنا حالانکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع ابواق آتی ہے۔ اسی طرح مَوْدَدَۃٌ پڑھنا حالانکہ قیاس ادغام کا تقاضا کرتا ہے کہ مودۃ پڑھا جائے۔

غرابت: کلمہ کا مراد معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا جیسے: تَکَاْکَأَ بمعنی اِجْتَمَعَ (جمع

ہونا) اِطْلَخَمَّ بمعنیٰ اِشْتَدَّ (سخت ہونا)

سوال نمبر2: الانشاء اما طلبی او غیر طلبی

(الف) انشاء طلبی و انشاء غیر طلبی کی تعریف کرنے کے بعد انشاء طلبی کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) انشاء غیر طلبی کی اقسام دروس البلاغہ میں مذکور ہیں یا نہیں؟ بصورت دیگر ذکر نہ کرنے کی وجہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) انشاء طلبی:

وہ انشاء ہے جس میں ایسی چیز کو طلب کیا جائے جو طلب کے وقت حاصل نہ ہو۔

انشاء غیر طلبی: وہ انشاء ہے جس سے کسی چیز کی طلب نہ ہو۔

انشاء طلبی کی اقسام: انشاء طلبی کی پانچ قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-امر ۲-نہی ۳-استفہام ۴-تمنی ۵-ندا۔

(ب) انشاء غیر طلبی کی اقسام مذکور نہ ہونے کی وجہ:

انشاء غیر طلبی کی اقسام دروس البلاغۃ میں مذکور نہیں ہیں، کیونکہ غیر طلبی کا تعلق علم معانی کی بحث سے نہیں ہے۔ اس لیے مصنفین نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔

سوال نمبر3: (الف) ایجاز، اطناب اور مساواۃ کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

(ب) وصل و فصل کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں فصل واجب ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ایجاز کی تعریف:

عام لوگوں کے عرف سے اتنی کم عبارت کے ساتھ معنی کو ادا کرنا کہ اس سے غرض بھی حاصل ہو جائے جیسے: "قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِيْبٍ وَّ مَنْزِلِ" اس مثال میں اصل میں حبیبنا اور منزلہ تھا، ضمیروں کو حذف کر دیا گیا کیونکہ غرض ان کے بغیر بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

اطناب کی تعریف: زائد عبارت کے ساتھ معنی کو ادا کرنا لیکن یہ زائد عبارت مفید ہو جیسے: "اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا" اس مثال میں شَيْبًا وغیرہ الفاظ کو اظہار مقصود کے لیے زائد کیا گیا ہے خواہ ان کے بغیر بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

مساوات کی تعریف: مرادی معنی کو مساوی عبارت کے ساتھ ادا کرنا یعنی درمیانے طبقے والے لوگوں کے عرف کے مطابق عبارت لانا اور یہ وہ لوگ ہیں جو بلاغت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز بھی نہ ہوں اور نہایت گرے ہوئے بھی نہ ہوں کہ بات ہی نہ سمجھیں جیسے: "وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ"۔

(ب) وصل کی تعریف:

جملہ کا جملے پر عطف کرنا وصل کہلاتا ہے۔

فصل: اس عطف کو چھوڑ دینا فصل کہلاتا ہے۔

فصل کے مقامات: پانچ جگہ فصل یعنی عطف کو چھوڑنا واجب ہے:

نمبر۱- جب دونوں جملوں کے درمیان مکمل اتحاد ہو یعنی دوسرا جملہ پہلے سے بدل ہو جیسے: "اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ" اس مثال میں دوسرا جملہ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ بدل ہے اور دونوں جملوں کے درمیان اتحاد تام ہے۔ لہٰذا فصل کیا گیا۔

دوسرا مقام: جب دونوں جملے ایک دوسرے کی ضد ہوں تو بھی فصل کیا جائیگا۔ مثلاً ایک جملہ خبریہ ہے تو دوسرا انشائیہ جیسے

"وقال رائدهم ارسوا نزاولها
فحتف كل امرء يجرى بمقدار"

اس میں اَرْسُوْا اور نُزَاوِلُهَا کے درمیان عطف چھوڑ دیا گیا کیونکہ پہلا جملہ انشائیہ ہے اور دوسرا خبریہ۔

تیسرا مقام: جب دوسرا جملہ ماقبل والے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب واقع ہو تو فصل واجب ہے جیسے

زعم العواذل انني في غمرة

صدقوا ولكن غمرتي لا تنجلي

اس شعر میں پہلے جملے یعنی زَعَمَ الخ اور دوسرے جملے یعنی صَدَقُوْا الخ کے درمیان عطف کو چھوڑ دیا گیا ہے، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب واقع ہو رہا ہے۔ اس مقام پر سوال کیا جاتا ہے کہ ان دو جملوں کے درمیان کمال اتصال کا شبہ ہے۔

چوتھا مقام: جب ایک جملے سے پہلے اپنے دو جملے گزر جائیں کہ اس تیسرے جملے کا ان میں سے کسی ایک پر عطف کرنا صحیح ہو اور دوسرے پر عطف صحیح نہ ہو جیسے:

وتظن سلمى انني ابغي بها   بدلاً اراها في الضلال تهيم

اس شعر میں تیسرے جملے یعنی اَرَاهَا کا عطف تَظُنُّ پر تو درست ہے لیکن اَبْغِی پر درست نہیں ہے لہٰذا تَظُنُّ پر بھی عطف چھوڑ دیں گے تاکہ کوئی اَبْغِی پر ہی عطف نہ کر دے۔

پانچواں مقام: جب کسی مانع کی وجہ سے دو جملوں کو کسی ایک حکم میں شریک کرنے کا قصد نہ کیا جائے جیسے: "وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ" اس مثال میں اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ کا عطف اِنَّا مَعَكُمْ پر درست نہیں ہے، کیونکہ عطف کرنے سے لازم آتا ہے کہ یہ بھی منافقین کا قول ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ اسی طرح قَالُوْا پر بھی اس کا عطف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ" اس وقت کے ساتھ متعلق ہے جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا استہزاء کسی وقت سے مقید نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: التشبيه الحاق امر بامر في وصف باداة لغرض

(الف) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مشبہ، مشبہ بہ، وجہ تشبیہ اور حرف تشبیہ کی وضاحت ہو جائے؟

(ب) اداۃ تشبیہ مع امثلہ بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ تشبیہ بلیغ سے کہا جاتا ہے؟

جواب: (الف) عبارت کی تشریح:

اس عبارت میں مصنفین تشبیہ کی تعریف بیان فرما رہے ہیں۔ تشبیہ کا مطلب ہے ایک امر کو دوسرے امر کے ساتھ کسی وصف میں کسی حرف کے ذریعے کسی غرض کی وجہ سے ملانا۔ پہلے امر یعنی شی کو مشبہ اور دوسرے کو مشبہ بہ کہتے ہیں اور وصف کو وجہ شبہ جبکہ حرف کو اداۃ التشبیہ یا حرف تشبیہ کہتے ہیں جیسے: العلم كالنور في الهداية۔ اس مثال میں علم مشبہ ہے، نور مشبہ بہ ہے اور ہدایت وجہ شبہ ہے جبکہ کاف اداۃ تشبیہ ہے۔

(ب) اداۃ تشبیہ:

جو لفظ تشبیہ کے معنی پر دلالت کرے اس کو اداۃ تشبیہ کہتے ہیں جیسے: کاف، كَاَنَّ اور جو ان کے معنی میں ہو۔ کاف کی مثال جیسے: زَیْدٌ كَالْاَسَدِ۔ كَاَنَّ کی مثال جیسے: كَاَنَّكَ اَسَدٌ۔ کبھی ایسا فعل ذکر کیا جاتا ہے، جو تشبیہ کی خبر دیتا ہے جیسے: "وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا" اس مثال میں حسبت فعل تشبیہ کا معنی ظاہر کر رہا ہے۔

تشبیہ بلیغ: جب حرف تشبیہ اور وجہ شبہ محذوف ہو تو اس کو تشبیہ بلیغ کہتے ہیں جیسے: وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا۔

سوال نمبر 5: تَشَابُهُ الْاَطْرَافِ هُوَ جَعْلُ اٰخِرِ جُمْلَةٍ صَدْرَ تَالِیَتِهَا اَوْ اٰخِرِ بَیْتٍ صَدْرَ مَا یَلِیْهِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر مصنف کی مراد واضح کریں؟

جواب: مراد مصنفین:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور مراد درج ذیل ہیں:

یہاں سے حضرات مصنفین محسنات لفظیہ یعنی جو باتیں الفاظ میں حسن پیدا کرتی ہیں کو پہلی قسم یعنی تشابہ اور اطراف کی تعریف و وضاحت کر رہے ہیں۔ تشابہ الاطراف یہ ہے

کہ جملے کے آخر کو بعد میں آنے والے جملے کا صدر بنانا یا شعر کے آخری لفظ کو آنے والے شعر کا شروع والا کلمہ بنانا تشابہ الاطراف کہلاتا ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فِيْهَا مِصْبَاحٌ الخ" اس مثال میں "فِيْهَا مِصْبَاحٌ" پہلا جملہ ہے۔ مِصْبَاحٌ آخری کلمہ ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِي الزُّجَاجَةِ دوسرا جملہ ہے جن کا صدر پہلے جملے کا آخری لفظ ہے اسی طرح فی زجاجة میں دوسرا کلمہ الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا الخ کے شروع میں لایا گیا۔ شعر کی مثال جیسے

اِذَا نَزَلَ الْحَجَّاجُ ارضًا مَرِيْضَةً   تتبع اقصى دائها فشفاها
شَفَاهَا مِنَ الدَّاءِ الْعُضَالِ الَّذِيْ بِهَا   غُلَامٌ اِذَا هَزَّ الْقَنَاةَ سُقَاهَا

اس میں پہلے شعر کے آخری کلمے شَفَاهَا کو دوسرے شعر کے شروع میں لایا گیا اور یہی تشابہ الاطراف ہے۔

(ب) محسنات لفظیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام کتاب میں مذکور ہیں؟ تشابہ الاطراف کے علاوہ کسی دو کی وضاحت کریں؟

جواب: محسنات لفظیہ کی نو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- تشابهه الاطراف ۔ ۲- جناس ۔ ۳- تصدير ۔ ۴- سجع ۔
۵- مالا يستحيل بالانعكاس ۔ ۶- عكس ۔ ۷- تشريع ۔
۸- موازبه ۔ ۹- ائتلاف اللفظ مع اللفظ

دو قسموں کی وضاحت:

عکس: کلام کے کسی جزء کو مقدم کر کے الٹ کر دینا جیسے: خَيْرُ الْكَلَامِ كَلَامُ الْخَيْرِ ۔

ائتلاف اللفظ مع اللفظ: یعنی عبارت کے الفاظ مانوسہ اور غیر مانوسہ ہونے میں ایک ہی نوع سے یعنی مانوس اور غیر مانوس ہونے میں ایک دوسرے کے موافق ہوں جیسے: تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ ۔ اس مثال میں قسم کا حرف تاء ہے جو حروف قسمیہ میں غیر مانوس ہے اور اس کے بعد تَفْتَؤُا لایا گیا جو استمراری فعلوں میں سے سب سے زیادہ غیر مانوس ہے۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

ابہام، طباق، مقابلہ، تدبیج، تفریق، تقسیم، تجرید، حسن التعلیل

جواب: ابہام: یعنی کلام میں ایسا لفظ بولنا جو دو متضاد وجوں کا احتمال رکھتا ہو جیسے

بارك الله للحسن   وللبوران في الختن
يا امام الهدى ظفرت   ولكن ببنيت من

ان اشعار میں ببنیت من دو متضاد باتوں کا احتمال رکھتا ہے کہ عظمت کی وجہ سے مدح ہو یا حقارت کی وجہ سے مذمت ہو یعنی لڑکی والا عظیم آدمی ہے یا ذلیل آدمی ہے۔

طباق: ایسے دو معنوں کو جمع کرنا جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہوں جیسے: "وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ" اس میں ایقاظ اور رقود متضاد الفاظ ہیں۔

تدبیج: یعنی رنگوں کے الفاظ کا باہم مقابل ہونا اور یہ بھی طباق کی ایک قسم ہے جیسے:

تردى ثياب الموت حمرا فما اتى
لها الليل الا وهما من سندس خضر

تفریق: ایک قسم کی دو چیزوں کے درمیان فرق بیان کرنا جیسے:

مانوال الغمام وقت الربيع   كنوال الامير يوم سخاء
فنوال الامير بدرة عين   ونوال الغمام قطرة ماء

اس شعر میں امیر اور بادل کی سخاوت کے درمیان فرق بیان کیا گیا۔

تجرید: ایک صفت والی بات سے ایک دوسری بات جو صفت میں اس کی مثل ہو مبالغہ کے لیے نکالی جائے کہ یہ صفت پہلی بات میں کامل طور پر پائی جائے جیسے: لي من فلان صديق حميم۔ یعنی فلان آدمی میرا اتنا گہرا دوست ہے کہ اس سے اس کی مثل اور دوست بھی بنائے جا سکتے ہیں۔

حسن التعلیل: کسی وصف کے لیے علت غیر حقیقیہ کا دعویٰ کیا جائے لیکن اس میں کوئی نادر اور عجیب بات ہو جیسے:

وَلَوْ لَمْ تَكُنْ نِيَّةُ الْجَوْزَاءِ خِدْمَتَهُ
لَمَا رَأَيْتَ عَلَيْهَا عِقْدَ مُنْتَطِقٍ

مقابلہ: دو یا زیادہ معانی لائے جائیں پھر ان کے مقابل ان کے الفاظ لائے جائیں جیسے: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔

اس مثال میں فَلْيَضْحَكُوا کے مقابلہ میں وَلْيَبْكُوا اور قلیل کے مقابلہ میں کثیر ہے۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پرچہ اوّل: قرآن وحدیث	۱۴۰	☆ پرچہ دوم: فقہ واصول فقہ	۱۴۵
☆ پرچہ سوم: نحو	۱۵۰	☆ پرچہ چہارم: منطق وعربی ادب	۱۵۴
☆ پرچہ پنجم: سیرت وتاریخ	۱۵۹	☆ پرچہ پنجم: بلاغت	۱۶۵

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پرچہ اوّل: قرآن وحدیث	۱۶۹	☆ پرچہ دوم: فقہ واصول فقہ	۱۷۵
☆ پرچہ سوم: نحو	۱۸۳	☆ پرچہ چہارم: منطق وعربی ادب	۱۸۹
☆ پرچہ پنجم: سیرت وتاریخ	۱۹۶	☆ پرچہ پنجم: بلاغت	۲۰۳

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن وحدیث﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات میں سے صرف پانچ کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۴×۵=۲۰)

۱- بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝

۲- يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

۳- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۗ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

۴- وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ۗ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۵- وَقَضَيْنَاۤ اِلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

۶- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۗ وَكُلَّ شَىْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے دس الفاظ کے معانی سپردِ قلم کریں؟ (۱۰×۱=۱۰)

الدمع، حزن، وکیل، متاع، سمان، عجاف، مقربین، الاصفاد، حقبا، الحوت، امرا، زهرة

سوال نمبر 3: مندرجہ ذیل سوالات میں سے صرف پانچ کے مختصر جوابات تحریر کریں؟ (۴×۵=۲۰)

۱۔سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف کیوں نہیں لکھی گئی؟

۲۔حضرت ذوالقرنین نبی تھے یا ولی؟

۳۔معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کس سورۃ میں ہے؟

۴۔حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کیوں کیا؟

۵۔حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی تعداد کتنی تھی؟

۶۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟

﴿حصہ دوم......حدیث شریف﴾

سوال نمبر 4: کسی ایک حدیث مبارک پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟(۱۰+۱۰=۲۰)

۱ – عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان .

۲ – عن ابی هريرة رضی الله عنه قال ماعاب رسول الله صلی الله عليه وسلم طعاما قط ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه .

سوال نمبر 5: کسی ایک حدیث مبارک کا ترجمہ اور خط کشیدہ افعال کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟(۱۰+۱۰=۲۰)

۱ – وعن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله عليه وسلم كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا حتی تفهم عنه واذا اتی علی قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلاثا .

۲ – عن كعب بن مالك رضی الله عنه ان النبی صلی الله عليه وسلم خرج فی غزوة تبوك يوم الخميس وكان يحب ان يخرج يوم الخميس .

سوال نمبر 6: صرف دس الفاظ کے معانی لکھیں؟(۱۰)

العذراء، الكاث، الغزل، الاقران، المنديل، قربة، قبة، الساق، ابرار، عصبة، صفوف، الاشراع .

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عامہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

﴿القسم الاوّل...... قرآن مجید﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔

۱- بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ o فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ o

۲- يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ o

۳- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ o

۴- وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o

۵- وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا o

۶- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا o

جواب: ترجمہ آیات: ۱- بیزاری کا حکم ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔ تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

۲- وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اور اگر تم ان سے راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ فاسق قوم سے راضی نہ ہو گا۔

۳- زمین میں کوئی ایسا چلنے والا نہیں مگر اللہ پر ہی اس کا رزق ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا۔ سب کچھ کتاب مبین میں درج ہے۔

۴- میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بخشنے والا رحم والا ہے۔

۵-ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں وحی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں دوبارہ فساد پھیلاؤ گے اور ضرور بڑا غرور کروگے۔

۶-ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب ظاہر فرمادی۔

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ کے معانی سپرد قلم کریں؟

الدمع، حزن، وکیل، متاع، سمان، عجاف، مقربین، الاصفاد، حقبا، الحوت، امرا، زهرة

جواب: الفاظ کے معانی: آنسو، غم، کارساز، سازوسامان، موٹی، دبلی پتلی، قربت والے، قید کرنا، رکنا، مچھلی، حکم، کلی۔

سوال نمبر3: درج ذیل کے جواب دیں؟

۱-سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف کیوں نہیں لکھی گئی؟

۲-حضرت ذوالقرنین نبی تھے یا ولی؟

۳-معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کس سورۃ میں ہے؟

۴-حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کیوں کیا؟

۵-حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی تعداد کتنی تھی؟

۶-حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟

جواب: ۱-سورۃ توبہ میں قتال کا ذکر ہے جبکہ تسمیہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات مہربانی ورحمت پر دلالت کرتی ہیں۔

۲-بعض کہتے ہیں کہ نبی تھے جبکہ عند البعض ولی تھے۔ ۳-سورۃ بنی اسرائیل میں۔ ۴-تاکہ ظالم بادشاہ اس کو قبضہ میں نہ لے لے۔ ۵-گیارہ ۶-یوحانذ۔

﴿حصہ دوم...... حدیث شریف﴾

سوال نمبر4: درج ذیل پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَاعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ.

جواب: اعراب لگادیئے گئے ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جا۔ ُ تو اس میں خیانت کرتا ہے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہ نکالا اگر پسند فرماتے تو تناول فرمالیتے اور اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

سوال نمبر 5: کسی ایک حدیث مبارک کا ترجمہ اور خط کشیدہ افعال کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟

۱- وعن انس رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا تکلم بکلمة اعادها ثلاثا حتی تفهم عنه واذا اتی علی قوم فسلم علیهم سلم علیهم ثلاثا۔

۲- عن کعب بن مالك رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم خرج فی غزوة تبوك یوم الخمیس وکان یحب ان یخرج یوم الخمیس۔

جواب: ترجمہ: ۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کلمہ کا تکلم فرماتے تو اس کو تین مرتبہ لوٹاتے حتیٰ کہ وہ کلمہ سمجھا جاتا۔ جب کسی قوم پر آتے تو ان پر سلام کرتے تو تین مرتبہ ان پر سلام فرماتے۔

۲- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام غزوہ تبوک میں جمعرات کے دن نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن نکلنے کو پسند فرماتے تھے۔

افعال: تَکَلَّمَ: باب تفعّل سے واحد مذکر غائب فعل ماضی کا صیغہ۔ اَعَادَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب افعال۔ تُفْهَمُ: واحد مونث غائب فعل مضارع مجہول از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔ سَلَّمَ: باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ۔ یُحِبُّ: واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف از ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

اسماء کا اعراب: ثلاثا: مفعول بہ کی بناء پر منصوب۔ بن: مجرور کعب کی صفت ہونے کی وجہ سے۔ تبوك: غیر منصرف مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ یوم الخمیس: منصوب بر بناء مفعول فیہ۔

سوال نمبر 6: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

العذراء، انکاث، الغزل، الاقران، المندیل، قربة، قبة، الساق، ابرار، عصبة، صفوف، الاسراع

جواب: الفاظ کے معانی: باکرہ، دوبارہ کاتنے کے لئے، بھرا ہوا کمبل، اون کاتنا، ہم زمانہ/ ساتھی، رومال، عبارت، جبہ، پنڈلی، نیکوکار، جماعت، اون، جلدی کرنا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔ سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: 100

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... فقه﴾

سوال نمبر 1: اذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فهو بالخیار ان شاء اخذه بجمیع الثمن وان شاء رده

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور عیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔ (۵+۵=۱۰)

(۲) مشتری اگر کھانا خرید کر کھا گیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو وہ رجوع کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: ولا یجوز بیع الزیتون بالزیت والسمسم بالشیرج حتی یکون الزیت والشیرج اکثر مما فی الزیتون والسمسم فیکون الدهن بمثله والزیادة بالثجیرة.

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) گندم کی آٹے کے بدلے میں متساویا بیع کا حکم لکھیں؟ نیز حیوان کے بدلے میں گوشت کی بیع کے جواز وعدم جواز میں اختلاف آئمہ لکھیں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) الودیعة (۲) اللقطة (۳) النکاح (۴) الخلع (۵) العدة (۶) القسمة (۷) الحظر والاباحة

﴿القسم الثانی...... اصول فقه﴾

سوال نمبر 4: (۱) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ بالترتیب سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) کتاب اللہ کے خاص کا حکم ذکر کریں، اگر خبر واحد اور قیاس اس کے معارض ہوں تو کس پر عمل کیا جائے گا؟ تفصیلا جواب دیں۔ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر5: وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا يَجُوْزُ التَّوَضِّيْ بِمَاءِ الزَّعْفَرَانِ وَبِكُلِّ مَاءٍ خَالَطَهٗ شَيْءٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِهٖ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) مذکورہ عبارت میں مصنف نے کس حکم پر تفریع بیان کی ہے؟ نیز اصول الشاشی کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں۔ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر6: (۱) ثم للتراخي لكنه عند ابي حنيفة يفيد التراخي في اللفظ والحكم وعندهما يفيد التراخي في الحكم

مذکورہ اختلاف کی وضاحت مثال دے کر کریں؟ (۱۰)

(۲) ممانعت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء سال 2017

﴿دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ﴾

﴿القسم الاول ...... فقه﴾

سوال نمبر1: اذا اطلع المشترى على عيب في المبيع فهو بالخيار ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء ردّه

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور عیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔

(۲) مشتری اگر کھانا خرید کر کھا گیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو وہ رجوع کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں۔

جواب: (الف): ترجمہ: جب مشتری مبیعہ میں کسی عیب پر مطلع ہوا تو اسے اختیار حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو جمیع ثمن کے ساتھ لے لے اور اگر چاہے تو واپس کردے۔

عیب: اس سے مراد وہ عیب ہے جو بائع کے ہاں ہو اور مشتری اس پر مطلع نہ ہو بیع کے وقت اور نہ ہی قبضہ کے وقت (بلکہ بعد میں مطلع ہوا ہو)

(ب) رجوع کا مطالبہ؟: مذکورہ صورت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق رجوع نہیں ہو سکتا جبکہ صاحبین کے نزدیک عیب کے نقصان کے مطابق رجوع کر سکتا ہے۔

سوال نمبر2: ولا يجوز بيع الزيتون بالزيت والسمسم بالشيرج حتى يكون الزيت والشيرج اكثر مما في الزيتون والسمسم فيكون الدهن بمثله والزيادة بالثجيرة .

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(۲) گندم کی آٹے کے بدلے میں متساویاً بیع کا حکم لکھیں۔ نیز حیوان کے بدلے میں گوشت کی بیع کے جواز وعدم جواز میں اختلاف آئمہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: زیتون کی روغن زیتون کے ساتھ اور تل کی روغن تل کے ساتھ بیچنا جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ زیتون کا تیل اور روغن تل اس سے زیادہ ہو جو زیتون اور تل میں ہے۔ اس طرح تیل تیل کے مقابلہ اور زیادہ کھل (پھوک) کے مقابلہ میں ہو جائے گا۔

وضاحت: مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی نے زیتون کی بیع روغن زیتون کے بدلے اور تلوں کی روغن تلوں کے بدلے کی تو برابر برابر جائز نہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ روغن زیتون و تل کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ وہ زیتون اور تل کے پھوک (کھل) کے مساوی ہو جائے۔

(۲) گندم کی آٹے کے بدلے بیع کا حکم: گندم کی آٹے کے بدلے مطلقاً نہ برابر اور نہ ہی زیادتی کے ساتھ بیع جائز ہے۔

حیوان کی گوشت کے بدلے بیع کا حکم: شیخین کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت جائز ہے جب گوشت حیوان کے وزن سے زیادہ ہوتا کہ گوشت گوشت کے مقابلہ میں ہو جائے اور زیادتی ناکارہ چیزوں کے مقابلہ میں ہو جائے۔

سوال نمبر3: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟

(۱) الوديعة (۲) اللقطة (۳) النكاح (۴) الخلع (۵) العدة (۶) القسمة (۷) الحظر والاباحة

جواب: ودیعت: لغوی معنی مطلق چھوڑنا اور اصطلاح میں وہ شئی جو امین کے پاس چھوڑی جائے۔ (یعنی امانت)

لقطہ: وہ مال مراد ہے جو راستے میں گرا پڑا ہو۔

نکاح: وہ عقد ہے جو ملک متعہ کا فائدہ دے، ملک متعہ کا مطلب ہے کہ بعض یا تمام حصہ سے نفع اٹھانا۔

خلع: ملک نکاح کے بدلے مال لینا خلع کہلاتا ہے۔

عدۃ: نکاح کے زائل ہونے کے بعد عورت کا اپنے آپ کو نکاح جدید سے روکنا عدۃ کہلاتا ہے۔

قسمت: القسمۃ ہی شرعاً جمع نصیب شائع فی معین۔

حظر و اباحت: کسی چیز کے استعمال سے رک جانا حظر کہلاتا ہے اور جس کے کرنے اور نہ کرنے میں مکلف کو اختیار ہو اباحت کہلاتا ہے۔

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: (۱) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ بالترتیب سپرد قلم کریں؟
(۲) کتاب اللہ کے خاص کا حکم ذکر کریں، اگر خبر واحد اور قیاس اس کے معارض ہوں تو کس پر عمل کیا جائے گا؟ تفصیلاً جواب دیں۔

جواب: (الف) اصول فقہ: اصول فقہ چار ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع امت، قیاس

(ب) خاص کا حکم: کتاب اللہ کے خاص پر قطعی طور پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر خبر واحد اور قیاس معارض ہوں تو اس صورت میں اگر دونوں پر عمل ممکن ہو تو دونوں پر عمل ہو گا ورنہ خبر واحد اور قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

سوال نمبر 5: وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا يَجُوْزُ التَّوَضِّيْ بِمَاءِ الزَّعْفَرَانِ وَبِكُلِّ مَاءٍ خَالَطَهُ شَيْءٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ أَحَدَ أَوْصَافِهِ
(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟
(۲) مذکورہ عبارت میں مصنف نے کس حکم پر تفریع بیان کی ہے؟ نیز اصول الشاشی کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: اسی پر ہم کہتے ہیں کہ زعفران کے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے اور ہر اس پانی کے ساتھ جس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کے اوصاف میں کوئی بدل دے۔

(ب) تفریع کی نشاندہی: مذکورہ عبارت میں مصنف نے اس بات پر تفریع فرمائی ہے کہ مطلق کا حکم اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔

مسئلہ کی وضاحت: چونکہ ضابطہ یہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے لہٰذا ماء زعفران کے ساتھ اور جس پانی میں کوئی پاک چیز مثلاً صابون، اشنان، مٹی، ریت وغیرہ مل کر اس کا کوئی وصف بدل دے تو اس کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے، کیونکہ تیمم کی طرف رجوع کرنے کی شرط یہ ہے کہ پانی مطلق نہ رہے جبکہ مذکورہ صورت میں پانی مطلق باقی رہتا ہے کیونکہ اضافت کی قید نے اس سے پانی کا نام زائل نہیں کیا بلکہ اس کو پختہ کیا۔ لہٰذا یہ مطلق پانی کے حکم کے تحت داخل رہے گا۔

سوال نمبر 6: (۱) ثم للتراخی لکنه عند ابی حنیفة یفید التراخی فی اللفظ والحکم

... یفید التراخی فی الحکم

مذکورہ اختلاف کی وضاحت مثال دے کر کریں؟

(۲) ممانعت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اختلاف کی وضاحت: امام صاحب کے نزدیک حرف عطف ثم لفظ اور حکم ... میں تراخی کے لئے آتا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک صرف حکم میں تراخی کے لئے آتا ہے۔ مثلاً جب کسی مرد نے غیر مدخول بہا عورت سے کہا: "ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق" تو ... کے نزدیک پہلی طلاق دخول کے ساتھ متعلق ہوگی اور دوسری اسی وقت واقع ہو جائے گی، کیونکہ دوسری اور تیسری کلمہ ثم سے مذکور ہیں۔ لہٰذا ان کا تعلق شرط کے ساتھ نہ رہا۔ تو دوسری واقع ہو جائے گی وجود محل کی وجہ سے جبکہ تیسری لغو چلی جائے گی کہ محل منتفی ہے، کیونکہ وہ غیر مدخولہ ہے۔

صاحبین کے نزدیک تینوں ہی شرط (دخول دار) کے ساتھ متعلق ہوں گی۔ لہٰذا دخول دار کے وقت پہلی طلاق واقع ہوگی اور دوسری دونوں لغو چلی جائیں گی۔

(ب) ممانعت کی اقسام: ممانعت کی چار اقسام ہیں:

نمبر ۱- وہ مانع ہے جو علت کے انعقاد کو روکے جیسے آزاد، مردار اور خون کی بیع کہ یہ چیزیں محل بیع نہیں اور عدم محل بیع ان کے انعقاد کو روکتا ہے۔ گویا ملکیت کی علت یعنی بیع میں رکاوٹ آگئی۔

نمبر ۲- وہ مانع ہے جو علت کے تمام ہونے کو روکے جیسے سال کے درمیان میں نصاب کا ہلاک ہونا۔ اب علت تام نہ ہوئی۔ لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں۔

نمبر ۳- وہ مانع ہے جو علت کے حکم کی ابتداء کو روکے جیسے خیار شرط کے ساتھ بیع کرنا۔ جب تک خیار باقی ہے ملکیت حاصل نہ ہوگی۔

نمبر ۴- وہ مانع ہے جو علت کے حکم کے دوام کو روکے جیسے خیار بلوغ و خیار رؤیت وغیرہ۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: 100

آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (۱) اسباب منع صرف کے بارے میں مصنف نے جو شعر لکھا ہے وہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ غیر منصرف کو کب منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے؟ (۱۰+۸=۱۸)

(۲) اَجۡدَلُ، قَدَمٌ، شَتَرُ، رَحۡمٰنُ، اَحۡمَرُ کے غیر منصرف ہونے کی وجہ کافیہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) تنازع فعلان کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں نیز بتائیں کہ تنازع صرف دو فعلوں میں ہوتا ہے یا اسکے علاوہ میں بھی ہوسکتا ہے؟ (۱۰+۸=۱۸)

(۲) اس بارے میں اہل بصرہ و اہل کوفہ کا مذہب تفصیلاً تحریر کریں نیز بتائیں کہ امرء القیس کا قول "کفانی ولم اطلب قلیل من المال" کس کے مذہب کی دلیل ہے اور فریق مخالف نے اس کا کیا جواب دیا ہے؟ (۸+۷=۱۵)

سوال نمبر 3: ویجوز حذف حرف النداء الامع اسم الجنس والاشارة والمستغاث والمندوب۔

(۱) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ خط کشیدہ صورتوں میں حرف ندا کو حذف کرنا کیوں جائز نہیں؟ (۶+۱۲=۱۸)

(۲) ترخیم کا معنی تحریر کریں نیز اس کی شرائط مثالیں دے کر واضح کریں؟ (۳+۱۲=۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) اسماء عدد کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ انکے اصول کتنے اور کون کون سے کلمات ہیں۔ (۵+۵=۱۰)

(۲) ما اشبه الاسم باحد حروف (نأیت) لوقوعه مشترکا و تخصیصه بالسین او سوف۔

مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، نیز مصنف اس عبارت سے کیا بیان فرما رہے ہیں؟ آپ اس کی

وضاحت کریں۔ (۵+۵=۱۰)

(۳) درج ذیل میں سے کسی دو جملوں کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟ (۲×۷=۱۴)

۱- وان احد من المشرکین استجارك ۲- لارجل افضل منك

۳- ما فعلوه الا قلیل والاقلیلا ۴- مرض حتی لایرجونه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

﴿تیسرا پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: (۱) اسباب منع صرف کے بارے میں مصنف نے جو شعر لکھا ہے وہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ غیر منصرف کو کب منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے؟

(۲) اَجْدَلُ، قَدَمَ، شَتَرُ، رَحْمٰنُ، اَحْمَرُ کے غیر منصرف ہونے کی وجہ کافیہ کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) شعر:

عدل و وصف و تانیث و معرفة وعجمة ثم جمع ثم ترکیب

والنون زائدة من قبلها الف وزن الفعل وهذا القول تقریب

ضرورت اور تناسب کے وقت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے۔

(ب) اجدل: اس کا غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے، کیونکہ اس کے مشتق منہ میں شک ہے۔

قدم: منصرف ہے، کیونکہ اس میں الزیادة علی الثلثة کی شرط موجود نہیں۔

شتر: غیر منصرف ہے کیونکہ دو اسباب عجمہ اور علم اس میں موجود ہیں۔

رَحْمٰنُ: انتفاء فعلانہ والوں کے نزدیک غیر منصرف ہے اور وجودِ فعلیٰ والوں کے نزدیک منصرف۔

احمر: غیر منصرف ہے، کیونکہ تاء کا قابل نہیں ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) تنازع فعلان کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں نیز بتائیں کہ تنازع صرف دو فعلوں میں ہوتا ہے یا اسکے علاوہ میں بھی ہوسکتا ہے؟

(۲) اس بارے میں اہل بصرہ و اہل کوفہ کا مذہب تفصیلاً تحریر کریں نیز بتائیں کہ امرءالقیس کا قول "کفانی ولم اطلب قلیل من المال" کس کے مذہب کی دلیل ہے اور فریق مخالف نے اس کا کیا جواب دیا ہے؟

جواب: (الف) تنازع فعلان کی صورتیں: ۱-تنازع فاعلیت میں ہو جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔

۲-تنازع مفعولیت میں ہو جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۳-تنازع فاعلیت اور مفعولیت میں ہو جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۴-تنازع مفعولیت اور فاعلیت میں ہو جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔

تنازع کم از کم دو فعلوں میں متحقق ہوگا اور دو سے زائد میں بھی ہو سکتا ہے پھر دو اسموں میں بھی ہو سکتا ہے۔

(ب) بصریوں کا مذہب: دوسرے کو عمل دینا مختار ہے اگرچہ پہلے کو بھی جائز ہے، کیونکہ دوسرا فعل اسم ظاہر کے قریب ہے۔

کوفیوں کا مذہب: پہلے فعل کو عمل دینا مختار ہے اگرچہ دوسرے کو بھی جائز ہے، کیونکہ جو پہلے آئے وہ پہلے پائے۔

امرء القیس کا قول: یہ کوفیوں کے مذہب کی دلیل ہے۔ بصریوں نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ یہ شعر شاذ ہے اور شاذ کو لے کر اعتراض نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر3: ویجوز حذف حرف النداء الامع اسم الجنس والاشارة والمستغاث والمندوب ۔

(ا) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ خط کشیدہ صورتوں میں حرف ندا کو حذف کرنا کیوں جائز نہیں؟

(۲) ترخیم کا معنی تحریر کریں نیز اس کی شرائط مثالیں دے کر واضح کریں؟

جواب: ترجمہ: حرف ندا کو حذف کرنا جائز ہے لیکن اسم جنس، اسم اشارہ، مستغاث اور مندوب کے ساتھ جائز نہیں۔

عدم جواز کی وجہ: اس میں جنس کے ساتھ ندا کثیر نہیں۔ اگر اس سے حرف ندا کو حذف کر دیں تو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ منادی ہے۔ یہی وجہ اسم اشارہ کی ہے۔

مندوب اور مستغاث سے حرف ندا کو اس لئے حذف کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان دونوں میں آواز کو لمبا کرنا مقصود ہے جبکہ حذف اس کے منافی ہے۔

(ب) ترخیم کا معنی: تخفیف کے لئے اسم کے آخر سے حرف کو حذف کرنا 'ترخیم' کہلاتا ہے۔

شرائط: منادی میں ترخیم کی شرائط یہ ہیں:

مضاف نہ ہو، مستغاث نہ ہو، جملہ نہ ہو، علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو۔ یا تائے تانیث لاحق ہو

اس کے آخر میں۔

سوال نمبر 4: (۱) اسماءِ عدد کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ ان کے اصول کتنے اور کون کون سے کلمات ہیں؟

(۲) مَا اَشْبَهُ الْاِسْمِ بِاَحَدِ حُرُوْفِ (نَأيت) لِوُقُوْعِهٖ مُشْتَرِكًا وَتَخْصِيْصُهٗ بِالسِّيْنِ اَوْ سَوْفَ ۔

مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، نیز مصنف اس عبارت سے کیا بیان فرمارہے ہیں؟ آپ اس کی وضاحت کریں۔

(۳) درج ذیل میں سے کسی دو جملوں کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟

۱-وان احد من المشركين استجارك ۲-لارجل افضل منك

۳-ما فعلوه الا قليل والاقليلا ۴- مرض حتى لايرجونه

جواب: (الف) اسماءِ عدد کی تعریف: جو احاد کی کمیت کو بیان کرنے کے لئے موضوع ہوں۔

اصول اعداد: بارہ ہیں۔ایک سے لے کر دس (۱۰) تک‘ سو اور ہزار۔

(۲) اعراب اوپر لگ گئے ہیں۔

یہاں سے ماتن فعل مضارع کی تعریف کررہے ہیں کہ مضارع وہ فعل ہے جو اسم کے ساتھ مشابہت رکھے اور اس کے شروع میں حروف تین میں سے کوئی ایک ہو۔اس کے ساتھ مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح اسم کئی معانی کے درمیان مشترک ہوتا ہے، مضارع بھی حال اور استقبال کے درمیان مشترک ہوتا ہے۔جس طرح قرینہ کے وقت اسم کسی ایک معنیٰ سے خاص ہو جاتا ہے اسی طرح سین اور سوف سے مضارع بھی مستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔

(۳) جملوں کی ترکیب: ۱-ان احد من المشركين استجارك ۔

اِنْ دو شرط۔ اَحَدٌ فاعل فعل محذوف کا۔من جار المشركين مجرور۔ظرف مستقر فعل محذوف یعنی استجارك کا۔استجارك فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شرط۔استجارك جزا۔جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

۲-لارجل افضل منك لا مشابہ بہ لیس۔رجل اسم۔افضل منك خبر۔لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۳-ما فعلوه الا قليل او قليلاً۔ما نافیہ۔فعلوا فعل وفاعل ہ مفعول معہ قليل رفع کے ساتھ پڑھیں تو فعلوا کے فاعل سے بدل ہوگا۔قلیلاً نصب استثناء کی بنا پر ہوگا۔

۴-مرض حتى لايرجون مرض فعل وفاعل۔حتى حرف جار لا يرجون مرادلفظ مجرور۔ظرف لغو مرض فعل کا۔فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے - سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: 100

دونوں قسموں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... منطق﴾

سوال نمبر 1: هذا القانون هو المنطق والميزان ۔

(۱) ہذا القانون سے کون سا قانون مراد ہے؟ اسے منطق اور میزان کہنے کی وجہ لکھیں نیز اگر اس کا کوئی اور نام ہو تو مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) مطلق موضوع علم کی تعریف کریں نیز علم منطق کا موضوع قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 2: (۱) دلالت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں نیز بتائیں کہ دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی کے بغیر پائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ وجہ بھی لکھیں۔ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) اعلم انه قد ظن بعضهم ان الكلمة عند اهل الميزان هي ما يسمى في علم النحو بالفعل وليس هذا الظن بصواب ۔

ظن مذکورہ کے درست نہ ہونے کی وجہ لکھیں نیز منطقیوں کے نزدیک کلمہ کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۷+۳=۱۰)

سوال نمبر 3: (۱) درج ذیل میں سے کسی تین اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۳×۵=۱۵)

عکس نقیض، اصغر، شکل، تمثیل، برہان

(۲) اشکال اربعہ کی وجہ ضبط مع امثلہ لکھیں نیز بتائیں کہ ان میں سے اشرف کون سی ہے اور اسکی کیا وجہ ہے؟ (۵+۵=۱۰)

﴿القسم الثاني...... تاريخ ادب عربي﴾

سوال نمبر 4: (۱) اسلامی ادبیات پر اثر انداز ہونے والے عوامل اجمالی طور پر بیان کریں۔ نیز

اسلامی ادب کے سرچشمے کون کون سے ہیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) قرآن مجید کے مقاصد اور مضامین پر قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) تشبیہ و تمثیل پر مشتمل کوئی تین احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۳x۵=۱۵)

(۲) شامی شاعری کی خصوصیات قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) اخطل کا ہجویہ شاعری میں مسلک بیان کریں نیز شیعہ مسلک کے شعراء کی شاعری اور اس کا نمونہ قلمبند کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) عمر بن ربیعہ کے حالات زندگی اور اسکی شاعری پر تبصرہ تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء سال 2017

چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب

﴿القسم الاوّل...... منطق﴾

سوال نمبر 1: ھذا القانون ھو المنطق والمیزان۔

(۱) ہذا القانون سے کون سا قانون مراد ہے؟ اسے منطق اور میزان کہنے کی وجہ لکھیں نیز اگر اس کا کوئی اور نام ہو تو مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(۲) مطلق موضوع علم کی تعریف کریں نیز علم منطق کا موضوع قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ھذا القانون سے ایسا قانون مراد ہے جو فکر میں غلطی واقع ہونے سے بچائے اور اس میں معلوم سے مجہول کو حاصل کرنے کے طریقے بیان ہوں۔

منطق و میزان کہنے کی وجہ: اس قانون کا نام منطق اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ قانون نطق ظاہری یعنی تکلم میں اثر کرتا ہے، کیونکہ اس کو جاننے والا تکلم پر جاہل کی بنسبت زیادہ قادر ہوتا ہے۔ اسی طرح نطق باطنی میں بھی قوت دیتا ہے۔

اس کو میزان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل کے لئے ترازو ہے کہ عقل اس کے ذریعے افکار صحیحہ کا وزن کرتی ہے اور افکار فاسدہ میں نقصان کو پہچانتی ہے۔

اس قانون کو علم آلی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ تمام علوم کے لئے آلہ ہے بالخصوص علوم حکمیہ کے لئے۔

(ب) مطلق موضوع کی تعریف: ہر علم کا موضوع وہ شئی ہوتی ہے جس کے عوارضات ذاتیہ

سے اس علم میں بحث کی جائے۔
منطق کا موضوع: معلومات تصوریہ وتصدیقیہ اس حیثیت سے کہ وہ مجہول تصوری وتصدیقی تک پہنچادیں۔

سوال نمبر 2: (ا) دلالت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں نیز بتائیں کہ دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی کے بغیر پائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ وجہ بھی لکھیں۔

(۲) اعلم انه قد ظن بعضهم ان الکلمة عند اهل المیزان هی ما یسمی فی علم النحو بالفعل ولیس هذا الظن بصواب۔

ظن مذکورہ کے درست نہ ہونے کی وجہ لکھیں نیز منطقیوں کے نزدیک کلمہ کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) دلالت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: لغوی معنیٰ ہے راہ دکھانا جبکہ اصطلاح میں ایک شئی کا دوسری کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی شئی کا علم آئے تو دوسری بھی سمجھی جائے۔

دلالت مطابقی، تضمنی و التزامی کے بغیر پائی جاسکتی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ لفظ ایسے معنیٰ کے لئے موضوع ہو جس کی نہ خبر ہو اور نہ کوئی لازم۔

(ب) مذکورہ ظن کے درست نہ ہونے کی وجہ: چونکہ فعل عام ہے کلمہ سے مثلاً اَضْـرِبُ وَ نَـضْـرِبُ۔ نحویوں کے نزدیک فعل ہیں لیکن منطقیوں کے نزدیک کلمہ نہیں ہیں کیونکہ کلمہ مفرد کی قسم ہے اور اَضْـرِبُ نَضْـرِبُ وغیرہ مفرد نہیں ہیں بلکہ مرکب ہیں کہ لفظ کی جزء معنیٰ کی جزء پر دلالت کر رہی ہے۔ ہمزہ متکلم پر اور ض، ر، ب معنیٰ حدثی پر۔

سوال نمبر 3: (ا) عکس نقیض، اصغر، شکل، تمثیل اور برہان کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

(۲) اشکال اربعہ کی وجہ ضبط مع امثلہ لکھیں نیز بتائیں کہ ان میں سے اشرف کون سی ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: عکس نقیض: قضیہ کی جزء اول کی نقیض کو جزء ثانی کی جگہ اور جزء ثانی کی نقیض کو جزء اول کی جگہ رکھ دینا اس طرح کہ ایجاب وسلب اور صدق باقی رہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ کا عکس نقیض کُلُّ لَا حَیَوَانَ لَا اِنْسَانَ آتا ہے۔

اصغر: نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ وَ کُلُّ حَیَوَانٍ حَسَّاسٌ نتیجہ کُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ آئے گا اس میں کُلُّ اِنْسَانٍ اصغر ہے۔

شکل: حد اوسط کو اصغر واکبر کے ساتھ ملانے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے، شکل کہلاتی ہے جیسے مذکورہ مثال۔

تمثیل: وہ حجت جس میں استدلال جزئی سے جزئی پر ہو جیسے اَلشَّجَرُ حَادِثٌ لِاَنَّهٗ جِسْمٌ فَلِهٰذَا

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:100

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... سیرت﴾

سوال نمبر 1: (ا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب تحریر کریں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی وفات کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) حلف الفضول میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت کا واقعہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (ا) تعمیر کعبہ کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر شدہ عمارت کعبہ کا طول وعرض قلمبند کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) دار الندوہ میں کفار اور شیخ نجد کی مشاورت کا واقعہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (ا) اذان کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ نیز یہود سے معاہدہ کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(۲) ہجرت کے پانچویں سال کے کوئی دو اہم واقعات مختصراً تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

﴿القسم الثانی...... تاریخ﴾

سوال نمبر 4: (ا) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی علم انساب میں مہارت، فن تعبیر میں کمال اور اصابت رائے مختصراً تحریر کریں؟ (۳x۵=۱۵)

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات میں نازل ہونے والی کوئی چار آیات مبارکہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (ا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوئی تین کرامات سپرد قلم کریں؟ (۳x۵=۱۵)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی پانچ اولیات اور کوئی پانچ ایجادات لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 6: (ا) حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خصوصیات اور حضرت علی رضی اللہ

عنہ کی قبر کے پوشیدہ ہونے کی وجہ لکھیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابوتراب" کی وجہ تسمیہ لکھیں نیز آپ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث مبارکہ کی تعداد لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

﴿پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

﴿القسم الاوّل...... سیرت﴾

سوال نمبر 1: (ا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب تحریر کریں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی وفات کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

(۲) حلف الفضول میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب: نسب مبارک: سیّدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ عنہم۔ عدنان حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں۔

والد گرامی کی وفات کا واقعہ: قول مشہور کے مطابق جب حمل کے دو مہینے پورے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ کے والد حضرت عبداللہ کو مدینہ میں کھجوریں لانے کے لئے بھیجا تو وہ وہاں جا کر ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ پھر وہیں دارنابغہ میں دفن کئے گئے۔

(ب) حلف الفضول میں شرکت: جب قریش حرب فجار سے واپس آئے تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا لیکن قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے عبدالدار، مخزوم وسہم وعدی بن کعب سے مدد مانگی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر فریاد کی جسے قریش مکہ سن رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریک پر بنو ہاشم، زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہو گئے اور مشورہ کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے۔ بعد ازاں انہوں نے اس کا مال واپس کرا دیا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول کہتے ہیں۔ اس معاہدہ قریش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے تھے اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا۔

سوال نمبر 2: (ا) تعمیر کعبہ کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر شدہ عمارت

کعبہ کا طول وعرض قلمبند کریں۔

(۲) دارالندوہ میں کفار اور شیخ نجد کی مشاورت کا واقعہ تحریر کریں۔

جواب: (الف) تعمیر کعبہ کا واقعہ: جواب: حل شدہ پرچہ 2014 میں ملاحظہ کریں۔

طول وعرض: ارتفاع......۹ گز (۱۶ ہاتھ) طول حجر اسود سے رکن شامی تک ۲۳ گز۔ عرض......رکن شامی سے رکن غربی تک ۲۲ گز۔ طول......(پچھواڑے کی طرف) رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ گز۔ عرض......رکن یمانی سے حجر اسود تک ۲۰ گز۔

(ب) مشاورت کا واقعہ: جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں، تو ڈر گئے کہ آپ بھی وہاں نہ چلے جائیں اور اپنے مددگاروں سے مل کر حملہ آور ہوں۔ اس لئے تمام قبائل قریش کے سردار دار الندوہ میں مشاورت کے لئے جمع ہو گئے ابلیس لعین کمبل اوڑھے شیخ پارسا کی صورت بنائے بھی حاضر ہوا۔ پوچھا تم کون؟ تو کہنے لگا کہ نجدیوں سے ایک شیخ ہوں مجھے پتہ چلا ہے جس مقصد کے لئے تم جمع ہوئے ہو۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ تمہاری بھی سنوں اور خود کی بھی سناؤں۔ مختلف آراء سننے کے بعد شیخ نجدی نے سب کی رائے کو رد کر دیا مگر جب ابو جہل نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک دلیر خاندانی جوان ہو ہر ایک کے ہاتھ تلوار ہو پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں اور کسی کو ہمارے ساتھ لڑنے کی جرأت بھی نہیں ہوگی۔ تو شیخ بولا کہ یہ رائے درست ہے۔ تمام نے اس رائے کو منظور کیا اور مجلس برخواست ہو گئی۔

سوال نمبر 3: (۱) اذان کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ نیز یہود سے معاہدہ کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

(۲) ہجرت کے پانچویں سال کے کوئی دو اہم واقعات مختصراً تحریر کریں؟

جواب: (الف) اذان کی ابتداء: جواب: حل شدہ پرچہ 2014 میں ملاحظہ کریں۔

معاہدہ کی تفصیل: مسلمان اور یہود مدینہ کے درمیان ایک معاہدہ تحریر میں لایا گیا جس کی شرائط کا خلاصہ حسب ذیل یہ ہے:

۱۔ خون بہا اور فدیہ کا سابقہ طریقہ قائم رہے گا۔

۲۔ ہر دو فریق کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

۳۔ ہر فریق ایک دوسرے کا خیر خواہ رہے گا۔

۴۔ اگر ایک فریق کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو دوسرا اس کی مدد کرے گا۔

۵۔ فریقین میں اختلاف کی صورت میں معاملہ خدا اور اس کے رسول پر چھوڑ دیا جائے گا۔

۶۔ کوئی فریق قریش اور ان کے معاونین کو امان نہ دے گا۔

۷۔ اگر کوئی دشمن یثرب پر حملہ آور ہو تو دونوں فریق اس کا مقابلہ کریں گے۔

۸-اگر ایک فریق کسی سے مصالحت کرے گا تو دوسرا بھی اس میں شامل ہوگا مگر مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہے۔

(ب) دو اہم واقعات: نمبر ۱-غزوہ دومۃ الجندل: یہ غزوہ ماہ ربیع الاول میں پیش آیا مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔ شعبان میں غزوہ بنی مصطلق پیش آیا، جس میں بنی مصطلق مغلوب ہوئے۔ قصہ اُفک بھی اسی غزوہ میں پیش آیا۔

نمبر ۲-غزوہ بنی قریظہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے تو نماز ظہر کے بعد بنو قریظہ سے جنگ کا حکم آیا۔ بنو قریظہ نقض عہد کر کے احزاب کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار افراد کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پچیس دن ان کو محاصرہ میں رکھا آخر کار انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کو حاکم منظور کر لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کئے جائیں جبکہ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا جائے اور ان کا مال، مال غنیمت سمجھا جائے۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے“ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے ہوا۔

﴿القسم الثانی...... تاریخ﴾

سوال نمبر 4: (۱) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی علم انساب میں مہارت، فن تعبیر میں کمال اور اصابت رائے مختصراً تحریر کریں؟

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات میں نازل ہونے والی کوئی چار آیات مبارکہ لکھیں؟

جواب: (الف) علم انساب میں مہارت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے۔ یہاں تک کہ جبیر بن مطعم جو علم انساب میں بہت ماہر تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سیکھا جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

فن تعبیر میں مہارت: آپ علم تعبیر میں بھی خوب ماہر تھے۔ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے معبر تھے۔

اصابت رائے: امام رازی اپنی کتاب فوائد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام میں عاقل، کامل اور صائب الرائے تھے۔ ابن عساکر وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1438ھ 2017ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: 100

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الفصاحة فی اللغة تنبئ عن البیان والظهور یقال افصح الصبی فی منطقه اذا بان وظهر کلامه۔

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) فصاحت کلمہ، فصاحت کلام اور فصاحت متکلم کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۳×۵=۱۵)

سوال نمبر 2: اما النهی فهو طلب الکف عن الفعل علی وجه الاستعلاء وله صیغة واحدة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت سے مصنف کی مراد مثال دے کر واضح کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) نہی کا صیغہ اپنے معنی اصلی کے علاوہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ صرف دو کی مثالیں سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 3: والایجاز وهو تادیة المعنی بعبارة ناقصة عنه مع وفائها بالغرض۔

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس کی مثال تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) دواعی ایجاز بیان کریں نیز ایجاز کی اقسام مثالیں دے کر واضح کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 4: ینقسم التشبیه باعتبار طرفیه الی اربعة اقسام۔

(۱) ترجمہ کریں اور مذکورہ اقسام اربعہ کے نام اور مثالیں سپرد قلم کریں؟ (۲+۸=۱۰)

(۲) اغراض تشبیہ میں سے کوئی پانچ مع امثلہ تحریر کریں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریفات مع امثلہ قلمبند کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) توریہ (۲) توجیہ (۳) ادماج (۴) جناس (۵) سجع (۶) تشریع (۷) ائتلاف (۸) تضمین

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت﴾

سوال نمبر1: اَلْفَصَاحَةُ فِی اللُّغَةِ تُنْبِئُ عَنِ الْبَیَانِ وَالظُّهُوْرِ یُقَالُ اَفْصَحَ الصَّبِیُّ فِیْ مَنْطِقِه اِذَا بَانَ وَظَهَرَ کَلَامُهٗ۔

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(۲) فصاحت کلمہ، فصاحت کلام اور فصاحت متکلم کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب (الف): نوٹ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

فصاحت لغت میں بیان اور ظہور سے خبر دیتی ہے، کہا جاتا ہے: ''بچہ اپنی بولی میں فصیح ہو گیا'' جب اس کی کلام ظاہر ہو جائے۔

(ب) فصاحت کلمہ: کلمہ کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس کی مخالفت سے خالی ہونا ہے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَجَلِّ۔

فصاحت کلام: کلام کا تنافر کلمات، صفت تالیف اور تعقید سے خالی ہونا کہ کلمات بھی فصیح ہوں جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ غُلَامَهٗ۔

فصاحت متکلم: ایسا ملکہ جس کے باعث متکلم اپنے مقصود کو فصیح کلام کے ساتھ تعبیر کرنے پر قادر ہو جائے۔ کلام جس طرح کا بھی ہو۔

سوال نمبر2: اما النهی فهو طلب الکف عن الفعل علی وجه الاستعلاء وله صیغة واحدة۔

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت سے مصنف کی مراد مثال دے کر واضح کریں؟

(۲) نہی کا صیغہ اپنے معنی اصلی کے علاوہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ صرف دو کی مثالیں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: بہرحال نہی تو وہ استعلاء (بلندی) کی بناء پر فعل سے رک جانے کا مطالبہ کرنا ہے اور اس کا ایک ہی صیغہ آتا ہے۔

صیغہ واحدۃ سے مراد: وہ مضارع کا صیغہ ہے جس پر لائے نہی داخل ہو جیسے لَاتَضْرِبْ۔

(ب) دوسرے معانی: نہی کا صیغہ اپنے اصلی معنیٰ کے علاوہ چار معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

۱-دعا ۲-التماس ۳-تمنی ۴-تہدید

مثالیں: دعا جیسے لاتشمت بی الاعداء

تہدید جیسے تیرا قول اپنے خادم کو "لاتطع امری"

سوال نمبر3: والایجاز وهو تادیة المعنی بعبارة ناقصة عنه مع وفائها بالغرض .

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس کی مثال تحریر کریں؟

(۲) دواعی ایجاز بیان کریں نیز ایجاز کی اقسام مثالیں دے کر واضح کریں؟

جواب: ترجمہ: ایجاز تو وہ کم عبارت کے ساتھ معنی کو ادا کرنا ہے لیکن اس عبارت کے ساتھ غرض بھی پوری ہو جائے جیسے قفانبك من ذكری حبیب ومنزل۔

(۲) دواعی ایجاز: حفظ کو آسان بنانا، فہم کو مراد کے قریب کرنا، مقام کا تنگ ہونا اور دوسروں سے معاملہ چھپانا جب بات کرنا گوارا نہ ہو۔

مثالیں: ☆ولکم فی القصاص حیاة ☆سورة ایام حزن الی العظم

☆ شکاری کا قول: "غزال" ☆ جاء (جبکہ قائل کی مراد زید ہو)

☆قال می کیف انت؟ قلت علیل .

سوال نمبر4: ینقسم التشبیه باعتبار طرفیه الی اربعة اقسام .

(۱) ترجمہ کریں اور مذکورہ اقسام اربعہ کے نام اور مثالیں سپرد قلم کریں؟

(۲) اغراض تشبیہ میں سے کوئی پانچ مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: طرفین کے اعتبار سے تشبیہ چار اقسام کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔

اقسام اربعہ: جواب حل شدہ پرچہ 2015 میں ملاحظہ کریں۔

(ب) اغراض تشبیہ: حل شدہ پرچہ 2014 میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ قلمبند کریں؟

(۱) توریہ (۲) توجیہ (۳) ادماج (۴) جناس (۵) سجع (۶) تشریع (۷) ائتلاف (۸) تضمین

جواب: توریہ، توجیہ، ادماج: تعریفیں حل شدہ پرچہ 2015 میں ملاحظہ کریں۔

جناس: دو لفظوں کا ایک دوسرے کے مشابہ ہونا محض نطق میں نہ کہ معنی میں جیسے فدارهم مادمت فی دارهم میں پہلے دار کا معنی ہے رواداری کرنا اور دوسرے کا معنی ہے گھر۔

سجع: حل شدہ پرچہ 2014 میں دیکھیں۔

تشریع: شعر کی دو قافیوں پر اس طرح بنا کرنا کہ اگر بعض حذف ہو جائے تو باقی شعر مفید رہے جیسے

یا ایها الملك الذي عم الوری مافی الکرام له نظیر ینظر

کو اگر اس طرح پڑھا جائے:

یا ایہا الملک الذی   ما فی الکرام لہ نظیر

تو معنی درست رہتا ہے۔

الائتلاف: غرابت میں عبارت کے الفاظ کا ایک ہی وادی سے ہونا جیسے تاللہ تفتأ تذکر یوسف۔ اس مثال میں حروف قسم سے تاء لائی گئی ہے جو غریب ہے تو افعال ناقصہ سے تفتأ کو لایا گیا جو غریب ہے۔

تضمین: ایک شعر میں دوسرے (شاعر کے) شعر کا کچھ حصہ داخل کر دینا اور ساتھ ہی اس پر تنبیہ بھی کر دینا۔

اذا ضاق صدری وخفت الحداء   تمثلت بیتا بحالی یلیق

اس میں دوسرا مصرع غیر کے شعر کا ہے اور شاعر نے تمثلت کہہ کر اس پر تنبیہ بھی کر دی ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے - سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاول...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کی آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۝

(۲) یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝

(۳) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۝

(۴) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝

(۵) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۝

(۶) قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝

(۷) وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۝

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کوئی دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) علی اعنکم، (۲) ادبارهم، (۳) اللواب، (۴) میثاق، (۵) اولو الارحام،

(٦)فخلوا سبیلھم، (٧)عشیرتکم، (٨)یصدون، (٩)القعدین، (١٠)یحلفون باللہ، (١١)طائفۃ، (١٢)واغلظ علیھم، (١٣)علام الغیوب

القسم الثانی...... حدیث شریف

سوال نمبر 3: درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کسی دو کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟ (٦+٤=١٠) ١٠x٢=٢٠

(١)عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلاۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقھہ فأطیلوا الصلاۃ واقصروا الخطبۃ۔

(٢)عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعاقط ضاحکا حتی تری منہ لھواتہ انما کان یتبسم۔

(٣)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قعد مقعدا لم یذکر اللہ تعالیٰ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ ومن اضطجع مضجعا لایذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی دو احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (٥+٥=١٠) ١٠x٢=٢٠

(١)عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبداللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل۔

(٢)عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل احدکم فلیذکر اسم اللہ تعالیٰ فان نسی ان یذکر اسم اللہ تعالیٰ فی اولہ فلیقل بسم اللہ اولہ واخرہ۔

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور حدیث میں مذکور غلام کا نام تحریر کریں؟ ٥+٥=١٠

(١)عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتی بشراب فشرب منہ وعن یمینہ غلام وعن یسارہ أشیاخ فقال للغلام اتأذن لی أن أعطی ھؤلاء؟ فقال الغلام لا واللہ لاأوثر بنصیبی منک احدا فتلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یدہ۔

خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

حصہ اول...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(۲) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

(۳) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(۴) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(۵) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

(۶) قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔــلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

(۷) وَقُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

جواب: ترجمہ آیات مبارکہ:

(۱) اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب یاد کرو کامیاب ہو جاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی۔ تم صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(۲) جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، اب چکھو مزہ اس کے جمع کرنے کا

(۳) اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے، وہ انہیں کافی ہوگا۔ اللہ کی ان پر لعنت اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

(۴) اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

(۵) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں۔

(۶) اللہ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں، بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں، تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں، میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

(۷) اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) فی اعینکم، (۲) ادبارھم، (۳) الدوآب، (۴) میثاق، (۵) اولو الارحام، (۶) فخلوا سبیلھم، (۷) عشیرتکم، (۸) یصدون، (۹) القٰعدین، (۱۰) یحلفون باللہ، (۱۱) طائفۃ، (۱۲) واغلظ علیھم، (۱۳) علام الغیوب

جواب: الفاظ قرآنیہ کے معانی:

(۱) تمہارے سامنے، (۲) ان کے پس پشت، (۳) چار پائے، (۴) پختہ وعدہ، (۵) اقارب رشتہ دار، (۶) پس تم انہیں چھوڑ دو، (۷) تمہارا قبیلہ، (۸) وہ روکتے ہیں، (۹) بیٹھنے والے، (۱۰) وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں، (۱۱) گروہ، جماعت، (۱۲) آپ ان پر سختی کریں، (۱۳) امور غیب کو جاننے والا۔

حصہ دوم: ..... حدیث شریف

سوال نمبر 3: درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

(۱) عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلاۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقھہ فاطیلوا الصلاۃ واقصروا الخطبۃ۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعاقط ضاحکا حتی تری منہ لھواتہ انما کان یتبسم۔

(۳) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من

قعد مقعدا لم یذکر اللہ تعالٰی فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ ومن اضطجع مضجعا لایذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ .

جواب: ترجمہ احادیث مبارکہ:

(۱) جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا ظاہر ہوا ہو، آپ تو صرف تبسم فرماتے تھے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی نشست میں بیٹھا اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو اللہ کی طرف سے اس کے لیے ندامت ہوگی اور جو شخص بستر پر سونے کے لیے لیٹا تو اس نے اس پر اللہ کو یاد نہ کیا تو اللہ کی طرف سے اس کے لیے افسوس ہوگا۔

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

۱-لھواتہ: اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کا کوا ہے یعنی آپ آواز سے ہنستے نہیں تھے کہ کوا نمایاں ہو جائے۔

۲-ترۃ: اس سے مراد ہے: ندامت، افسوس، حسرت، نقصان۔

سوال نمبر 4: درج ذیل احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنْ عُبَیْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللہِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ .

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَذْکُرِ اسْمَ اللہِ تَعَالٰی فَاِنْ نَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اسْمَ اللہِ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ .

جواب: احادیث مبارکہ پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر احادیث پر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

(۱) حضرت عبید اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو اس شخص کی مثل مت ہو جا جو تہجد گزار تھا، پھر اس نے نماز تہجد ترک کر دی۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے پس چاہیے کہ وہ بسم اللہ پڑھ لے، جو کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو (یاد آنے پر) وہ یوں پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (یعنی شروع میں اللہ کے نام کی برکت سے)

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور حدیث میں مذکور غلام کا نام تحریر کریں؟

(ا) عن سهل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم أتی بشراب فشرب منه وعن یمینه غلام وعن یساره أشیاخ فقال للغلام اتأذن لی أن أعطی هؤلاء؟ فقال الغلام لا والله لاأوثر بنصیبی منك احدا فتله رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یده .

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا جس سے آپ نے نوش فرمایا، آپ کی دائیں جانب ایک غلام (بچہ) تھا جبکہ بائیں طرف عمر رسیدہ لوگ تھے، آپ نے بچے سے اجازت طلب کی کہ عمر رسیدہ لوگوں کو پہلے پانی دیا جائے؟ اس نے عرض کیا: قسم بخدا! میں آپ کے جھوٹے سے اپنا حصہ کسی کو نہیں دے سکتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس کی طرف دراز کیا اور اسے پانی عنایت کر دیا۔

حدیث میں مذکور غلام کا نام:

حدیث مذکور میں ایک غلام (لڑکے) کا تذکرہ ہوا ہے، جس نے عقیدت ومحبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا پانی کسی کو دینے سے انکار کر دیا تھا، اس کا اسم گرامی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھا۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے - سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... فقہ

سوال نمبر1: ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع فی قفیز واحد وبطل فی الباقی الا ان یسمی جملة قفزانها . ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم......

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) عبارت میں موجود کسی مسئلہ میں اختلاف آئمہ ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں؟ ۱۰

سوال نمبر2: الربوا محرم فی کل مکیل او موزون اذا بیع بجنسه متفاضلا فالعلة فیه الکیل مع الجنس اوالوزن مع الجنس فاذا بیع المکیل بجنسه او الموزون بجنسه مثلا بمثل جاز البیع وان تفاضلالم یجز

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) بیع اللحم بالحیوان، بیع الزیتون بالزیت مذکورہ بیوع کا حکم بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر3: النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بهما عن الماضی او یعبر بهما عن الماضی والأخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتك ولاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح کے گواہوں میں پائی جانے والی شرائط سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) نکاح شغار کی وضاحت کرنے کے بعد اس کا حکم تحریر کریں؟ ۶+۴=۱۰

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر4: فصل فی الخاص والعام فالخاص لفظ وضع لمعنی معلوم او لمسمی

معلوم على الانفراد كقولنا في تخصيص الفرد زيد وفي تخصيص النوع رجل وفي تخصيص الجنس انسان

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خاص و عام کو ایک فصل میں جمع کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) خاص کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر5: ثم اذا ترجع بعض وجوه المشترك بغالب الرأى يصير مؤولا وحكم المؤول وجوب العمل به مع احتمال الخطاء

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مشترک و مؤول میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) احکام شرعیہ میں مؤول کی مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر6: فصل فيما يترك به حقائق الالفاظ ومايترك به حقيقة اللفظ خمسة انواع

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد مذکورہ انواع خمسہ کی فقط نشاندہی کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) انواع خمسہ میں سے کسی دو کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع فى قفيز واحد وبطل فى الباقى الا ان يسمى جملة قفزانها ۔ ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم......

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟

(ب) عبارت میں موجود کسی مسئلہ میں اختلاف آئمہ ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور جس شخص نے کھانے (غلہ) کا ڈھیر فروخت کیا کہ ہر بوری ایک درہم کے عوض ہے تو ایک بوری کی بیع درست ہوگی اور باقی میں باطل (ناجائز) ہوگی مگر یہ کہ تمام بوریوں کا نام لیا گیا ہو۔ اور جس نے بکریوں کا ریوڑ فروخت کیا کہ ہر بکری ایک ایک درہم کے عوض (تو تمام بکریوں کی بیع فاسد ہوگی)

بیع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ بیع کا لغوی معنیٰ ہے: فروخت کرنا۔ اس کا اصطلاحی وشرعی معنیٰ ہے: دو چیزوں میں دو شخصوں کا باہمی رضامندی سے ایک ہی مجلس میں تبادلہ کرنا خواہ چیز کے بدلے چیز ہو یا چیز کے عوض رقم ہو بشرطیکہ ایجاب وقبول کے لیے ماضی کے صیغے استعمال کیے گئے ہوں۔

(ب) عبارت میں اختلافی مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ:

عبارت مذکورہ میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں: (۱) طعام کے ڈھیر کا جس کی ہر بوری ایک درہم کی ہو جبکہ بیع کے وقت تمام بوریوں کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ (۲) بکریوں کا ریوڑ اس طرح فروخت کرنا کہ ہر بکری ایک بکری ایک درہم کے عوض ہوگی۔ پہلے مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف وہی ہے جو متن میں بیان ہوا ہے کہ بیع کے وقت تمام بوریوں کا نام نہ لیا تو ایک بوری کی بیع درست ہوگی اور باقی کی باطل ہوگی، ہاں تمام بوریوں کا نام لینے کی صورت میں سب بوریوں کی بیع درست ہوگی۔ حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بیع کے وقت خواہ تمام بوریوں کا ذکر کیا یا نہیں دونوں صورتوں میں بیع درست ہوگی۔

سوال نمبر 2: الربوا محرم فى كل مكيل او موزون اذا بيع بجنسه متفاضلا فالعلة

فیہ الکیل مع الجنس اوالوزن مع الجنس فاذا بیع المکیل بجنسہ او الموزون بجنسہ مثلا بمثل جاز البیع وان تفاضلالم یجز

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

(ب) بیع اللحم بالحیوان، بیع الزیتون بالزیت مذکورہ بیوع کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: ہر مکیلی یا موزونی چیز میں سود (اضافہ) حرام ہے جب اس کو جنس متفاضل کے ساتھ فروخت کی جائے۔ اس میں علت کیل مع جنس یا وزن مع جنس ہے۔ پس جب مکیلی چیز اپنی جنس کے ساتھ موزونی اپنی جنس کے ساتھ برابر فروخت کی جائے تو بیع جائز ہے اور زیادتی (اضافہ) کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

خط کشیدہ عبارت ذکر کرنے کی وجہ:

خط کشیدہ الفاظ میں ممانعت کی وجہ بیان کرنا مقصود ہے یعنی بیع کے وقت جنس کا جنس کے ساتھ اضافہ کے حرام ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ چیز مکیلی یا موزونی ہو ورنہ اضافہ حرام نہیں ہوگا۔

(ب) بیع اللحم بالحیوان کا مسئلہ اور اس کا حکم:

گوشت کو جانور کے عوض فروخت کرنے کے مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے جبکہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ ناجائز ہے مگر گوشت زیادہ ہو اس گوشت سے جو جانور میں موجود ہے، تو گوشت مثل گوشت کے بدلے اور جو زیادت ہے وہ جانور کے بے کار اعضاء کے بدلے ہو جائے گی۔

بیع الزیتون بالزیت کے مسئلہ کی وضاحت:

جب زیتون کے دانوں کو زیتون کے روغن کے بدلے فروخت کرے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟ یہ بیع جائز نہیں مگر یہ کہ زیتون کا تیل زیادہ ہو اس سے جو زیتون میں ہے تو کر تیل کے بدلے تیل اور زیادتی بھوسی (کھل) کے عوض ہو۔

سوال نمبر3: النکاح ینعقد بالایجاب و القبول بلفظین یعبر بھما عن الماضی او یعبر بھما عن الماضی والاٰخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتك ولاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح کے گواہوں میں پائی جانے والی شرائط سپرد قلم کریں؟

(ب) نکاح شغار کی وضاحت کرنے کے بعد اس کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: ایجاب وقبول کے دونوں الفاظ کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے

جبکہ دونوں الفاظ ماضی کے ہوں یا ایک ماضی کا اور دوسرا مستقبل کا ہو مثال کے طور پر مرد کہے مجھ سے نکاح کردو، تو اسے کہا جائے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا۔ مسلمانوں کا نکاح دو گواہوں کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔

نکاح کے گواہوں کی شرائط:

نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ایسے دو گواہوں کا موجود ہونا جو کہ آزاد، بالغ، عاقل، مسلمان دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا انہی صفات پر ہونا۔ ضروری ہے گواہوں کا ایجاب وقبول کو سن لینا، لہٰذا پس نکاح منعقد نہیں ہوگا دو بہروں یا دو سوئے ہوئے آدمیوں کی موجودگی میں، اور دو نابینوں سننے والوں کی موجودگی میں منعقد ہو جائے گا۔

(ب) نکاح شغار اور اس کا حکم:

جب کوئی اپنی بیٹی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا ہے کہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی یا ہمشیرہ کا نکاح اس سے کر دے گا اور دونوں کا عقد برابر ہو جائے گا، یہ نکاح شغار ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور دونوں کے ذمہ مہر مثل واجب ہوگا۔

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4: فصل فی الخاص والعام فالخاص لفظ وضع لمعنی معلوم او لمسمی معلوم علی الانفراد کقولنا فی تخصیص الفرد زید وفی تخصیص النوع رجل وفی تخصیص الجنس انسان

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز خاص وعام کو ایک فصل میں جمع کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

(ب) خاص کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: یہ فصل خاص اور عام کے بیان میں ہے۔ پس خاص وہ لفظ ہے جو معنیٰ معلوم یا ذات معلوم کے لیے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو، تخصیص فرد جیسے زید، تخصیص نوع جیسے رجل اور تخصیص جنس جیسے انسان۔

خاص وعام کو ایک فصل میں جمع کرنے کی وجہ:

خاص اور عام کی بحث کو ایک فصل میں لانے کی کئی وجوہات ہیں:

۱- دونوں کا حکم قطعی ہے اور ان کے حکم پر عمل واجب ہوتا ہے۔

۲- خاص اور عام دونوں معنیٰ واحد دلالت کرنے میں شریک ہیں۔ تاہم دونوں میں فرق اتنا ہے کہ خاص افراد سے قطع نظر ہو کر دلالت کرتا ہے اور عام افراد کی شمولیت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔

(ب) خاص کی تعریف میں قیود کے فوائد:

لفظ کہنے سے موضوع اور مہمل دونوں داخل ہو گئے تھے تو وضع کی قید سے مہمل خارج ہو گیا۔ معلوم سے مراد اگر معلوم المراد ہو تو مشترک نکل گیا، کیونکہ اس کی مراد معلوم اور متعین نہیں ہوتی بلکہ مشترک اپنے ہر معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے۔ علی الانفراد کی قید سے عام نکل گیا، کیونکہ وہ افراد سے قطع نظر ہو کر دلالت نہیں کرتا بلکہ افراد کو شامل ہو کر دلالت کرتا ہے۔ اگر معلوم سے مراد معلوم البیان ہو تو اب مشترک معلوم کی قید سے خاص کی تعریف سے خارج نہ ہوگا، کیونکہ مشترک بھی معلوم البیان ہوتا ہے یعنی لفظ سے اس کا معنیٰ ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا اب مشترک علی الانفراد کی قید سے خارج ہو جائے گا یعنی مشترک اور عام دونوں، کیونکہ علی الانفراد کا اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ خاص جس معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو، وہ معنیٰ افراد سے بھی منفرد ہو۔

سوال نمبر 5: ثم اذا ترجع بعض وجوه المشترك بغالب الرای یصیر مؤولا وحکم المؤول وجوب العمل به مع احتمال الخطاء

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مشترک ومؤول میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) احکام شرعیہ میں مؤول کی مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: پھر جب مشترک کی بعض وجود یعنی مشترک کے معانی میں سے کوئی ایک معنیٰ غالب رائے سے راجح ہو جائے تو وہ مشترک مؤول ہو جاتا ہے اور مؤول کا حکم احتمال خطاء کے ساتھ اس پر عمل واجب ہوتا۔

مشترک اور مؤول کی تعریف:

۱- مشترک: وہ لفظ ہے جو دو مختلف معانی کے لیے یا چند مختلفۃ الحقائق معانی کے لیے وضع کیا گیا ہو مثلاً جاریۃ، یہ لفظ کنیز اور کشتی دونوں کو شامل ہے۔

۲- مؤول: پھر جب مشترک کے بعض وجود یعنی مشترک کے معانی میں سے کوئی معنیٰ غالب رائے سے راجح ہو جائے تو وہ مشترک مؤول ہو جاتا ہے۔ مؤول کا حکم احتمال خطاء کے ساتھ اس پر عمل کا واجب ہونا ہے۔

(ب) مؤول کی مثال:

احکام شرع کے اندر مؤول کی مثال یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے بیع کے اندر ثمن کو مطلق رکھا بایں طور کہ ثمن کی مقدار کو تو متعین کر دیا مگر اس کی صفت کو بیان نہیں کیا، مثلاً یہ کہا اشتریت ھذا الشیء بخمسة دراھم تو دراہم بایں طور مشترک لفظ ہے کہ وہ درہم بارہ آنے کا ہے یا سولہ آنے کا یا اس سے

زائد کا اور شہر میں مختلف مالیت کے سکے چلتے ہیں تو ثمن میں وہ سکہ دیا جائے گا جس کا رواج زیادہ رواج والے سکے کا تعین بطریق تاویل ہے کیونکہ بیع میں یہاں ثمن کو مطلق رکھا ہے کسی صفت کی وضاحت نہیں کی، اور قاعدہ ہے: المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل اور ثمن کا کامل فرد وہی سکہ ہے جس کا رواج اور چلن زیادہ ہے نیز مطلق متعارف پر محمول ہوتا ہے اور متعارف سکہ وہی ہے جس کا رواج زیادہ ہے اور اگر شہر کے اندر ایسے سکے رائج ہوں جن کی مالیت تو مختلف ہو مگر رواج سب کا برابر ہو تو اب بیع فاسد ہو جائے گی۔

سوال نمبر 6: فصل فیما یترک بہ حقائق الالفاظ ومایترک بہ حقیقۃ اللفظ خمسۃ انواع

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد مذکورہ انواع خمسہ کی فقط نشاندہی کریں؟

(ب) انواع خمسہ میں سے کسی دو کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: یہ فصل اس چیز کے بیان میں واقع ہے کہ جس کی وجہ سے الفاظ کے حقیقی معانی کو ترک کر دیا جاتا ہے اور وہ چیز کہ جس کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنیٰ کو ترک کر دیا جاتا ہے، پانچ اقسام ہیں۔

انواع خمسہ:

کسی لفظ کے حقیقی معنیٰ ترک کرنے کی پانچ اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) دلالت عرف، (۲) حقیقت قاصرہ، (۳) سیاق کلام، (۴) متکلم کی طرف سے پائی جانے والی دلالت، (۵) محل کلام۔

(ب) انواع خمسہ میں سے دو کی مثال سے وضاحت:

۱- دلالت عرفی کی مثال

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں سری نہیں خریدوں گا تو اس سے وہ سری مراد ہوگی جو عرف میں متعارف ومشہور ہے یعنی جو ہوٹلوں میں پکائی اور بیچی جاتی ہو مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ کی سری۔ لہٰذا چڑیا اور کبوتری کی سری خریدنے سے وہ حانث نہ ہوگا۔ غور فرمائیے اگرچہ لفظ سری عام ہے جو گائے بکری کی طرح چڑیا اور کبوتری کی سری کو بھی شامل ہے مگر چونکہ چڑیا اور کبوتری کی سری کے لیے لفظ کا استعمال متعارف نہیں ہے اس لیے اس کے خریدنے سے حالف حانث نہ ہوگا، دیکھیے اس مثال کے اندر دلالت عُرف کی وجہ سے حقیقت کے بعض افراد مراد لے کر عام کو بعض افراد کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے اور اس کا نام حقیقت قاصرہ ہے۔

۲-سیاق کلام کی مثال:

اگر کوئی شخص کسی کو وکیل بنائے کہ میرے لیے ایک باندی خرید کر لاؤ تا کہ میں اس سے وطی کروں پس وکیل نے اس کی رضاعی بہن خرید لی تو چونکہ اس سے وطی کرنا موکل کے لیے حلال نہیں ہے اس لیے اس باندی کو موکل نہیں رکھے گا، کیونکہ موکل کا وطی کی قید کو ظاہر کرنا قرینہ لفظیہ ہے کہ باندی کے حقیقی معنی مراد نہیں ہے یعنی مطلق باندی کہ جو ہر طرح کی باندی کو شامل ہے بلکہ ایسی باندی مراد ہے جس کے ساتھ موکل کے لیے وطی حلال ہو، یہاں بھی حقیقت کو ترک کر کے حقیقت قاصرہ مراد ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الکلمة لفظ وضع لمعنی مفرد

(الف) مصنف نے اپنی کتاب میں تحمید کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ کوئی تین جواب تحریر کریں؟

۳x۵=۱۵

(ب) "الکلمة" کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ بیان کریں؟ ۱۵

(ج) لفظ کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں نیز لفظ حقیقی اور لفظ حکمی کی وضاحت کریں؟ ۴+۶=۱۰

سوال نمبر 2: غیر المنصرف مافیه علتان من تسع او واحدة منها تقوم مقامهما...... ویجوز صرفه للضرورة او للتناسب

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) وہ کون کونسے اسباب ہیں جن میں علمیت شرط ہے؟ نیز قدم، نوح، یعمل کے غیر منصرف نہ ہونے کا سبب تحریر کریں؟ ۶+۹=۱۵

سوال نمبر 3: والخبر هو المجرد المسند به المغائر للصفة المذکورة واصل المبتدأ التقدیم ومن ثم جاز فی داره زید وامتنع صاحبها فی الدار

(الف) عبارت کا مفہوم بیان کریں اور ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مبتدا کو خبر پر اور خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

۸+۷=۱۵

سوال نمبر 4: ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر وهو کل اسم بعده فعل او شبهه مشتغل عنه بضمیره او متعلقه لوسلط علیه هو او مناسبه لنصبه مثل زیدا ضربته وزیدا مررت به وزیدا ضربت غلامه

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر پر رفع کے مختار

ہونے کی صورتیں مع امثلہ قلمبند کریں؟ ۵+۹=۱۴

(ب) درج ذیل میں سے کسی دو جملوں کی ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟ ۸+۸=۱۶

- (i) وشرطه ان لايكون مضافا ولا مستفانا ولا جملة

(ii) انا كل شيء خلقنه بقدر

(iii) الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد

(الف) مصنف نے اپنی کتاب میں تحمید کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ کوئی تین جواب تحریر کریں؟

(ب) "الكلمة" کے الف لام میں کتنے اور کون کونسے احتمالات ہیں؟ بیان کریں۔

(ج) لفظ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں نیز لفظ حقیقی اور لفظ حکمی کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تحمید سے اعراض کرنے کی وجوہات:

(۱) کسر نفسی کی بنا پر کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے خیال کیا کہ میری یہ کتاب اسلاف کی تصانیف کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

(۲) تحمید کی فضیلت میں عمومیت ہے کہ وہ لکھی جائے یا زبانی پڑھ لی جائے، ممکن ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھی نہیں ہے مگر انہوں نے زبانی پڑھ لی ہو۔

(۳) تحمید سے اعراض کرنا قرآن کریم سے متصادم نہیں ہے، کیونکہ خواہ ترتیب میں سورہ فاتحہ ابتداء میں ہے لیکن نزول قرآن کے اعتبار سے ابتداء میں نہیں، اس لیے کہ پہلی وحی بایں الفاظ نازل ہوتی تھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ تو یہاں تحمید نہیں ہے۔

(ب) "الكلمة" کے الف لام میں احتمالات:

لفظ "الكلمة" کے الف لام میں چار احتمالات ہو سکتے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- الف لام جنسی: وہ ہوتا ہے جس کے مدخول کی ماہیت وجنس مراد لی جائے اور اس کے آخر میں تاء نوعیت کی ہے نہ کہ وحدت کی تو یہاں جنس کلمہ مراد ہے۔

۲- الف لام عہد خارجی: وہ ہوتا ہے جس کے مدخول کے بعض افراد مراد ہوتے ہیں جو معین ہوتے

ہیں، تو یہاں بھی کلمہ کے بعض افراد ہیں جو معین ومخصوص ہیں۔

۳-الف لام عہد ذہنی: وہ ہے جس کے دخول کے بعض افراد لیے جاتے ہیں جو معین نہیں ہوتے، تو اس طرح یہاں کلمہ کے بعض افراد مراد ہیں جو معین ومشخص نہیں ہیں۔

۴-الف لام استغراقی: وہ ہے جس کے دخول کے تمام افراد مراد ہوتے ہیں تو یہاں بھی کلمہ کے تمام افراد مراد ہوں۔

(ج) لفظ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ اور لفظ حقیقی وحکمی کی وضاحت:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: غیر المنصرف ما فیه علتان من تسع او واحدة منها تقوم مقامهما...... ویجوز صرفه للضرورة او للتناسب

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) وہ کون کونسے اسباب ہیں جن میں علمیت شرط ہے؟ نیز قدم، نوح، یعمل کے غیر منصرف نہ ہونے کا سبب تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: عبارت پر اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

غیر منصرف الفاظ کو ضرورت شعری اور اشعار میں رعایت وزن قافیہ کی بناء پر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ضرورت کے سبب ممنوعات جائز ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب غیر منصرف کو منصرف کی طرف مضاف کیا جائے یا اس پر الف لام داخل کر دیا جائے، تو وہ منصرف ہو جاتا ہے۔

(ب) وہ اسباب غیر منصرف جن میں علمیت شرط ہے:

وہ اسباب جن میں علمیت شرط ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تانیث، (۲) معرفہ، (۳) عجمہ، (۴) ترکیب، (۵) الف نون زائدتان

قدم، نوح اور یعمل کے غیر منصرف نہ ہونے کی وجہ:

۱-قدم: زیادت علی الثلاثۃ کی شرط مفقود ہونے کی وجہ سے۔

۲-نوح: ثلاثی اور ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے۔

۳-یعمل: قابل التاء ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

سوال نمبر 3: والخبر هو المجرد المسند به المغائر للصفة المذكورة واصل المبتدأ التقديم ومن ثم جاز فى داره زيد وامتنع صاحبها فى الدار

(الف) عبارت کا مفہوم بیان کریں اور ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟

(ب) مبتدا کو خبر پر اور خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت کا مفہوم:

اس عبارت میں دو نحوی مسائل بیان کیے گئے ہیں:

۱- تعریف خبر: خبر وہ اسم مرفوع ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند بہ ہو جبکہ ماقبل (مبتداء) کی صفت بھی واقع نہ ہو جیسے زید قائم میں قائم ہے۔

۲- جملہ اسمیہ میں مبتداء مقدم اور خبر مؤخر ہوتی ہے جیسے زید قائم۔ تاہم خبر صدارت کلام کو چاہے تو خبر کو مقدم کرنا اور مبتداء کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا یہ جائز ہے: فی دارہ زید جبکہ یوں کہنا منع ہے: صاحبها فی الدار۔

جملوں کی ترکیب نحوی:

و حرف عاطفہ مبنی بر فتح مبنیات اصلیہ سے الخبر مرفوع لفظاً مبتداء، هو مرفوع محلاً مبتداء المجرد موصوف المسند به صفت۔ اول المغائر صیغہ واحد مذکر اسم فاعل هو ضمیر فاعل ش للصفة لام حرف جار الصفت مجرور موصوف المذکورة صفت موصوف باصفت مجرور ہوا جار کا، جار مجرور متعلق ہوا شبہ فعل المغائر کے، المغائر اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر ہوئی مبتداء، مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر پھر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و عاطفہ اصل مضاف المبتداء مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مبتداء التقدیم مرفوع لفظاً خبر، مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ جاز فعل فی دارہ خبر مقدم زید مبتداء مؤخر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مرفوع محلاً ہو کر فاعل، فعل با فاعل جمع فعلیہ خبریہ ہوا۔

و عاطفہ یا مستانفہ امتنع صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف صاحبها فی الدار فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ب) مبتداء کو خبر پر اور خبر کو مبتداء پر مقدم کرنے کے مقامات:

۱- چار مقامات پر مبتداء کو خبر پر مقدم کرنا واجب:

(i) مبتداء ایسے لفظ پر مشتمل ہو جو صدارت کلام کا تقاضا کرے جیسے مَنْ اَبُوْكَ؟

(ii) مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور تعریف میں دونوں مساوی ہوں جیسے آدم ابونا، زید المنطلق۔

(iii) مبتداء اور خبر دونوں تخصیص میں مساوی ہوں جیسے الفضل منی الفضل منك

(iv) مبتداء کی خبر فعل ہو جیسے زید قام۔

(۲) چار مقامات میں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے:

(i) خبر ایسے لفظ پر مشتمل ہو جو صدارت کلام کو چاہے جیسے این زید۔

(ii) خبر مبتداء کے لیے مصحح ہو جیسے فی الدار رجل۔

(iii) خبر کے متعلق میں ضمیر ہو جو مبتداء کی طرف راجع ہو جیسے علی التمرة مثلها زبدًا۔

(iv) اَنَّ اپنے اسم سے مل کر مبتداء واقع ہو رہا تو خبر کی تقدیم واجب ہے جیسے عندی انك قائم۔

سوال نمبر4: ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر وهو کل اسم بعده فعل او شبهه مشتغل عنه بضمیره او متعلقه لوسلط علیه هو او مناسبه لنصبه مثل زیدا ضربته وزیدا مررت به وزیدا ضربت غلامه

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر پر رفع کے مختار ہونے کی صورتیں مع امثلہ قلمبند کریں؟

(ب) درج ذیل جملوں کی ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟

(i) وَشَرْطُهٗ اَنْ لَّا یَکُوْنَ مُضَافًا وَّلَا مُسْتَغَاثًا وَّلَا جُمْلَةً

(ii) اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ

(iii) اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں۔

"ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر" پر رفع مختار ہونے کی صورتیں:

یہ تیسرا مقام ہے جہاں مفعول بہ کے عامل ناصب کو قیاسی طور پر حذف کرنا واجب ہے یعنی وہ اسم جس کا عامل پوشیدہ ہو تفسیر کی شرط پر اور ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس کی ضمیر یا متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہو بایں طور پر کہ اس فعل یا شبہ فعل کو اس اسم پر مسلط کیا جائے یا اس فعل یا شبہ فعل کے مناسب مترادف کو یا اس فعل یا شبہ فعل کے مناسب لازم کو مسلط کر دیا جائے تو وہ اس اسم کو نصب دے۔ پہلی صورت کی مثال "زید اضربته" اور اسی "ضربت" کو بعینہ مسلط کیا جائے تو نصب دے گا اور "زید امررت به" اس مثال میں فعل ضمیر میں مشغولیت کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہے۔ لیکن مررت کو مسلط کیا جائے تو نصب نہیں دے سکتا البتہ اس کے مناسب مترادف "جاوزت" کو مسلط کیا جائے تو نصب دے گا تو لہٰذا "جاوزت زیدا" کہنا درست ہے۔ اور "زیدا ضربت غلامه" اس مثال میں فعل اس کے متعلق میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس اسم سے

اعراض کر رہا ہے اگر اس "ضربت" کو مسلط کیا جائے تو نصب دے سکتا ہے لیکن خلاف مقصود ہے، کیونکہ مار زید پر واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کے غلام پر واقع ہوئی ہے لیکن اس کے لازم مناسب کو مسلط کیا جائے تو نصب دے گا جیسے "اهنت زيدا" اور "زيدا جنست عليه" اس مثال میں فعل ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے اور اب اگر اس کے لازم مناسب کو مسلط کیا جائے تو وہ اس اسم کو ضرور نصب دے گا جیسے "لابست زيدا"

(ب) جملوں کی ترکیب نحوی:

(i) و عاطفہ مبنی بر فتح مبہمات اصلیہ سے شرطه مضاف با مضاف الیہ مبتداء اَنْ حرف ناصبہ مبنی علی السکون لایکون فعل ناقصہ رافع اسم ناصب خبر، هو ضمیر مستتر مرفوع محلا اسم مضافاً و لا مستغاثاً و لا جملةً سب معطوف اور معطوف علیہ مل کر خبر، لایکون فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر مرفوع محلا ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(ii) انا ان حرف مشبہ بفعل ناصب اسم ورافع خبر، نا ضمیر برائے جمع متکلم اسم کل شیء مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ مقدم خلقنه فعل، فاعل اور ہ ضمیر مرفوع لفظاً منصوب محلا مفعول بہ بقدر جار با مجرور متعلق ہوا خلقنا کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر مرفوع محلا ہو کر خبر ہوئی اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(iii) الزانية و الزانی معطوف اور معطوف علیہ مبتداء فاجلدوا فاء تفصیلیہ، اجلدوا صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف فعل با فاعل کل واحد مضاف با مضاف الیہ مفعول اول منهما جار با مجرور متعلق ہوا ظرف لغو اجلدوا کے مائة جلدة مضاف با مضاف الیہ یا تمیز ممیز مفعول ثانی اجلدوا فعل اپنے فاعل، دونوں مفعولوں اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلا خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے- سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... منطق

سوال نمبر 1: فهذه عدة فصول فی علم المیزان لابد من حفظها وضبطها لمن اراد ان یتذکر من اولی الاذهان وعلی الله التوکل وهو المستعان مقدمة اعلم ان العلم یطلق علی معان

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، علم منطق کو علم میزان کہنے کی وجہ لکھیں نیز "هــــذه" کا مشارالیہ متعین کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) علم کا اطلاق کتنے اور کون کونسے معانی پر ہوتا ہے؟ مرقات کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر 2: واذا علمت ما ذکرنا ان النظریات مطلقا تصورا کان او تصدیقیا مفتقرة الی نظر وفکر

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نظر کا اصطلاحی معنی لکھیں نیز منطق کی ضرورت پر نوٹ لکھیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) ان الکلمة عند اهل المیزان هی مایسمی فی علم النحو بالفعل. مذکورہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ مرقات کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر 3: اعلم ان فی کل لسان سورا یخصها ففی الفارسـة لفظ هر سور الموجبة الکلیة

(۱) ترجمہ کریں، سور کی تعریف کریں، اور محصورات اربعہ کے سور تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(۲) حمل کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ لکھیں۔ ۱۰

القسم الثانی...... تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (۱) قرآن پاک کے معجزہ ہونے کا سبب تحریر کریں نیز قرآن کی لغت پر اختصار کے

ساتھ روشنی ڈالیں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) ان حضرات میں سے (جن کی طرف سات قرأتیں منسوب ہیں) کسی پانچ کے نام مع تاریخ وفات تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: (ا) حدیث نبوی سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ تدوین حدیث کب اور کیسے ہوئی؟ تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(۲) ایسی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں جن میں تشبیہ و تمثیل والا اسلوب اختیار کیا گیا ہو؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: (ا) شام کی شاعری کی خصوصیات تحریر کریں نیز فرزدق کا تعارف سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(۲) مخضرمین شعراء میں سے کسی ایک کے حالات زندگی اور شاعری میں مقام زینت قرطاس کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: منطق وتاریخ عربی ادب

حصہ اوّل: منطق

سوال نمبر1: فهذه عدة فصول فی علم المیزان لابد من حفظها وضبطها لمن اراد ان یتذکر من اولی الاذهان وعلی الله التوکل وهو المستعان مقدمة اعلم ان العلم یطلق علی معان

(ا) عبارت کا ترجمہ کریں، علم منطق کو علم میزان کہنے کی وجہ لکھیں نیز "هــذه" کا مشارالیہ متعین کریں؟

(۲) علم کا اطلاق کتنے اور کون کونسے معانی پر ہوتا ہے؟ مرقات کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: پس علم میزان (منطق) میں یہ چند فصلیں ہیں جن کا یاد کرنا اس شخص کے لیے ضروری ہے جو ذہین لوگوں میں شمار ہونا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اور وہی مددگار ہے۔

مقدمہ: معلوم ہونا چاہیے کہ بیشک "علم" کا اطلاق بہت سے معانی پر ہوتا ہے۔

علم منطق کو علم میزان کہنے کی وجہ:

میزان ترازو کو کہا جاتا ہے، تمام علوم وفنون کی صحت وعدم صحت کا معیار "علم منطق" ہے، اس طرح اس کی اہمیت کی بناء پر اسے علم میزان کہا جاتا ہے۔

"هذه" کا مشارالیہ:

مذکورہ عبارت کے آغاز میں اسم اشارہ "هذه" استعمال ہوا ہے اور اس کا مشارالیہ کتاب "مرقات" ہے، جو علم منطق کی بلند پایہ مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ علم منطق میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو کتاب "نحو میر" کو "علم نحو" میں حاصل ہے۔

(۲) علم کا اطلاق متعدد معانی پر:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر2: واذا علمت ما ذکرنا ان النظریات مطلقا تصورا کان او تصدیقیا مفتقرة الی نظر وفکر

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نظر کا اصطلاحی معنی لکھیں نیز منطق کی ضرورت پر نوٹ لکھیں؟

(۲) ان الکلمة عند اهل الميزان هي مايسمى فى علم النحو بالفعل مذکورہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ مرقات کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور جب تو نے معلوم کر لیا جو ہم نے بیان کیا کہ مطلق نظریات خواہ تصوری ہوں یا تصدیقی، وہ نظر وفکر کے محتاج ہوتے ہیں۔

''نظر'' کا اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''نظر'' کا لغوی معنیٰ ہے: دیکھنا، ملاحظہ کرنا۔ مگر اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: غور وفکر کرنا۔

علم منطق کی ضرورت واہمیت:

کسی بھی علم کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، ہر علم وفن کا ایک موضوع ومقصد ہوتا ہے اور اس کے نتائج وفوائد ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی امتیازی شان وفضیلت مسلمہ ہے اور کوئی صاحب عقل اس کا انکار نہیں کر سکتا مگر ''علم منطق'' کی اہمیت وافادیت بھی اپنی جگہ درست ہے۔ اس کی اہمیت وافادیت کی وجہ سے اسے ''علم میزان'' بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ علم علوم وفنون کی صحت وعدم صحت کا معیار ومدار ہے۔ اس علم کے بغیر دیگر علوم کو مکمل طور پر سمجھنا اور ان کی تدریس کرنا دشوار ہے بلکہ بعض علماء اس علم سے غافل وعاری شخص کو جہلاء میں شمار کرتے ہیں۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کچھ علماء اسے فضول علم قرار دیتے ہیں اور اس کی تحصیل کو وقت کا ضیاع تصور کرتے ہیں۔ تاہم یہ نظریہ درست نہیں ہے، کیونکہ کوئی باشعور شخص علم منطق کی اہمیت وافادیت کا انکار نہیں کر سکتا۔

(۲) کلمہ کو فعل سے تعبیر کرنا:

ہر علم وفن کی اصطلاحات دوسرے علوم سے مختلف ہوتی ہیں۔ تاہم بعض اصطلاحات میں محض الفاظ کا اختلاف ہوتا ہے جبکہ مفہوم ومراد میں اتحاد ہوتا ہے۔ یہاں بھی کچھ بات ایسی ہی ہے، مناطقہ جس کو کلمہ کہتے ہیں نحاۃ اسے فعل قرار دیتے ہیں۔ اس طرح مرقات کے مطابق یہ دعویٰ درست اور صحت پر مبنی ہے۔

سوال نمبر3: اعلم ان فى كل لسان سورا يخصها ففى الفارسية لفظ هر سور الموجبة الكلية

(۱) ترجمہ کریں، سور کی تعریف کریں، اور محصورات اربعہ کے سور تحریر کریں؟

(۲) حمل کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ لکھیں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت، سور کی تعریف اور محصورات اربعہ کے سور:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) حمل کی اقسام، تعریفات اور امثلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ دوم: تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (ا) قرآن پاک کے معجزہ ہونے کا سبب تحریر کریں نیز قرآن کی لغت پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالیں؟

(۲) ان حضرات میں سے (جن کی طرف سات قرائتیں منسوب ہیں) کسی پانچ کے نام مع تاریخ وفات تحریر کریں؟

جواب: (ا) قرآن کریم کے معجزہ ہونے کا سبب:

قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے جو آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب معجزات تھے اسی طرح قرآن بھی ذی اعجاز ہے۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کثیر المعجزات نبی ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب کئی اعتبار سے اعجاز کا سبب بننے والا کلام الٰہی ہے۔ قرآن کریم کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ ایک ضخیم ترین عربی کتاب ہونے کے باوجود غیر عربی پانچ چھ سال کا بچہ اسے اپنے سینہ میں اس طرح محفوظ کر لیتا ہے کہ بغیر کسی رکاوٹ کے الحمد سے لے کر والناس تک سنا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آسمانی کتب مکمل طور پر متعلقہ پیشواؤں کو بھی یاد نہیں ہیں۔

لغت قرآن:

روئے زمین پر بے شمار لغات وجود میں آئیں اور لوگ انہیں علاقائی یا ملکی سطح پر استعمال کرتے ہیں لیکن قرآن کی لغت عربی ہے۔ عربی لغت تمام لغات سے افضل ہے، کیونکہ یہ قرآن کی لغت ہے۔ روئے زمین پر سب سے پہلے بولی جانے والی یہی لغت ہے۔ از ازل تا حال بلکہ تا قیامت و بعد القیامت اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ قرآن کی لغت قبر میں، حشر میں اور جنت میں بولی جائے گی۔ قرآن کریم کی لغت میں تفاسیر اور احادیث کی بکثرت کتب پائی جاتی ہیں بلکہ زیادہ تر اسلامی لٹریچر اسی لغت میں دستیاب ہے۔

(۲) اصحاب قرأت کا تعارف:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 5: (ا) حدیث نبوی سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ تدوین حدیث کب اور کیسے ہوئی؟ تحریر کریں؟

(۲) ایسی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں جن میں تشبیہ و تمثیل والا اسلوب اختیار کیا گیا ہو؟

جواب: (۱) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی طرح احادیث نبوی بھی محفوظ ہیں۔ اس طرح کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کی کتب اور ان کی شروحات دستیاب ہیں۔

تدوین احادیث کا عمل:

نزول قرآن کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو طلب فرماتے اور بالترتیب قرآن کریم نقل کروا دیتے تھے۔ جب نزول وحی کا سلسلہ تکمیل کو پہنچا تو اس کی کتابت و ترتیب بھی مکمل ہو چکی تھی۔ بالکل اسی طرح صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو سن کر زبانی یاد کر لیتے تھے، پھر دوسروں تک پہنچاتے تھے اور کچھ لوگ انہیں احاطہ تحریر میں لے آتے تھے۔ اس طرح تدوین احادیث کا عمل زمانہ رسالت میں شروع ہو چکا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، ایک صحابی نے متاثر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیں؟ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ انہیں یہ خطبہ لکھ دو۔

اسی طرح تابعین اور تبع تابعین میں احادیث نبوی کی تدریس و ترتیب اور تدوین کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں کتب احادیث وجود میں آئیں۔ مؤطا امام مالک، مسند امام اعظم، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کتب احادیث اسی دور میں تصنیف کی گئیں۔

(۲) تشبیہ و تمثیل پر مشتمل دو احادیث:

اس عنوان پر کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے دو حسب ذیل ہیں:

(i) من شبہ قوما فھو منھم (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(ii) جس شخص نے لباس و شکل میں عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ ہم سے نہیں ہے۔

(مفہوم حدیث)

سوال نمبر 6: (۱) شام کی شاعری کی خصوصیات تحریر کریں نیز فرزدق کا تعارف سپرد قلم کریں؟

(۲) مخضرمین شعراء میں سے کسی ایک کے حالات زندگی اور شاعری میں مقام زینت قرطاس کریں؟

جواب: (۱) شام کی شاعری کی خصوصیات اور فرزدق کا تعارف:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ایک مخضرم شاعر کے حالات زندگی:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... سیرت

سوال نمبر 1: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی دادی اور ان کی اولاد کے اسماء تحریر کریں؟ ۱۰

(۲) زمزم کا کنواں کھودنے میں حضرت عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کرتے ہوئے جو منت مانی تھی اس کی تفصیل لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار اور کب کب ہوا؟ ۱۰

(۲) شام کے دوسرے سفر کا واقعہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی تفصیل درج کریں؟ ۷+۸=۱۵

سوال نمبر 3: (۱) وحی کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی تفصیلاً سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) مسجد نبوی کی تعمیر کی تفصیل تحریر کریں اور مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ جلانے والے کا تعارف قلمبند کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

القسم الثانی...... تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کی وجہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: (۱) خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قلیل احادیث روایت کرنے کا سبب تحریر کریں؟ ۱۰

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر آیات، احادیث اور آثار سے دلائل قلمبند کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: (۱) امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب شریف تحریر کریں؟ ۱۰

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اور فاروق لقب کی وجہ قلمبند کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

حصہ اوّل: سیرت نبوی

سوال نمبر 1: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی دادی اوران کی اولاد کے اسماء تحریر کریں؟

(۲) زمزم کا کنواں کھودنے میں حضرت عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کرتے ہوئے جومنت مانی تھی اس کی تفصیل لکھیں؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی اوران کی اولاد کے اسماء:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء اور 2015ء ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) حضرت عبدالمطلب کی منت:

زمزم کے کھودنے میں عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کر کے یہ منت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا، جب مراد برآئی تو ایفائے نذر کے لیے دس بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پجاری سے اپنی نذر کا حال بیان کیا اور کہا کہ ان دسوں پر قرعہ ڈالو، دیکھو کس کا نام نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا قرعہ دیا۔ ایک طرف پجاری قرعہ نکال رہا تھا، دوسری طرف عبدالمطلب یوں دعا کر رہے تھے: "یا اللہ! میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی، اب میں ان پر قرعہ اندازی کرتا ہوں، تو جسے چاہتا ہے اس کا نام نکال۔"

اتفاق سے حضرت عبداللہ کا نام نکلا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور حضرت عبدالمطلب کو سب بیٹوں میں پیارے تھے۔ حضرت عبدالمطلب چھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف لے چلے، مگر قریش اور حضرت عبداللہ کے بھائی مانع ہوئے۔ آخر کار حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا اتفاق سے عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا۔ پھر حضرت عبداللہ اور بیس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر نتیجہ وہی نکلا۔ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے سو (۱۰۰) اونٹ قربانی کیے اور حضرت عبداللہ بچ گئے، اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیحوں (اسمٰعیل وعبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

سوال نمبر 2: (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار اور کب کب ہوا؟

(۲) شام کے دوسرے سفر کا واقعہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی تفصیل درج کریں۔

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کی تعداد:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) ملک شام کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا سفر اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی تفصیل:

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس (۲۵) سال کی ہوئی تو آپ کی صداقت و امانت کا شہرہ دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ یہاں تک کہ زبان خلق نے آپ کو امین کا لقب دے دیا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت خدیجہ نے جو ایک معزز مالدار خاتون تھیں، آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں، آپ کو اس کا مضاعف (دوگنا) دوں گی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا، جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا متکفل تھا۔ جب آپ شام میں پہنچے تو بازار بصریٰ میں ایک راہب نسطورا نام کی خانقاہ کے نزدیک اترے، وہ راہب میسرہ کی طرف آیا اور اسے جانتا تھا۔ کہا: اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے؟ میسرہ نے کہا: اہل حرم میں سے قریش سے ہے، راہب نے کہا: سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا۔ پھر اس نے پوچھا: کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا: ہاں اور کبھی دور نہیں ہوتی۔ یہ سن کر راہب نے کہا: ''یہ وہی ہیں اور یہی آخر الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کو پاؤں جس وقت یہ مبعوث ہوں گے۔'' میسرہ سے کہا: ''ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے اس کے ساتھ رہنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بازار بصریٰ میں خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے جب حضرت خدیجہ نے جو عورتوں کے درمیان ایک بالا خانے میں بیٹھی تھیں، آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو دو فرشتے آپ کے سر مبارک پر دھوپ سے سایہ کیے ہوئے تھے۔ میسرہ نے حضرت خدیجہ سے بیان کیا کہ میں نے تمام سفر میں آپ کا یہی حال دیکھا ہے اور اس راہب کے قول و وصیت کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس تجارت میں دوگنا نفع دیا۔ حضرت خدیجہ نے جو دیکھا اور سنا اس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ بیشک ساری مخلوق کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس وقت حضرت خدیجہ بیوہ تھیں، ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں۔ ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہا کرتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے۔ حضرت خدیجہ نے امور مذکورہ بالا کو مد نظر رکھ کر واپس آنے کے قریباً تین مہینے بعد یعلی بن منیہ کی بہن نفیسہ کی وساطت سے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ نے اس درخواست کی خبر اپنے

چچاؤں کو دی، انہوں نے قبول کیا۔ پس تاریخ معین پر ابو طالب اور امیر حمزہ اور دیگر روسائے خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے اور ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور بقول بعض ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کا نکاح کر دیا۔ شادی کے وقت ان کی عمر چالیس سال کی تھی۔ حضرت ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور پانچ سو (۵۰۰) درہم مہر قرار پایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی تھی۔ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شادیاں اور کیں۔ تمام ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم ہی مقرر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہوئی۔ صرف ایک صاحبزادے جن کا نام حضرت ابراہیم تھا، حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور دس ہجری میں انتقال فرما گئے۔

سوال نمبر3: (۱) وحی کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی تفصیلاً سپرد قلم کریں؟

(۲) مسجد نبوی کی تعمیر کی تفصیل تحریر کریں اور مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ جلانے والے کا تعارف قلمبند کریں؟

جواب: (۱) ابتداء وحی کب اور کیسے؟ کی تفصیل:

جب آپ کی عمر مبارک چالیس (۴۰) سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔ وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی۔ جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے، بعینہٖ وہی دن کے وقت ظہور میں آتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے کہ ایک روز آپ حسب معمول غار حراء میں مراقب تھے کہ فرشتہ (جبرائیل) آپ کے پاس آیا، اس نے آپ سے کہا: اِقْرَاْ (پڑھو) آپ نے فرمایا: ما انا بقارئ (میں پڑھنے والا نہیں) آپ کا بیان ہے کہ اس پر فرشتہ نے مجھے پکڑ کر بھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسعت وطاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ میں نے کہا: ما انا بقارئ. پس اس نے مجھے پکڑ کر دوسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع وطاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ کر تیسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسعت اور طاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے۔ سکھایا آدمی کو جو کچھ نہ جانتا تھا۔"

یہ سن کر آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا قصہ بیان کیا وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو عیسائی اور تورات وانجیل کا ماہر تھا۔ اس نے یہ ماجرا سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس وفرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ پر اترا تھا۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وحی بند رہی تا کہ آپ کا شوق وانتظار زیادہ ہو جائے پھر یہ آیات نازل ہوئیں: "اے لحاف میں لپٹے اٹھ کھڑا ہو، پس ڈرسنا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ دے۔"

(۲) مسجد نبوی کی تعمیر کی تفصیل کی وجہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد نبوی میں چراغ جلانے کی ابتداء اور چراغ جلانے والے کا تعارف:

مسجد نبوی اور حجرات میں راتوں کو چراغ نہیں جلتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام سراج کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے روشنی کی جاتی تھی۔ ہم قنادیل و روغن زیتون اور رسیاں لائے اور میں نے (قندیلوں کو ستونوں پر لٹکا کر) مسجد میں روشنی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا کہ ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا ہے؟ تمیم نے کہا: میرے اس غلام نے۔ آپ نے فرمایا: اس کا کیا نام ہے؟ تمیم نے کہا: فتح۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ اس کا نام سراج ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سراج رکھا۔

حصہ دوم: تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کی وجہ سپرد قلم کریں؟

(۲) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ زینت قرطاس کریں؟

جواب: (۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کی وجہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ:

ترمذی و ابن حبان، ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میں سب سے زیادہ مستحق خلافت میں نہیں ہوں؟ کیا اسلام لانے میں مجھے اولیت حاصل نہیں؟ کیا مجھ میں یہ اوصاف نہیں ہیں؟ (پھر آپ نے وہ تمام اوصاف بیان فرمائے) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا کہ آپ نے فرمایا: مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے، ابن ابی خیثمہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا تو آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار تو سنے ہی ہوں گے:

جب تم کسی کا رنج والم یاد کرو   تو حضرت ابو بکر کو بھی یاد کرو

وہ دنیا میں سب سے زیادہ نیک اور عادل تھے
سوائے نبی اکرم کے، آپ سب سے زیادہ وفادار تھے اور صلح کار
آپ بارگاہ خداوندی کی طرف راغب ہونے والے یار غار تھے
اور آپ ہی سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کرنے والے تھے

ابونعیم نے فرات بن سائب کی زبانی لکھا ہے کہ انہوں نے میمون بن مہرانی سے دریافت کیا: آپ کے نزدیک حضرت ابوبکر وعمر افضل ہیں یا حضرت علی تو وہ لرزہ براندام ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے عصا چھوٹ کر گر گیا اور انہوں نے جواب دیا: مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میں ایسے زمانے تک زندہ رہوں گا کہ جس میں ان دونوں کے درمیان موازنہ کرنے کا وقت آئے گا۔ وہ دونوں اچھے تھے اور اسلام کے لیے ایسے تھے جیسے جسم کے لیے سر، پھر ان سے دریافت کیا گیا: حضرت ابوبکر پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علی؟ آپ نے جواب دیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، بحیرہ راہب کے زمانے میں اسلام لا چکے تھے جبکہ حضرت علی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ بعض اصحاب کی رائے ہے کہ آپ کل صحابہ اور تابعین وغیرہم سے پہلے ایمان لائے تھے بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے، اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔ ان سب مختلف اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، خواتین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والی ہستیاں ہیں۔ یہ تطبیق و توضیح سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

سوال نمبر 5:(۱) خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قلیل احادیث روایت کرنے کا سبب تحریر کریں؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر آیات، احادیث اور آثار سے دلائل قلمبند کریں؟

جواب:(۱) حضرت ابوبکر صدیق کے قلیل احادیث روایت کرنے کی وجہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر آیات، احادیث اور آثار:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء اور 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 6:(۱) امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب شریف تحریر کریں؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اور فاروق لقب کی وجہ قلمبند کریں؟

جواب: (۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں ہے: حضرت عمر بن خطاب بن عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

(۲) حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اور لقب فاروقی کی وجہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء اور 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1439ھ 2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة

(۱) دروس البلاغہ کے مصنفین کے اسمائے گرامی سپردِ قلم کریں؟۱۰

(۲) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ ۱۵=۵×۳

سوال نمبر 2: فبلاغة الكلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته

(۱) حال اور اعتبار مناسب میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟۵+۵=۱۰

(۲) تنافر حروف، مخالفت قیاس، ضعف تالیف، غرابت اور تعقید معنوی میں سے ہر ایک کے بارے میں بتائیں کہ اس کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟۵×۳=۱۵

سوال نمبر 3: الخبر اما ان يكون جملة فعلية او اسمية فالاولى موضوعة لافادة الحدوث فی زمن مخصوص مع الاختصار

(۱) عبارت کا مفہوم سپردِ قلم کریں؟۱۰

(۲) جملہ فعلیہ استمرار تجددی کا فائدہ کب دیتا ہے؟ مثال دے کر وضاحت کریں؟ نیز لازم خبر کی تعریف کریں؟۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 4: من المعلوم انه لايمكن النطق باجزاء الكلام دفعة واحدة بل لابد من تقديم بعض الاجزاء وتاخير البعض وليس شیء منها فی نفسه اولی بالتقدم من الأخر لاشتراك جميع الالفاظ من حيث هی الفاظ فی درجة الاعتبار فلا بد من تقديم هذا على ذاك من داع يوجبه

(۱) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟۱۰

(۲) اسباب تقدیم وتاخیر میں سے کوئی تین سبب مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۵×۵=۲۵

بلاغت متکلم، علم معانی، خبر، انشاء، نہی، قصر حقیقی، ایغال

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: فصاحة الكلمة سلامتها من تنافر الحروف ومخالفة القياس والغرابة

(۱) دروس البلاغہ کے مصنفین کے اسمائے گرامی سپرد قلم کریں؟

(۲) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

جواب: (۱) دروس البلاغہ کے مصنفین کے اسماء:

دروس البلاغہ کے مصنفین کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

(i) حفنی ناصف، (ii) محمد دیاب، (iii) سلطان محمد، (iv) مصطفیٰ طموم

(۲) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: فبلاغة الكلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته

(۱) حال اور اعتبار مناسب میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(۲) تنافر حروف، مخالفت قیاس، ضعف تالیف، غرابت اور تعقید معنوی میں سے ہر ایک کے بارے میں بتائیں کہ اس کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟

جواب: (۱) حال اور اعتبار سے مناسب کی وضاحت:

حال اور اعتبار مناسب کی وضاحت حسب ذیل ہے:

یہ اس مخصوص صورت کا نام ہے جس کے مطابق عبارت لائی جاتی ہے، اسے مقتضی بھی کہتے ہیں اور اعتبار مناسب بھی۔

مثال: تعریف ایک حال ہے جو طویل کلام کا تقاضا کرتا ہے اور مخاطب کا اور مخاطب کا سمجھدار ہونا ایک جو کلام کے مختصر ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس مدح اور سمجھداری دونوں حال ہیں اور طوالت واختصار مقتضی ہیں اور کلام کو طوالت اور اختصار کی صورت میں لانا مقتضائے حال کی مطابقت ہے۔

(۲) اصطلاحات کی پہچان:

۱- تنافر حروف: تنافر کلمہ میں ایک ایسا وصف ہے جو اس کلمہ کو زبان پر ثقیل اور اس کا بولنا دشوار ہو جاتا ہے جیسے الطش (کھردری جگہ کو کہتے ہیں)، الھعخع (وہ سبزی جو اونٹ کھاتے ہیں)، النقاح (میٹھا اور صاف پانی)، المستشزر (بٹی ہوئی رسی یا گندھے ہوئے بال)

۲- مخالفت قیاس: جو کلمہ صرفی قانون کے مطابق جاری نہ ہو تو یہ مخالفت قیاس ہے مثلاً متنبی کا شعر ہے:

فان یک بعض الناس سیفاً لدولة ففی الناس بوقات لها وطبول

(پس اگر بعض لوگ دولت کے لیے سیف (تلوار) ہوں تو لوگوں میں ان کے لیے باجے اور ڈھول ہوں گے)

یہاں لفظ بوق کی جمع بوقات آئی ہے جبکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع قلت ابواق آتی ہے۔

۳- ضعف تالیف: مشہور نحوی قانون کے خلاف جاری ہو تو اسے ضعف تالیف کہتے ہیں مثلاً

جزی بنوه ابا الغیلان عن کبر وحسن فعل کما یجزی سنمار

ابوغیلان کے بیٹوں نے اس کے بوڑھے ہونے کے بعد اور اچھے سلوک کے باوجود ایسا بدلہ دیا جیسے سنمار معمار کو بدلہ دیا گیا۔

۴- غرابت: کلمہ کی غرابت یہ ہے کہ اس کا معنی ظاہر نہ ہو جیسے تکاکا (یہ اجتمع کے معنی کے ساتھ ہے) اور افرنقع کا معنی انصرف (وہ پھرا) ہے اور اطلخم کا معنی ہے: اشتد (وہ سخت ہوا)

۵- تعقید: مراد معنی پر کلام کی دلالت خفی (پوشیدہ) ہو اور یہ پوشیدگی یا تو لفظی اعتبار سے ہوگی جیسے تقدیم یا تاخیر یا فصل کے سبب سے ہو تو اسے تعقید لفظی کہتے ہیں مثلاً متنبی کا شعر ہے:

جفخت وهم لایجفخون بهابهم شیم علی الحسب الاغر دلائل

ممدوح کے اخلاق نے فخر کیا حالانکہ وہ خود اپنے اخلاق پر فخر نہیں کرتے تو یہ اعلیٰ حسب ونسب پر دلیل ہے۔

سوال نمبر 3: الخبر اما ان یکون جملة فعلیة او اسمیة فالاولی موضوعة لافادة الحدوث فی زمن مخصوص مع الاختصار

(ا) عبارت کا مفہوم سپرد قلم کریں؟

(۲) جملہ فعلیہ استمرار تجددی کا فائدہ کب دیتا ہے؟ مثال دے کر وضاحت کریں؟ نیز لازم خبر کی تعریف کریں؟

جواب: (۱) عبارت کا مفہوم:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ جملہ فعلیہ کے مقابل جملہ اسمیہ کی اہمیت اور فضیلت زیادہ ہے، کیونکہ جملہ فعلیہ میں افادہ صدور عمل محدود وقت تک ہوتا ہے جبکہ جملہ اسمیہ میں دوام، استمرار اور استقلال ہوتا ہے۔

(۲) جملہ فعلیہ اور استمرار تجددی کا فائدہ:

جملہ فعلیہ میں جب تک فاعل سے فعل کے صدور کا سلسلہ جاری رہے گا تو اس میں استمرار تجددی کا فائدہ بھی جاری رہے گا اور جب فاعل سے انقطاع فعل ہو جائے گا تو استفادہ کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا مثلاً زید ینفق ماله فی الغرباء۔ جب تک زید کی طرف سے انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ جاری رہے گا تو غرباء بھی مستفید ہوتے رہیں گے، جونہی زید کی جانب سے انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ انقطاع پذیر ہوا تو غرباء بھی محروم ہو جائیں گے۔

لازم فائدہ خبر:

مخاطب کو اس بات کی خبر دینا کہ متکلم کو مضمون جملہ کا علم ہے، اسے لازم فائدہ خبر کہتے ہیں مثلاً حضرت امس (آپ کل آئے) مخاطب کو اس بات کا پہلے سے علم ہے صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ متکلم کو اس بات کا علم ہے۔

سوال نمبر 4: من المعلوم انه لایمکن النطق باجزاء الکلام دفعة واحدة بل لابد من تقدیم بعض الاجزاء وتاخیر البعض ولیس شیء منها فی نفسه اولی بالتقدم من الأخر لاشتراك جمیع الالفاظ من حیث هی الفاظ فی درجة الاعتبار فلا بد من تقدیم هذا علی ذاك من داع یوجبه

(۱) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) اسباب تقدیم وتاخیر میں سے کوئی تین سبب مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: یہ بات معلوم ہے کہ کلام کے تمام اجزاء کو بیک وقت بولنا ممکن نہیں ہے، بلکہ بعض اجزاء کی تقدیم اور بعض کی تاخیر ضروری ہے اور ان الفاظ میں سے کوئی بھی دوسرے لفظ سے پہلے ہونے میں ذاتی اعتبار سے کوئی حق نہیں رکھتا، کیونکہ تمام الفاظ اس اعتبار سے کہ الفاظ ہیں معتبر ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی لفظ کو دوسرے لفظ پر مقدم کرنے کا کوئی سبب ہونا چاہیے وہ یہ ہیں۔

(۲) تین اسباب تقدیم وتاخیر:

تین اسباب تقدیم وتاخیر حسب ذیل ہیں:

۱-دوسرے جملہ کا شوق دلانا: جب پہلا جزء جملہ کسی عجیب بات کی خبر دے تو دوسرے جملہ کی جزء کو جاننے کا شوق ہوتا ہے مثلاً شاعر کہتا ہے:

والذی حارت البریة فیه حیوان مستحدث من جماد

وہ چیز جس میں مخلوق کے لیے حیران کن بات کی خبر ہے اور دوسرے جزء (خبر) میں اس بات کا ذکر ہے، اس لیے پہلے جزء سے اس چیز کو جاننے کا شوق پیدا ہوا۔

۲-خوشی یا رنج کی جلدی: خوشی یا رنج کے سلسلہ میں میں مسند الیہ کو مقدم کیا جاتا ہے جیسے

العفو عنك صدر به الامر او القصاص حكم به القاضی

تیری طرف سے معافی کا حکم ہوا یا قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔

اس مقام پر لفظ "العفو" کو خوشی کی وجہ سے مقدم کیا اور رنج کی وجہ سے "القصاص" کو مقدم کیا گیا ہے۔

۳-متقدم جملہ کا محل انکار و تعجب ہونا: جب مقدم ہونے والے جملہ میں انکار و تعجب ہو تو اس کے مقدم ہونے کی وجہ یہی انکار و تعجب ہے جیسے

ابعد طول التجربة تخدع بهذا الزخاف.

طویل تجربہ سے بات بعید ہے کہ تم ان میں من گھڑت باتوں سے دھوکہ کھاؤ۔

اس مقام پر تجربہ کی طوالت کا ذکر پہلے ہوا، کیونکہ یہ محل انکار ہے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

بلاغت متکلم، علم معانی، خبر، انشاء، نہی، قصر حقیقی، ایغال

جواب: اصطلاحات کی تعریفات اور امثلہ:

(۱) بلاغت متکلم: بلاغت متکلم ایک ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے متکلم بلیغ کلام کے ساتھ اپنا مقصود بیان کرنے پر قادر ہوتا ہے خواہ اس کی غرض کوئی بھی ہو۔

(۲) علم معانی: وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی الفاظ کے ان احوال کی پہچان حاصل ہوتی ہے جن کی وجہ سے مقتضائے حال کی مطابقت پائی جاتی ہے۔

اس طرح احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے کلام کی صورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًاۙ

اور بیشک ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے لیے شر کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے لیے ہدایت کا ارادہ کیا ہے۔

لفظ "ام" سے پہلے کلام کی صورت "ام" سے بعد والے کلام کی مخالف صورت ہے، کیونکہ پہلے والی صورت میں فعل (ارید) مجہول ہے اور ام کے بعد والی صورت میں یہ فعل معروف ہے (پہلے ارید اور بعد میں اراد ہے) پس یہ حال دوسری صورت میں خبر کی نسبت اللہ کی طرف چاہتا ہے اور پہلی صورت میں شر کی نسبت کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے سے منع کرتا ہے۔

۳- خبر: وہ کلام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا قرار دینا درست ہو مثلاً اسافر زید (زید نے سفر کیا) اور بکر مقیم (بکر مقیم ہے)

۴- انشاء: وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں مثلاً اسافر زید (زید نے سفر کیا) اقم یا بکر (اے بکر مقیم ہو جاؤ!)

۵- نہی: استعلاء کی بناء پر کسی کو کوئی کام کرنے سے روکنے کو نہی کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک ہی قسم کا صیغہ ہے اور وہ مضارع کا صیغہ ہے جس کے ساتھ لائے نہی لگائی جاتی ہے مثلاً ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

زمین پر اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔

۶- قصر حقیقی: وہ قصر ہے جس میں واقع کے اعتبار سے اور حقیقتاً قصر ہو کسی دوسری چیز کی طرف اضافت کی وجہ سے نہ ہو مثلاً لا کاتب فی المدینۃ الا علی یعنی شہر میں علی کے سوا کوئی نہیں ہے۔

۷- ایغال: کلام کو ایسے لفظ یا جملہ پر ختم کرنا جو کسی غرض کا فائدہ دے جبکہ معنی اس کے بغیر بھی مکمل ہو جاتا ہو مثلاً مشہور عرب شاعر خنساء کا قول ہے:

وان صخر التأتم الھداۃ بہ کانہ علم فی راسہ نار

اور بیشک تمام پیشوا (میرے بھائی) صخر کی اقتداء کرتے ہیں گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہے۔

یہاں "فی راسہ نار" مبالغہ کے لیے ہے ورنہ کانہ علم کہنے سے شاعر کا مقصود پورا ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل) (برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے   کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿قسم اوّل......قرآن مجید﴾

سوال نمبر1: درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ اجزاء کی آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(۱) لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ○

(۲) قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ
اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ○

(۳) فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ
قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ○

(۴) اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ
عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ○ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ○

(۵) فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ
اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ○

(۶) اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○

(۷) وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ
بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا○

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) اَلْاَحْبَارُ، (۲) بَرَآءَةٌ، (۳) تَثْقَفَنَّهُمْ، (۴) تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، (۵) السَّحَرَةَ،
(۶) السِّجْنِ، (۷) سَرَبًا، (۸) لَاتَعْرٰى، (۹) لِتَشْقٰى، (۱۰) حَتْمًا مَّقْضِیًّا، (۱۱)

طَائِفَةٌ، (۱۲)مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ، (۱۳)حَفِيًّا

﴿قسم ثانی......حدیث شریف﴾

سوال نمبر 3: درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کوئی سی دو کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق قلمبند کریں؟ (۴+۶=۱۰)۱۰×۲=۲۰

(۱)عن العرباض بن سارية رضى الله عنه قال وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون ۔

(۲)عن عبدالله بن يزيد قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يودع الجيش قال استودع الله دينكم وامانتكم وخواتيم اعمالكم ۔

(۳)عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لبستم واذا توضأتم فابدءوا بايامنكم حديث صحيح ۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)۱۰×۲=۲۰

(۱) عن ام ثابت كبشة بنت ثابت اخت حسان بن ثابت رضى الله عنها قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فشرب من قربة معلقة قائما فقمت الى فيها فقطعته ۔

(۲) عن ابى هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لم يبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة

(۳) عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رانى فى المنام فسيرانى فى اليقظة او كانما رانى فى اليقظة لايتمثل الشيطان بى ۔

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ اور تشریح کریں؟ ۵+۵=۱۰

عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعود بعض اهله يمسح بيده اليمنى ويقول اللهم رب الناس اذهب البأس واشف انت الشافى لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اوّل 2019ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱) لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ۝

(۲) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ
اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۝

(۳) فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ
قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ۝

(۴) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ
عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۝

(۵) فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ
اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝

(۶) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝

(۷) وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ
بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا۝

جواب: ترجمہ آیات مبارکہ:

۱- اور وہ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہیں مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو۔

۲- آپ فرمادیں کہ تم بتاؤ کہ جو اللہ تعالیٰ نے رزق اتارا تمہارے لیے، پس تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دیا، آپ فرمائیں: کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟

۳- اے سننے والے تو دھوکہ میں نہ پڑ اس سے جسے یہ کافر پوجتے ہیں، یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا کہ

پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور بیشک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہیں ہوگی۔

۴-اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ ہر چھپے اور کھلے کو جاننے والا اور سب سے بڑا بلندی والا ہے۔

۵-پس جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا، اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں، کہا: میں نے نہیں کہا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

۶-بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

۷-اور تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے، اگر وہ انہیں ان کے کیے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب نازل کرتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہیں ہے۔

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) اَلْاَحْبَارُ، (۲) بَرَآءَةٌ، (۳) تَثْقَفَنَّهُمْ، (۴) تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، (۵) السَّحَرَةَ، (۶) السِّجْنِ، (۷) سَرَبًا، (۸) لَا تَعْرٰی، (۹) لِتَشْقٰی، (۱۰) حَتْمًا مَقْضِيًّا، (۱۱) طَائِفَةٌ، (۱۲) مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ، (۱۳) حَفِيًّا

جواب: الفاظ قرآنی کے معانی:

(۱) پادری، (۲) بیزار، (۳) آپ پائیں گے انہیں، (۴) ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی۔ (۵) سب جادوگر، (۶) قید خانہ، (۷) سرنگ، (۸) نہ ننگا ہو، (۹) تم مشقت میں پڑو۔ (۱۰) ضرور ٹھہری بات، (۱۱) جماعت/گروہ، (۱۲) دو دریا ملنے کی جگہ، (۱۳) معافی۔

﴿حصہ دوم......حدیث شریف﴾

سوال نمبر3: درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق قلمبند کریں؟

(۱) عن العرباض بن سارية رضی الله عنه قال وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون۔

(۲) عن عبدالله بن يزيد قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يودع الجيش قال استودع الله دينكم وامانتكم وخواتيم اعمالكم۔

(۳) عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لبستم واذا توضأتم فابدءوا بايامنكم حديث صحيح۔

جواب: احادیث مبارکہ کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

۱- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا (جو اتنا مؤثر تھا) جس سے دل خوفزدہ ہوگئے اور آنکھیں پرنم ہوگئیں۔

(i) وجلت: صیغہ واحد مؤنث غائب ثلاثی مجرد فعل ماضی معروف مثال واوی از باب عَلِمَ یَعْلَمُ خوفزدہ ہونا۔

(ii) ذرفت: صیغہ واحد مؤنث غائب ثلاثی مجرد فعل ماضی معروف صحیح از باب ضَرَبَ یَضرِبُ بہہ جانا۔

۲- حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو روانہ فرماتے تو آپ یوں فرمایا کرتے تھے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور خاتمہ اعمال اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

(i) یـــودع: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فعل مضارع مثال واوی از باب تفعیل روانہ کرنا۔

(ii) استودع: صیغہ واحد متکلم ثلاثی مزید فیہ فعل مضارع از باب استفعال سپرد کرنا، کسی کے حوالہ کرنا۔

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لباس زیب تن کرو اور وضو کرو تو تم دائیں طرف سے شروع کرو۔

(i) لبستم: صیغہ جمع مذکر فعل ماضی معروف صحیح از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔ لباس زیب تن کرنا۔

(ii) ابدوا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔ آغاز کرنا، شروع کرنا۔

سوال نمبر 4: درج ذیل احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنْ اُمِّ ثَابِتٍ کَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْہَا فَقَطَعْتُہٗ۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمْ یُبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ

(۳) عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیُقْظَةِ اَوْ کَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْیَقْظَةِ لَایَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔

جواب: احادیث مبارکہ پر اعراب اور ان کا ترجمہ:

نوٹ: احادیث مبارکہ پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت ہمشیرہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے، آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کو منہ لگا کر کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا، تو میں مشکیزے کی طرف بڑھی اور اس کا منہ کاٹ لیا۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اب سلسلہ نبوت باقی نہیں رہا سوائے ''مبشرات'' کے، لوگوں نے دریافت کیا: ''مبشرات'' کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤیا صالحہ (اچھے خواب)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری تشبیہ اختیار نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یعود بعض اهله یمسح بیده الیمنی ویقول اللهم رب الناس اذهب البأس واشف انت الشافی لاشفاء الاشفاء ك شفاء لایغادر سقما

جواب: حدیث کا ترجمہ وتشریح:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ میں سے کسی (علیل ہو جانے کی صورت میں) کی عیادت فرماتے تو آپ اسے اپنے دائیں دست اقدس کے ساتھ چھوتے اور یوں دعاء کرتے: اللهم رب الناس الخ اے اللہ! تو لوگوں کا پالنے والا ہے، تو تکلیف دور کر دے، تو شفاء عطا کر، کیونکہ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے، اس لیے کہ تیری شفاء کے بعد مرض نہیں ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے:

(i) بیمار کی عیادت کرنا سنت نبوی ہے، اس سے گناہ مٹتے ہیں اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

(ii) مریض کے جسم کو چھونا بشرطیکہ محرم عورت نہ ہو، بھی جائز ہے۔

(iii) مریض پر دم جھاڑ کرنا بھی مسنون ہے۔

(iv) مریض کے حق میں دعاء صحت کرنا بھی مسنون ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

﴿قسم اوّل......فقہ﴾

سوال نمبر 1: البيع ينعقد بالايجاب والقبول اذا كانا بلفظ الماضی فاذا اوجب احد المتعاقدين البيع فالآخر بالخيار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء رده فايهما قام من المجلس قبل القبول بطل الايجاب فاذا حصل الايجاب والقبول لزم البيع

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) ایجاب وقبول کے بعد کن صورتوں میں مبیع واپس کی جاسکتی ہے؟ نیز بتائیں کہ ائمہ کے نزدیک خیار شرط کتنے دن باقی رہتا ہے؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: ومن اشترى ثوبا على ان يقطعه البائع ويخيطه قميصا اوقباء او نعلا على ان يحذوها او يشركها فالبيع فاسد

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع فاسد کی تعریف مع حکم بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کی تعریف قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: الشفعة واجبة للخليط فی نفس المبيع ثم للخليط فی حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے طلب شفعہ کا طریقہ بیان کریں' نیز شفعہ کا حق ثابت ہوجانے کے بعد کتنا عرصہ تک برقرار رہتا ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) رضاعت کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھ کر ائمہ کے نزدیک مدت رضاعت بیان کریں؟ ۶+۴=۱۰

قسم ثانی......اصول فقہ

سوال نمبر 4: وكذلك قوله تعالىٰ قد علمنا مافرضنا عليهم فی ازواجهم خاص فی التقدير الشرعی فلايترك العمل به باعتبار انه عقد مالی فيعتبر بالعقود المالية فيكون

تقدير المال فيه موكولا الى رأى الزوجين كما ذكره الشافعي

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خاص کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ سے جو جو مسائل متفرع ہوتے ہیں وہ اصول الشاشی کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: فصل فى المشترك والمؤول، المشترك ما وضع لمعنيين مختلفين او لمعان مختلفة الحقائق .

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مؤول کی تعریف کریں اور مشترک ومؤول میں سے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟ (۳+۴)۷+(۴+۴)۸=۱۵

(ب) مشترک ومؤول میں سے ہر ایک کی ایک ایک مثال بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6: فصل فى متعلقات النصوص نعنى بها عبارة النص واشارته ودلالته واقتضائه .

(الف) مذکورہ چاروں اقسام کی تعریف کر کے ایک ایک مثال دیں۔ ۵×۴=۲۰

(ب) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ۵

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

﴿قسم اوّل......فقہ (قدوری)﴾

سوال نمبر 1: البيع ينعقد بالايجاب والقبول اذا كانا بلفظ الماضى فاذا اوجب احد المتعاقدين البيع فالآخر بالخيار ان شاء قبل فى المجلس وان شاء رده فايهما قام من المجلس قبل القبول بطل الايجاب فاذا حصل الايجاب والقبول لزم البيع

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع کا لغوی واصطلاحی معنی سپرد قلم کریں؟

(ب) ایجاب وقبول کے بعد کن صورتوں میں مبیع واپس کی جاسکتی ہے؟ نیز بتائیں کہ ائمہ کے نزدیک خیار شرط کتنے دن باقی رہتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

ایجاب وقبول سے بیع منعقد ہوجاتی ہے جبکہ دونوں الفاظ ماضی کے ہوں۔ متعاقدین میں سے جب

ایک بیع کا ایجاب کرے تو دوسرے کو اختیار ہے چاہے تو مجلس میں قبول کرے اور اگر چاہے تو رد کر دے۔ اگر قبول کرنے سے قبل ان دونوں میں سے کوئی ایک مجلس سے کھڑا ہو تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ پس جب ایجاب وقبول حاصل ہو گیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

بیع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

بیع کا لغوی معنیٰ ہے: مبادلة الشیء بالشیء یعنی ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ اس کا اصطلاحی وشرعی معنیٰ ہے: مبادلة مال بمال بالتراضی یعنی ایک مال کو دوسرے مال کے ساتھ باہمی رضامندی سے تبدیل کرنا۔ لفظ بیع اضداد میں شمار ہوتا ہے، جو خرید وفروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ب) ایجاب وقبول کے بعد بیع فسخ کی صورتیں:

ایجاب وقبول سے بیع منعقد ہو جاتی ہے، اب بیع کو باطل کرنے کی صرف تین صورتیں باقی رہ جاتی ہیں:

۱- خیار شرط: وہ یہ ہے کہ متعاقدین میں سے ہر ایک یا دونوں میں سے کوئی ایک مثلاً مشتری کہے: مجھے تین دن اختیار ہے اگر بیع پسند آئی تو ٹھیک ہے ورنہ بیع فسخ کر دوں گا۔

۲- خیار رؤیت: جس شخص نے کوئی چیز دیکھے بغیر خرید کی تو یہ جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے جس وقت اسے دیکھے تو اگر چاہے اس کو لے لے ورنہ اسے رد کر دے۔

۳- خیار العیب: جب مشتری بیع میں کسی عیب پر مطلع ہو جائے تو اسے اختیار حاصل ہے اگر چاہے تو اس کو رکھ لے پورے ثمن کے ساتھ اور اگر چاہے تو اس کو رد کر دے۔ اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے مبیع کو روک لے اور بیع سے نقصان وصول کرے۔

خیار شرط کی مدت میں اقوال فقہاء:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بائع اور مشتری دونوں کو تین ایام تک خیار حاصل رہے گا، تین ایام سے زائد نہیں۔ حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ہے کہ متعاقدین باہمی رضامندی سے جو بھی مدت مقرر کرلیں، وہی مدت خیار ہوگی۔

سوال نمبر 2: ومن اشتری ثوبا علی ان یقطعه البائع ویخیطه قمیصا او قباء او نعلا علی ان یحذوها او یشر کها فالبیع فاسد

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بیع فاسد کی تعریف مع حکم بیان کریں؟

(ب) بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اگر کسی شخص نے کوئی کپڑا اس شرط پر خریدا کہ بائع اسے کاٹ دے گا اور اس کا قمیص یا جبہ بنائے گا۔ یا جو خریدا اس شرط پر کہ بائع اسے برابر کر دے گا یا تسمہ لگا کر دے گا، تو یہ بیع فاسد ہو گی۔

بیع فاسد اور اس کا حکم:

بیع فاسد وہ بیع ہے، جو مشروع باصلہ ہو یعنی مبیع مال متقوم ہو مگر مشروع بوصفہ نہ ہو۔ بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ قبضہ کے بعد ملک کا فائدہ دیتی ہے، بغیر قبضہ کے ملک کا فائدہ نہیں دیتی۔ جب عوضین میں سے ایک یا دونوں حرام ہوں تو بیع فاسد ہو گی جیسے مردار، خون، شراب یا خنزیر وغیرہ۔

(ب) بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کی تعریف:

بیع مرابحہ: وہ بیع ہے کہ پہلے عقد کی وجہ سے جس چیز کا مالک ہوا ہے اس کو ثمن اول کے عوض کچھ مزید نفع کے ساتھ منتقل کرے۔

بیع تولیہ: وہ ہے جس ثمن پر مبیع خریدی ہے اسی ثمن پر آگے فروخت کر دے بغیر کسی کمی بیشی کے۔

سوال نمبر 3: **الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع ثم للخليط في حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار**

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے طلب شفعہ کا طریقہ بیان کریں، نیز شفعہ کا حق ثابت ہو جانے کے بعد کتنا عرصہ تک برقرار رہتا ہے؟

(ب) رضاعت کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھ کر ائمہ کے نزدیک مدت رضاعت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حق شفعہ نفس مبیع میں شریک کے لیے ثابت ہے، پھر اس کے لیے ہے، جو حق مبیع میں شریک ہو جیسے پانی کا شریک اور راستہ کا شریک اور پھر حق شفعہ پڑوسی کے لیے۔

شفعہ کا طریق کار اور حق شفعہ کا عرصہ:

شفیع کو جب مشفوعہ کے فروخت کا علم ہو تو اس کو تین کام کرنا ہوں گے:

۱-طلب مواثبت: یعنی جس مجلس میں شفیع کو مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا تو اسی مجلس میں شفیع اپنا شفعہ طلب کر لے۔

۲-طلب تقریر: یعنی اگر بیع بائع کے قبضہ میں ہو اور بائع اسی مجلس علم میں موجود ہو تو اسی مجلس میں وگرنہ بائع کے پاس جا کر شفیع اپنے شفعہ پر گواہ بنا لے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شفیع یوں کہے کہ یہ بیع فلاں نے خریدی ہے، میں اس کا شفیع ہوں اور میں مجلس علم شفعہ طلب کر چکا ہوں۔

اگر مبیع بائع نے مشتری کے حوالے کر دی تو مشتری کے پاس یا مبیع اگر زمین ہو تو اس پر جا کر شفیع مذکورہ طریقے سے گواہ بنائے۔ طلب تقریر کے بعد شفعہ پکا ہو جاتا ہے۔

۳۔طلب تملیک: طلب مواثبت اور طلب تقریر کے بعد شفیع قاضی کی عدالت میں مطالبہ کرے گا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے سامنے شفیع یوں کہے کہ فلاں شخص نے فلاں زمین خرید لی اور فلاں سبب سے میں اس کا شفیع ہوں، میں نے طلب مواثبت اور طلب تقریر بھی کر لیا ہے اور مشتری نے مبیع میرے حوالے نہیں کی، لہٰذا آپ بیعہ کا میرے حوالے کرنے کا مشتری یا بائع کو حکم دیں۔

(ب) رضاعت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور مدت رضاعت میں اقوال آئمہ:

رضاعت کا لغوی معنیٰ ہے: دودھ چوسنا جبکہ اس کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: بچے کا عورت کی چھاتی سے مخصوص وقت میں دودھ چوسنا۔

مدت رضاعت میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیس ماہ ہیں۔ صاحبین کا مؤقف ہے کہ دو سال ہے۔ صاحبین کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے "وحمله و فصاله ثلثون شهرًا" یعنی بچے کا حمل اور فصال تیس ماہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ بیان کی ہے، ادنیٰ مدت حمل چھ ماہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مدت دو سال رہی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل بھی یہی آیت ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر فرما کر ان دونوں کے لیے ایک مدت بیان کر دی ہے۔ پس مدت دونوں میں سے ہر ایک کے لیے پوری پوری ہو گی نہ یہ کہ دونوں پر تقسیم کی جائے گی، اس کی مثال یہ ہے، جیسے ایک شخص کا زید اور بکر پر قرضہ ہے۔ قرضخواہ نے دونوں سے کہا کہ میں نے تم کو ایک سال کی مہلت دی تو یہ ایک سال کی مہلت دونوں میں سے ہر ایک کے لیے پوری ہو گی نہ یہ کہ دونوں پر تقسیم کر کے ہر ایک کے لیے چھ ماہ کی مدت شمار کی جائے گی۔ البتہ مدت حمل کو کم کر دینے والی دلیل موجود ہے اور فصال کی کمی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اپنے اصل و ظاہر پر ہے۔ اس مسئلہ میں صاحبین کا قول راجح ہے۔

قسم ثانی ...... اُصولِ فقہ

سوال نمبر 4: وكذالك قوله تعالىٰ قد علمنا مافرضنا عليهم في ازواجهم خاص في التقدير الشرعي. فلايترك العمل به باعتبار انه عقد مالي فيعتبر بالعقود المالية فيكون تقدير المال فيه موكولا الى رأى الزوجين كما ذكره الشافعي

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خاص کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ سے جو جو مسائل متفرع ہوتے ہیں وہ اصول الشاشی کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

اسی طرح خاص کی مثال یہ ارشاد خداوندی ہے: قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ (تحقیق ہم جانتے ہیں، جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں کے لیے لازم قرار دیا) لفظ "فَرَضْنَا" شرعی تقدیر میں خاص ہے، تو اس پر عمل اس اعتبار سے ترک نہیں کیا جائے گا کہ چونکہ نکاح ایک مالی معاملہ ہے، اس لیے اسے مالی معاملات کی طرح لیا جائے گا اور مہر میں مال کی حد بندی زوجین کی رائے پر چھوڑ دی جائے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

خاص کی تعریف مع حکم:

لفظ "خاص" خصوص سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے: منفرد ہونا۔

اصطلاح وشرع میں خاص سے مراد وہ لفظ ہے جس کو صرف ایک معلوم و متعین معنیٰ یا مسمیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے (۱) زید (تخصیص فرد)، (۲) رجل (تخصیص نوع)، (۳) انسان (تخصیص جنس)

احناف کے نزدیک "خاص" کا حکم یہ ہے کہ یہ اپنے مدلول کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے جس میں غیر کا احتمال نہیں ہوتا، اس پر عمل کرنا یقینی و واجب ہوتا ہے۔ اس کے مقابل خبر واحد یا قیاس آجائے تو تطبیق ممکن ہو تو، دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل کیا جائے گا جبکہ خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

(ب) مذکورہ مسئلہ سے متفرع ہونے والے مسائل:

مذکورہ مسئلہ سے احناف اور شوافع کے مابین متفرع ہونے والے چند مسائل حسب ذیل ہیں:

احناف کا مؤقف	شوافع کا مؤقف
(۱) مطلقہ کے تیسرے حیض میں دوسرا شخص نکاح نہیں کرسکتا ہے۔	مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران دوسرا شخص نکاح کرسکتا ہے۔
(۲) مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران رجوع ہو سکتا ہے، کیونکہ ابھی عدت نا تمام ہے۔	مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران رجوع کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ عدت مکمل ہو چکی ہے۔
(۳) تیسرے حیض کے دوران مطلقہ کو عدت والے گھر میں رہنا ضروری ہے۔	مطلقہ کا تیسرے حیض کے دوران عدت والے گھر میں رہنا ضروری نہیں ہے۔
(۴) مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران شوہر پر نان ونفقہ اور رہائش فراہم کرنا واجب ہے۔	مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران شوہر پر نان ونفقہ اور رہائش فراہم کرنا واجب نہیں ہے۔
(۵) مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران شوہر کا معتدہ کی بہن سے نکاح درست نہیں ہے۔	مطلقہ کے تیسرے حیض کے دوران شوہر معتدہ کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔

سوال نمبر 5: فصل في المشترك والمؤول، المشترك ما وضع لمعنيين مختلفين او لمعان مختلفة الحقائق .

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مؤول کی تعریف کریں اور مشترک ومؤول میں سے ہر ایک کا حکم بیان کریں؟

(ب) مشترک ومؤول میں سے ہر ایک کی ایک ایک مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

یہ فصل مشترک اور مؤول کے بیان میں ہے۔ مشترک وہ لفظ ہے، جو مختلف حقائق والے دو معنوں یا کئی معنوں کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

مؤول کی تعریف:

ایک لفظ کے کئی ایک معانی میں سے ایک کو راجح قرار دینا جیسے لفظ ''عین'' کے متعدد معانی ہیں: چشمہ، گھٹنا، سورج وغیرہ۔ اس سے ''عین جاریہ'' مراد لینا۔

مشترک ومؤول کا حکم:

۱۔ مشترک کا حکم: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشترک مختلف معانی میں سے کسی ایک معنیٰ کو دلیل کے ساتھ متعین کیا جائے تو باقی معانی کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے مثلاً لفظ ''قروء'' حیض وطہر دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے، جب اسے حیض کے معنیٰ کے ساتھ کر لیا جائے تو ''طہر'' کا احتمال ختم ہو جائے گا۔

۲۔ مؤول کا حکم: مؤول پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے لیکن اس میں غلطی کا احتمال باقی رہتا ہے مثلاً کسی شخص نے بیع کرتے وقت مطلق قیمت کا تذکرہ کرتے ہوئے سودا طے کر لیا اور اس شہر میں مختلف سکے رائج ہوں تو بطور تاویل خاص اس شہر کا سکہ مراد لیا جائے گا۔ اگر تمام سکے برابر طور پر جاری ہوں اور ترجیح والی کوئی صورت بھی نہ ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

(ب) دونوں کی ایک ایک مثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2018ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 6: فصل في متعلقات النصوص نعني بها عبارة النص واشارته ودلالته واقتضائه .

(الف) مذکورہ چاروں اقسام کی تعریف کر کے ایک ایک مثال دیں؟

(ب) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: (الف) چاروں اقسام کی تعریف اور امثلہ:

۱۔ عبارت النص: جو معنیٰ نص سے مقصود، نص کی عبارت ہی اس کی واضح الفاظ میں صراحت کردے جیسے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط اس ارشاد میں بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ اشارۃ النص: نص کے الفاظ میں کوئی ایسا اشارہ پایا جائے جو اس کے معنیٰ پر دلالت کرے مثلاً: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ امت میں ایک گروہ ایسا بھی ہونا چاہیے جو امت کی نمائندگی کرے اور اس سے معاملات کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔

۳۔ اقتضاء النص: اقتضاء کے لغوی معنیٰ طلب کرنے یا تقاضا کرنے کے ہیں۔ اصول فقہ کی اصطلاح میں ''اقتضاء النص'' سے مراد ہے عبارت میں کسی ایسے لفظ کو محذوف مانا جائے جس کے بغیر عبارت کا مفہوم واضح نہ ہوتا ہو جیسے وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (یوسف: ۸۲) یہاں لفظ ''الْقَرْيَةَ'' سے قبل ''اھل'' محذوف ہے، کیونکہ اس کے نکالے بغیر جملے کا مفہوم واضح نہیں ہو رہا۔

۴۔ دلالۃ النص: کسی ایک مسئلہ میں نص کا حکم، کسی دوسرے مسئلہ میں اس کے حکم پر از خود دلالت کرے جیسے ارشاد خداوندی ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (تم اپنے والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ انہیں ڈانٹو)

اس آیت میں اس بات پر بھی دلالت موجود ہے کہ والدین کو گالی دینا یا مارنا بھی بطریق اولیٰ حرام ہے۔

(ب) اصول فقہ کی تعداد و تعارف:

اصل اصول فقہ چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ: وہ کتاب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی، اس کی تلاوت کرنا عبادت ہے۔

(۲) سنت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر۔

(۳) اجماع: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کسی شرعی حکم پر خاص دلیل کے ساتھ ایک دور کے تمام مجتہدین کا متفق ہو جانا۔

(۴) قیاس: مشترک علت کی وجہ سے فرع کو حکم میں اصل کے ساتھ ملا دینا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　　　　　　　　　　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وهی اسم و فعل و حرف .

(الف) کلمہ کی مذکورہ اقسام کی وجہ حصر بیان کریں' نیز مذکورہ عبارت میں (هـــــی) مبتداء اور (اسم...... الخ) خبر میں مطابقت کیوں نہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

(ج) مذکورہ اقسام کی پہلے وجہ حصر' پھر بذالك سے ان کی طرف اشارہ پھر تینوں کی مفصل تعریف کر کے مصنف نے اتنی طوالت کیوں کی؟ ۱۰

سوال نمبر 2: الالف والنون ان کانتا فی اسم فشرطه العلمية .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر علمیت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں' نیز شرطه کی ضمیر واحد اور مرجع میں مطابقت کیوں نہیں ہے؟ ۸+۷=۱۵

(ب) رحمن، سکران اور ندمان منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ اور کیوں؟ مفصل بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 3: فالمبتدأ هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظية مسندا اليه او الصفة الواقعة بعد حرف النفی او الف الاستفهام رافعة لظاهر .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح اس طرح کریں کہ مبتداء کی مذکورہ صورتیں مثالوں سے واضح ہو جائیں؟ ۱۵

(ب) نکرہ میں تخصیص لانے کی کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: المنصوبات هو ما اشتمل علی علم المفعولية

(الف) مفعول بہ کی تعریف کر کے اس کے فعل کو حذف کرنے کے وجوبی مقامات تحریر کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(ب) ترخیم منادی کی شرائط تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا" میں کون سا استثناء ہے اور کیوں؟ ۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1: وھی اسم و فعل و حرف .

(الف) کلمہ کی مذکورہ اقسام کی وجہ حصر بیان کریں، نیز مذکورہ عبارت میں (ھـــــی) مبتداء اور (اسم...... الخ) خبر میں مطابقت کیوں نہیں؟

(ب) اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ج) مذکورہ اقسام کی پہلے وجہ حصر پھر بذالك سے ان کی طرف اشارہ پھر تینوں کی مفصل تعریف کر کے مصنف نے اتنی طوالت کیوں کی؟

جواب: (الف) کلمہ کی مذکورہ اقسام کی وجہ حصر:

کلمہ اپنے معنیٰ پر دلالت نہیں کرے گا تو وہ حرف ہے، اگر اپنے معنیٰ پر دلالت کرے گا تو دیکھیں گے کہ تین زمانوں ماضی، حال یا مستقبل کے ساتھ مقترن ہے یا نہیں، اگر مقترن ہے تو وہ فعل ہے بصورت ثانی وہ اسم ہے۔ حرف کی مثال جیسے من والی، فعل کی مثال ضَرَبَ وَ يَضْرِبُ اور اسم کی مثال زَيْدٌ۔

مذکورہ عبارت میں ھی مبتداء اور اسم الخ کی عدم مطابقت کی وجہ:

قاعدہ کے مطابق مبتداء اور خبر کے درمیان واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے جبکہ یہاں عدم مطابقت ہے، کیونکہ عبارت مذکورہ میں ھی مبتداء اور اسم الخ خبر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مبتداء اور خبر کے درمیان مطابقت کے لیے چند شرائط ہیں جو یہاں نہیں پائی جا رہیں، وہ شرائط حسب ذیل ہیں:

(i) مبتداء اور خبر دونوں اسم ظاہر ہوں احترازی مثال جیسے هِيَ اِسْمٌ وَ فِعْلٌ وَ حَرْفٌ ۔

(ii) خبر اسم مشتق ہو احترازی مثال اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ

(iii) خبر اسم تفضیل مستعمل بمن نہ ہو جیسے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

(iv) خبر الفاظ مشترک بین المذکر والمؤنث نہ ہو، احترازی مثال: المرأة جريح و صبور

(v) خبر الفاظ مختصہ بالمؤنث نہ ہو احترازی مثال: انت طالق، حامل۔

(ب) اسم، فعل اور حرف کی وجہ تسمیہ:

۱-اسم: جمہور نحاۃ کے نزدیک لفظ "سُمُوٌّ" سے مشتق ہے، جس کا معنیٰ ہے بلند چونکہ یہ بھی اپنے مقابلوں (فعل اور حرف) سے بلند ہے، کیونکہ یہ مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی اور اسم سے جملہ بن جاتا ہے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔ اس مثال میں زَیْدٌ مسند الیہ اور مبتداء جبکہ قَائِمٌ مسند بہ اور خبر ہے۔ مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

بعض نحاۃ کے نزدیک اسم کی وجہ یہ ہے کہ یہ "وِسْمٌ" سے مشتق ہے، جس کا معنیٰ ہے: "علامت"۔ یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے، کیونکہ جس طرح اسم اپنے مسمیٰ پر علامت ہوتا ہے بالکل اسی طرح فعل اور حرف بھی اپنے مسمیٰ پر علامت ہوتے ہیں۔

۲-فعل: فعل کی وجہ تسمیہ اس کے اصل کی وجہ سے ہے، اس کا اصل مصدر ہے اور مصدر بھی حقیقتاً کسی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

۳-حرف: حرف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا معنیٰ "طرف" ہے۔ یہ کلام کا حصہ نہیں بنتا یعنی نہ مسند الیہ ہوتا ہے اور نہ مسند بہ۔

(ج) عبارت میں طوالت کی وجہ:

مصنف نے پہلے تقسیم میں، پھر وجہ حصر میں پھر ہر ایک کی تعریف میں کلمات ثلاثہ (اسم، فعل اور حرف) کا ذکر کر کے عبارت کو طویل کر دیا جبکہ ان کا اپنا دعویٰ اختصار کا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبارت کی طوالت اصل مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے، وہ ہے طلباء کی ذہنی صلاحیت۔ طلباء تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) ذہین وفطین جو ایک بار بات سننے یا پڑھنے سے سمجھ جاتے ہیں۔

(۲) متوسط درجہ کے جو دو بار سننے یا پڑھنے سے سمجھ جاتے ہیں۔

(۳) غبی وہ طلباء جو تین بار بات سننے یا پڑھنے سے سمجھ جاتے ہیں۔

سوال نمبر 2: اَلْاَلْفُ وَالنُّوْنُ اِنْ کَانَتَا فِیْ اِسْمٍ فَشَرْطُهُ الْعَلَمِیَّةُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر علمیت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں، نیز شَرْطُهٗ کی ضمیر واحد اور مرجع میں مطابقت کیوں نہیں ہے؟

(ب) رَحْمٰنُ، سَکْرَانُ اور نَدْمَانُ منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ اور کیوں؟ مفصل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور علمیت کی شرط لگانے کی وجہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں۔

الف ونون زائدتان اگر اسم کے آخر میں ہوں تو غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے اس کی شرط علمیت

قرار دی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تغیر وتبدل سے محفوظ رہے۔ بعض کے نزدیک علمیت شرط وسبب ہے اور بعض کے نزدیک علمیت شرط محقق للمشابہت ہے سبب نہیں، کیونکہ الف ونون مثل تانیث کے ہے۔

شَرْطُهٗ کی ضمیر اور مرجع کے درمیان مطابقت:

سوال یہ ہے کہ "شَرْطُهٗ" کی ضمیر واحد ہے اور اس کا مرجع (الف ونون) تثنیہ ہے اور دونوں کے مابین مطابقت کیوں نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ضمیر مفرد کا تثنیہ کی طرف لوٹنا اس اعتبار سے ہے کہ الف ونون زائدتان دونوں مل کر ایک سبب ہے۔

(ب) رَحْمٰنُ، سُكْرَانٌ اور نَدْمَانٌ منصرف ہیں یا غیر منصرف:

رَحْمٰنُ: اس میں اختلاف ہے جن کے نزدیک وزن فعلانہ شرط ہے۔ ان کے نزدیک غیر منصرف ہے، کیونکہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہیں آتی اور جو وجود فعلیٰ کے قائل ہیں ان کے نزدیک منصرف ہے کہ اس کی مؤنث فعلیٰ کے وزن پر نہیں آتی۔

سُكْرَانُ: غیر منصرف ہے، کیونکہ اس میں دو سبب موجود ہیں: الف نون زائدہ تان اور وصف۔ اس کی مؤنث سکریٰ آتی ہے سکرانہ نہیں آتی۔ لہٰذا دونوں گروہوں کے نزدیک غیر منصرف ہے۔

نَدْمَانٌ: اس کے منصرف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ دونوں کے نزدیک شرط نہیں پائی جاتی کہ اس کی مؤنث فعلانۃ آتی ہے فعلیٰ نہیں آتی۔

سوال نمبر 3: فالمبتدأ هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظية مسندا اليه او الصفة الواقعة بعد حرف النفي او الف الاستفهام رافعة لظاهر۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح اس طرح کریں کہ مبتداء کی مذکورہ صورتیں مثالوں سے واضح ہو جائیں؟

(ب) نکرہ میں تخصیص لانے کی کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پس مبتداء وہ اسم ہے، جو عوامل لفظی سے خالی اور مسند الیہ ہو یا صیغہ صفت کا ہو جو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔

عبارت کی تشریح:

مصنف اس عبارت میں مبتداء کی قسم اول اور مبتداء کی قسم ثانی کی وضاحت کر رہے ہیں۔

مبتداء کی دو اقسام ہیں: (۱) مبتداء کی قسم اول: یہ وہ ہے، جو عوامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اس مثال میں زَيْدٌ مبتداء ہے، جو عامل لفظی سے خالی ہے اور مسند الیہ ہے جبکہ قَائِمٌ اس کی خبر

ہے۔مبتداء اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(۲) مبتداء کی قسم ثانی: یہ وہ ہے' جو صیغہ صفت (اسم فاعل وغیرہ) ہو جبکہ اس سے قبل حرف نفی یا حرف استفہام ہو اور مابعد اسم ظاہر کو رفع بھی دے مثلاً هَلْ قَائِمٌ زَيْدٌ، أَقَائِمٌ زَيْدٌ۔

مبتداء کی قسم اول اور مبتداء کی قسم ثانی کے مابین دو طریقہ سے فرق ہے:(۱) مبتداء کی قسم اول عوامل لفظی سے خالی ہوتی ہے اور مسند الیہ ہوتی ہے جبکہ مبتداء کی قسم ثانی مسند الیہ نہیں ہوتی۔(۲) مبتداء کی قسم اول کے شروع میں کوئی حرف نہیں ہوتا جبکہ مبتداء کی قسم ثانی کے شروع میں حرف نفی یا حرف استفہام (ہمزہ) ہونا ضروری ہے۔

(ب) نکرہ میں تخصیص پیدا کرنے والی صورتیں:

جب نکرہ میں تخصیص پیدا کی جائے' تو اس کا مبتداء واقع ہونا جائز ہے' یہ چھ مقامات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) صفت ظاہر کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے ولعبد مؤمن خيرو من مشرك ۔

(۲) متکلم کے علم یقین کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے ارجل فی الدار ام امراة ۔

(۳) جب نکرہ نفی کے تحت آجائے جیسے ما احد خير منك ۔

(۴) صفت مقدر کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے شر اهر ذاناب ۔

(۵) خبر مقدم ہونے کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے فی الدار رجل ۔

(٦) فاعل کے ساتھ تعلق کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے سلام علیك ۔

سوال نمبر 4: المنصوبات هو ما اشتمل على علم المفعولية

(الف) مفعول بہ کی تعریف کر کے اس کے فعل کو حذف کرنے کے وجوبی مقامات تحریر کریں؟

(ب) ترخیم منادی کی شرائط تحریر کریں؟

(ج) "لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں کون سا استثناء ہے اور کیوں؟

جواب: (الف) مفعول بہ کی تعریف اور اس کے فعل کو حذف کرنے کے وجوبی مقامات:

مفعول بہ کی تعریف: وہ مفعول ہے' جس پر فاعل کا فعل ہو جیسے ضرب زيد عمروًا ۔

مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کے مقامات: وہ چار ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) سماعی: وہ چار ہیں: (i) احرًا و نفسه (ii) وانتهوا خيرًا لكم (iii) اهلًا (iv) سهلًا ۔

(۲) تحذیر یعنی جسے مابعد اتق مقدر سے ڈرایا جائے جیسے والاسد ۔

(۳) شریطۃ التفسیر کی بنا پر فعل کو حذف کیا جائے جیسے زیدًا ضرابته ۔

(۴) منادی جیسے یا الله ۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی شرائط:

صاحب کافیہ نے ترخیم منادیٰ کی پانچ شرطیں بیان فرمائی ہیں:

پہلی شرط: منادیٰ مضاف نہ ہو اگر منادیٰ مضاف ہو تو پھر ترخیم جائز نہیں ہوگی لہٰذا یا عبداللہ میں ترخیم نہیں ہوگی کیونکہ اگر مضاف کے آخر میں ترخیم کریں تو یہ اضافت معنویہ کے اعتبار سے کلمہ کے وسط میں ترخیم لازم آئے گی جبکہ ترخیم کو آخری حرف کے حذف کو کہتے ہیں اور اگر مضاف الیہ کے آخر میں ترخیم کریں تو غیر منادیٰ میں ترخیم لازم آئے گی۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ منادیٰ مستغاث نہ ہو اگر منادیٰ مستغاث ہو تو ترخیم نہیں ہوگی کیونکہ منادیٰ بھی مستغاث میں آواز کو لمبا کرنا مقصود ہے، جبکہ ترخیم اس کے منافی ہے۔

تیسری شرط: منادیٰ جملہ بھی نہ ہو اگر جملہ ہو تو ترخیم نہ ہوگی جملہ جب کسی کا علم بن جائے تو مبنی ہو جاتا ہے اور مبنی کا آخر حذف نہیں ہوتا۔

چوتھی شرط: منادیٰ علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو کیونکہ علم ہونے کی صورت میں ترخیم کے بعد بھی محذوف پر دلالت باقی رہے گی اور زائد علی الثلثہ کی شرط اس لیے لگائی تاکہ بعد الترخیم معرب کا اقل وزن یعنی تین حروف رہیں۔

پانچویں شرط: یہ ہے کہ اگر منادیٰ علم ہو تو اس کے آخر تانیث کی تاء ہو۔ اب اگر چہ ترخیم کے بعد دو حرف ہی بچیں تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ تائے تانیث دوسرا کلمہ ہے اس کا وجود اور عدم برابر ہے جیسے یا شاۃ سے یا شا۔

(ج) "لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں کون سا مستثنیٰ:

لفظ "اِلَّا" استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی کبھی صفت کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ "غَیر" صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی کبھی استثنیٰ کے لیے بھی آتا ہے۔

ارشاد ربانی: "لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں اِلَّا بمعنیٰ غیر ہے، اس لیے یہاں "اِلَّا" برائے استثنیٰ نہیں بنا سکتے، کیونکہ استثناء متعذر ہے۔ اس کے متعذر ہونے کی وجہ یہ ہے آیت مبارکہ بالاجماع اثبات توحید کے لیے بیان کی گئی ہے اور استثناء مطلقاً کی صورت میں اثبات توحید نہ ہوگا، کیونکہ استثناء کی صورت میں صرف "اٰلِهَةٌ" کی نفی ہوگی جن سے اسم جلالت مستثنیٰ ہوگا اور وہ "اٰلِهَةٌ" جن سے یہ اسم جلالت مستثنیٰ نہیں ہے، ان کا احتمال باقی رہے گا اور یہ احتمال توحید کے منافی ہے۔ جب اِلَّا بمعنیٰ غَیر ہو تو دونوں احتمال منتفی ہو جاتے ہیں اور توحید باری تعالیٰ ثابت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اِلَّا بمعنیٰ غیر متعین ہو گیا۔ یاد رہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" میں بھی اِلَّا بمعنیٰ غیر ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل......منطق

سوال نمبر 1: ان الفطرة الانسانية غير كافية فی تمييز الخطا من الصواب وامتياز القشر عن اللباب فجآء ت الحاجة فی ذالك الى قانون عاصم عن الخطأ فی الفكر يبين فيه طرق اكتساب المجهولات عن المعلومات

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علم منطق کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) اس علم کو عِلْمُ الْمِيزَانِ اور اَلْعِلْمُ الْآلِی کیوں کہتے ہیں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2: اعلم ان النسبة بين الكليين تتصور على انحاء اربعة

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نسب اربعہ میں سے کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 3: القضية قول يحتمل الصدق والكذب وقيل هو قول يقال لقائله انه صادق فيه او كاذب۔

(الف) ترجمہ کریں نیز قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) موجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کی تعریف اور مثال قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

قسم ثانی......تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) قرآن مجید کی تدوین کیسے ہوئی؟ تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۵

(ب) ادب کے میدان میں قرآن کریم کا مقام اور ادب کے طالب علم کے لیے اس کی اہمیت بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: (الف) کوئی دو حدیثیں بیان کر کے ان کی ادبی حیثیت واضح کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تاریخ ادب عربی کی روشنی میں "غیر ملکی ادب" کا جائزہ بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: (الف) مصنف نے مضامین کے اعتبار سے شاعری کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے، آپ کسی دو کی وضاحت کریں؟۸+۸=۱۶

(ب) شیعہ مسلک کی شاعری کا مختصر جائزہ قلمبند کریں؟۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب

قسم اوّل......منطق

سوال نمبر 1: ان الفطرة الانسانية غير كافية فى تمييز الخطا من الصواب وامتياز القشر عن اللباب فجآء ت الحاجة فى ذالك الى قانون عاصم عن الخطأ فى الفكر يبين فيه طرق اكتساب المجهولات عن المعلومات

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علم منطق کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب) اس علم کو عِلْمُ الْمِيزَانِ اور العلم الآلي کیوں کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ اور علم منطق کی وجہ تسمیہ:

ترجمہ عبارت: فطرت انسانی صحیح و غلط اور خیر و شر کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتی، تو ہمیں ایسے قانون کی ضرورت پیش آئی جو غلط افکار سے بچائے اور اس کے ذریعے معلومات کے سبب مجہول اور حاصل کیے جائیں۔

علم منطق کی وجہ تسمیہ: ''منطق'' مصدر میمی ہے، جس کا معنیٰ ہے گفتگو کرنا، کیونکہ یہ علم ظاہری اور باطنی نطق میں نکھار پیدا کرتا ہے، اس لیے اسے ''منطق'' کہتے ہیں۔ نطق ظاہری میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا دوسروں کے مقابلہ میں اچھے انداز سے گفتگو کر سکتا ہے اور نطق باطنی میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا اشیاء کے حقائق یعنی ان کے اجناس اور فصول وغیرہ سے واقف ہو جاتا ہے۔

(ب) علم منطق کو ''عِلْمُ الْمِيزَان'' اور ''اَلْعِلْمُ الْآلِيَ'' کہنے کی وجہ:

علم میزان: اس علم کو ''میزان'' اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ اس علم کے ذریعے عقل، صحیح اور غلط فکروں کا موازنہ کرتی ہے۔

علم آلی: اس علم کو علم آلی بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ دوسرے علوم کو حاصل کرنے کے لیے آلہ (ذریعہ) کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال نمبر 2: اِعْلَمْ اَنَّ النِّسْبَةَ بَيْنَ الْكِلِّيَيْنِ تَتَصَوَّرُ عَلٰى اَنْحَاءٍ اَرْبَعَةٍ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نسب اربعہ میں سے کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟

(ب) دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور نسب اربعہ کی وضاحت:

اوپر عبارت پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور نسب اربعہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

۱- تساوی: پہلی کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق آئے' تو دونوں کلیوں کے مابین تساوی کی نسبت ہوگی مثلاً انسان اور ناطق کے مابین نسبت۔ ناطق اور انسان دونوں ایسی دو کلیاں جو ایک دوسری کے جمیع افراد پر صادق آتی ہیں۔

۲- تباین: پہلی کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق نہ آئے اور دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے' تو ان کے مابین نسبت تباین کی ہوگی جیسے انسان اور پتھر۔

۳- نسبت عام خاص مطلق: ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے جبکہ دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پر صادق آئے، ان کے مابین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوگی جیسے ولی اور عالم یعنی ہر ولی عالم بھی ہے مگر ہر عالم ولی نہیں ہے۔

۴- نسبت عموم خصوص من وجہ: پہلی کلی دوسرے کے بعض افراد پر صادق آئے اور دوسری پہلی کے بعض افراد پر صادق آئے' تو ان کے مابین نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہوگی جیسے حیوان اور اسود کے مابین پائی جانے والی نسبت ہے۔

(ب) دلالت کی اقسام ثلاثہ کی تعریف مع مثال:

دلالت کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱- دلالت مطابقی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے انسان بول کر "حیوان ناطق" مراد لیا جائے۔

۲- دلالت تضمنی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے معنیٰ "موضوع لہ" کی جز پر دلالت کرے جیسے انسان بول کر صرف حیون یا صرف ناطق مراد لیا جائے۔

۳- دلالت التزامی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے معنیٰ "موضوع لہ" کے خارج و لازم پر دلالت کرے مثلاً انسان بول کر قابل علم مراد لیا جائے۔

سوال نمبر 3: القضية قول يحتمل الصدق والكذب وقيل هو قول يقال لقائله انه صادق فيه او كاذب ۔

(الف) ترجمہ کریں' نیز قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) موجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کی تعریف اور مثال قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت، قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ کی تعریف مع امثلہ:

هو قول يحتمل الصدق و الكذب يا هو قول يقال لقائله انه صادق او كاذب۔

قضیہ کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: ۱-حملیہ۔ ۲-شرطیہ

قضیہ حملیہ کی تعریف: قضیہ حملیہ کی تعریف مرقات کی روشنی میں دو طرح سے کی گئی ہے:

نمبر ۱: وہ قضیہ ہے، جس میں کسی شے کے ثبوت یا کسی شی کی نفی کے ساتھ حکم لگایا جائے جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ اور زَيْدٌ لَيْسَ بِقَائِمٍ۔

نمبر ۲: وہ قضیہ ہے، جو دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: قضیہ شرطیہ کی تعریف بھی دو طرح سے کی گئی ہے:

۱-وہ قضیہ ہے جس میں حکم ایجابی یا سلبی نہ پایا جائے۔

۲-وہ قضیہ ہے، جو دو قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے: اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔ اس مثال میں جب ادوات کو حذف کیا، تو باقی دو قضیہ رہ گئے:

۱-اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ۔ ۲-اَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔

(ب) موجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کی تعریف مع امثلہ:

۱-موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت مثلاً كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ۔

۲-سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کے حکم کی موضوع کے بعض افراد سے نفی کی گئی ہو مثلاً بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ لِحِمَارٍ۔

قسم ثانی......تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) قرآن مجید کی تدوین کیسے ہوئی؟ تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) ادب کے میدان میں قرآن کریم کا مقام اور ادب کے طالب علم کے لیے اس کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: (الف) قرآن حکیم کی تدوین:

قرآن پاک قسط وار تیئس سال کے دورانیہ میں واقعات وحالات کی مناسبت سے اترا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ طیبہ سے تین ماہ قبل جبکہ اس کی سورتیں مکمل ہوگئیں اور آیتیں مرتب کردی گئیں۔ اس

نے اپنے ختم ہونے کا اعلان کر دیا' لیکن یہ سورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کسی ایک کتاب میں جمع نہ کی گئی تھیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت قرآن مجید یا تو کھجور کی شاخوں' سفید پتھروں' اونٹ کی ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانوں پر رواں تھا' پھر جب غزوہ یمامہ میں ستر قراً کے شہید ہونے کا سانحہ پیش آیا' تو مسلمان گھبرا گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے' تو قرآن ہی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کرنے کی تجویز خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کچھ تامل ہوا اور کہنے لگے: ''جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ ہی ہمیں اس کا حکم دیا ہے وہ میں کیسے کروں؟'' بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار کرنے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام کے لیے تیار ہو گئے اور یہ کام آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کہ کاتبین وحی میں سے ایک تھے' ان کو سونپا یہی وہ صاحب ہیں' جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری مرتبہ قرآن کریم سنایا' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے پاس نوشتہ اور حفظ کیا ہوا اکٹھا کیا اور اسے ایک اوراق کی شکل میں لکھ دیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے' پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے' لیکن جب دائرہ حکومت وسیع ہو گیا اور قرأ مختلف مقامات پر پھیل گئے' جہاں انہوں نے اپنے لب و لہجے کے اختلاف کے ساتھ قرآن کریم کے پڑھنے میں بھی اختلاف کیا اور ایک دوسرے پر صحیح روایت اور عمدہ قرأت میں بھی فخر کرنے لگے' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ قرأت کے اختلاف کی وجہ سے قرآن کریم سے استدلال میں بھی اختلاف نہ کرنے لگ جائیں' اس لیے آپ نے حضرت زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن ہشام رضی اللہ عنہم کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ ان اوراق کو ایک مصحف میں نقل کریں اور اس کی سورتوں کو طول و اختصار کی مناسبت سے ترتیب دیں اور صرف قریشی زبان میں لکھیں کیونکہ قرآن اسی زبان میں نازل ہوا ہے' بعدازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مصحف کے چند نسخے نقل کرنے کا حکم دیا اور اطراف مملکت میں ہر طرف ایک نسخہ بھیج دیا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں روکے رکھا' جو مصحف عثمان اور ''الامام'' کے نام سے مشہور ہے' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کے علاوہ تمام قرآنی تحریروں کو جمع کرنے کا حکم دیا' جن کو جمع کر کے جلا دیا گیا۔

(ب) ادب کے میدان میں قرآن کا مقام:

قرآن کریم عربی زبان کی پہلی مرتب شدہ ومدون کتاب ہے اسی وجہ سے تاریخ ادب کے لیے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے' کیونکہ چھٹی صدی عیسوی کے آخر اور ساتویں صدی کے ابتداء میں عربوں کی ادبی اور عقلی

زندگی کا یہی مظہر تھا' یہی فنی نثر کا بانی ہے اور ان مضامین واسالیب اور معرفتوں کا سرچشمہ ہے' جو اس دور میں ادب میں عام تھے' قرآن کریم ایسے بدیع اسلوب میں نازل ہوا کہ لوگوں کی سماعت اور ذہن اس جیسے کلام سے نامانوس تھے نہ تو وہ موزوں و مقفیٰ کلام ہے نہ ایسی سجع بندی ہے جس میں ایک ہی معنی کئی جملوں میں الگ الگ بیان کیا جائے اور نہ ہی ایسا آزاد اسلوب ہے' جو بغیر وزن اور سجع کی رعایت کے آخر تک چلا گیا ہو در حقیقت یہ ایسی جدا جدا آیتیں ہیں جن میں ایک دوسرے کی مشابہت ہے ان آیتوں پر آواز رک جاتی ہے' اور ذہن قرار پاتا ہے' کیونکہ جہاں ان آیات کے معانی مستقل حیثیت کے ہیں وہیں ان کے صوتی آہنگ پڑھنے والے کی روح و وجدان سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔

سو جب اہل عرب نے اسے سنا اور وہ شاعرانہ تراش کے ساتھ ساتھ نثر و بیان میں بھی بے مثل اور امام فن تھے' نہایت مرعوب ہو گئے اور اسے عجیب چیز قرار دیا وہ حیران تھے کہ قرآن پاک کو اپنے مروج و معروف کلام کی کس صنف میں سے شمار کریں چنانچہ اضطراب اور تردد کی حالت میں انہوں نے کبھی اسے شاعری کہا کبھی جادو اور کبھی کاہنوں کی تک بندی قرار دیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا قرآن مجید کو کلام کی ان اصناف میں سے شمار کرنا جو عقل کو اڑا دیتی ہیں' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن ان کے اذہان وقلوب پر بڑی شدت سے اثر انداز ہوا ہے۔

جب قرآن مجید کو اس زاویے سے دیکھا جائے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں اور رب حکیم وخبیر کی طرف سے ان کو جدا جدا وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے' کلامی تنقید کی مجال نہیں کہ اس کے پاس بھی پھٹک سکے نیز یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس نے تمام عرب کو یہ چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کے مثل ایک سورت ہی لا کر دکھا دیں مسلمان اس کے طرز تحریر کی نقل کرنے سے بھی گریز کرتے تھے کہ مبادا ان پر قرآن کا مقابلہ کرنے کا الزام نہ لگ جائے نیز اس بات کا بھی خیال تھا کہ کلام الٰہی مخلوق کے کلام کے مشابہ نہ ہو' لیکن یہ بھی بجا ہے کہ بہت سے مشرکوں' نبوت کے جھوٹے دعویداروں نے قرآن کریم کی حجت کو ختم کرنے کے لیے اور اس کے طرز اسلوب کی نقل کرتے ہوئے قرآن کے معارضہ میں کلام کیا ہے جیسے مسیلمہ کذاب نے کہا تھا:

یا ضفدع نقی ما تنقین فلا الماء تکدرین ولا الشارب تمنعین۔

اے مینڈکی! تو جتنی ٹرٹر کر سکتی ہے کر لے کیونکہ نہ تو پانی کو گندہ کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی پینے والے کو روک سکتی ہے۔

لیکن راویوں نے اس جیسے کلام کو نقل کرنے میں غفلت برتی ہے یا تو خوف خدا کی وجہ سے یا قابل اعتناء نہ سمجھنے کی وجہ سے جیسا کہ ابن مقفع' متنبی' ابو العلاء کی طرف جو کلام منسوب ہے اس میں انہوں نے غفلت برتی ہے' ان کے علاوہ کچھ متاخرین نے قرآن پاک کے اسلوب کی دلکشی کو دیکھتے ہوئے اس کی نقل

کرنا شروع کی لیکن ایک تو لوگوں کی طرف سے ملامت و مذاق دوسرے قرآنی اسلوب سے عاجز ہونے کی وجہ سے وہ اس سے باز آ گئے' اسی لیے قرآن کریم نے نثر کا کوئی ایسا باب نہیں کھولا کہ لوگ اس طرح کا کلام بنا سکیں اور اس پر نقد و تبصرہ ہو سکے' البتہ قرآن کریم نے نثر میں اتنا اثر ضرور ڈالا ہے کہ نثر اپنے طرز قدیم چھوٹے چھوٹے مسجع جملوں سے نکل کر ایسی صورت میں آ گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث' خطبات' مکتوبات اور صحابہ و تابعین کے کلام میں نظر آتا ہے جس کے جملے موزوں اور مربوط' الفاظ چیدہ' ترتیب عمدہ' تشبیہ بلیغ' مضمون مدلل اور منطقی' عقل و دل کی گہرائی میں اتر جانے والا ہے اسی طرح قصہ گوئی' وصف بیانی' قانون سازی' منطقی استدلال' موعظ حسنہ میں ایسے الفاظ و تراکیب اور موضوعات دیے کہ عرب ان کو پہچانتے بھی نہ تھے چنانچہ اس کی آیتیں ہمیشہ ہمیشہ خطیبوں کے لیے زور بیان' ادیبوں کے لیے زینت بخشتی رہیں گی جن کی وجہ سے ان کا کلام دوسرے کلاموں سے اس طرح ممتاز رہے گا جس طرح نقلی موتیوں کے ہار میں اصلی موتی ہوتا ہے۔

جواب: (الف) ادب عربی کے حوالے سے دو احادیث:

اس عنوان پر کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے دو حسب ذیل ہیں:

(i) من شبه قوما فهو منهم (او كمال قال عليه الصلوٰة والسلام)

(ii) جس شخص نے لباس و شکل میں عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مفہوم حدیث)

سوال نمبر 6: (ا) شام کی شاعری کی خصوصیات تحریر کریں' نیز فرزدق کا تعارف سپرد قلم کریں؟

(۲) مخضرمین شعراء میں سے کسی ایک کے حالات زندگی اور شاعری میں مقام زینت قرطاس کریں؟

(ب) غیر ملکی ادب:

جزیرۃ العرب دنیا کے بڑے دو ملکوں کے مابین واقع ہے، وہ دو ملک یہ ہیں:

مشرق میں ایران اور مغرب میں روم۔ ان دونوں ملکوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ تھا، یہی وجہ ہے کہ لغت اور ادب میں ان کے چند آثار مادی اور معنوی تبادلے کے باعث باقی ہیں مگر یہ ملاپ اس وقت شدت اختیار کر گیا جب اسلام نے ان دونوں کو فتح کر لیا۔ ان کے گہرے تعلق اس قدر مؤثر ہوئے کہ یہ علم و ادب کا گہوارہ بن کر آفتاب کی طرح چمکنے لگے۔

یہاں کے لوگ بالخصوص لونڈیاں اور خواتین کے اہل عرب سے رابطے ہوئے، اس طرح باہمی قرب کے نتیجہ میں جہاں نام و نسل میں یگانگت کی صورت پیدا ہوئی وہاں ادب عربی کو بھی تقویت حاصل ہوئی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف ''المزھر'' میں ایک فصل ایسی قائم کی ہے جس میں عربی میں استعمال ہونے والے الفاظ جو فارسی، رومی، سریانی اور قبطی سے متعلق ہیں، بیان کیے ہیں۔

اہل کوفہ نے چند فارسی الفاظ بھی عربی زبان میں استعمال کیے ہیں مثلاً مسحاۃ (پھاوڑا) کو 'بال' اور ''سوق'' کو 'بازار' سے تعبیر کرنے لگے۔ اسی طرح انہیں ''جلدی'' کے لیے لفظ ''زود'' اور ''بستان'' (باغ) بھی دشوار محسوس ہوتا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس ابو ہلال عسکری کا مشہور قول ہے:

''جس نے کسی زبان کی بلاغت فصاحت کو حاصل کیا، پھر اس نے کوئی اور زبان اختیار کر لی تو وہ اس زبان میں بھی ایسی ہی مہارت کلام حاصل کر لیتا ہے''۔

اسی طرح اہل عرب کے مختلف ملکوں اور ریاستوں سے مراسم قائم ہوئے تو عربی ادب کو وہ مقام حاصل ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا بلکہ یہ زبان کمال معراج تک پہنچ گئی۔

سوال نمبر 6: (الف) مصنف نے مضامین کے اعتبار سے شاعری کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے آپ کسی دو کی وضاحت کریں؟

(ب) شیعہ مسلک کی شاعری کا مختصر جائزہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) شاعری کے دو حصوں کا تعارف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شاعری:

ظہور اسلام کے وقت عربوں کی زندگی میں ٹھیٹھ جاہلیت، اکھڑ ذہنیت اور فرقہ وارانہ تعصب بہت مستحکم تھا اور شاعری ان صفات کو ظاہر کرنے اور ان جذبات کو ابھارنے کا ذریعہ بنی ہوئی تھی پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اخلاق فاسدہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تاکہ عربوں کے دل آپس میں جڑ جائیں اور ان میں اتحاد پیدا ہو تو اس بات کی ضرورت لازمی طور پر ہوئی کہ شاعری کو بے توقیر کیا جائے اور شاعروں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ ط (الشعراء:۲۲۴)

''اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں''۔

نیز فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ط (یٰس: ۶۹)

''اور ہم نے اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری ان کے شایانِ شان ہے''۔

اور حدیث شریف میں ہے:

''تم میں سے کسی کا منہ شعر و شاعری سے بھرے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کا پیٹ پیپ سے بھر کر سڑ جائے''۔

زمانہ جاہلیت کی شاعری

عربی نثر کو قرآن کریم اور حدیث پاک کی بدولت ایک نیا طریق کار اور ادبی سرچشمہ ملا چنانچہ اس نے ان دونوں کو اپنا معاون و مددگار بنا کر تدریجی ارتقاء، تکمیل اور آزادی کا سفر شروع کر دیا، اور عربوں کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری بھی اسلام کی طرف منتقل ہوئی لیکن اسلام نے اس ڈر سے کہ کہیں عصبیت اور جاہلیت کے یہ شعر مسلمانوں کے اتحاد اور عربوں کی باہمی الفت کو نہ توڑ دیں اس شاعری کو مرحبا نہیں کہا اور اس کو اتنا زیادہ مقبول نہ ہونے دیا چنانچہ اس میں بھی دیہاتی عربوں کی طرح نفاق رہا اور اس کا طبعی میلان دیہاتی زندگی اور خانہ بدوشوں کی طرف رہا جن سے وہ اپنے خیالات، طریقے اور مناظر لیتی رہی، ہم اسلامی شاعری کو تبھی سمجھ سکتے ہیں جب اس کے اصل منبع و ماخذ (جاہلی شاعری) کی طرف رجوع کریں اور گذشتہ اوراق میں جاہلی شاعری کا ہم کافی وافی ذکر کر آئے ہیں جس کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں اس لیے ہم چوتھے سرچشمہ کی طرف چلتے ہیں۔

(ب) شیعہ شاعری کا مختصر جائزہ:

شیعہ شاعری میں گہرے رنج و غم، دردناک مرثیہ، عاجزانہ مدح اور سخت عصبیت کا رنگ غالب ہے لیکن یہ خصوصیات پہلے شیعہ شاعروں کی شاعری میں اتنی نہیں پائی جاتی ہیں جتنی کہ بعد والوں کی شاعری میں ہیں، کیونکہ اس خیال کا بنیادی عقیدہ کی شکل اختیار کرنا، اہل اقتدار کا آل علی رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کرنا اور شیعہ پر مظالم ڈھانا ہے ان وجوہات کی بنا پر رفتہ رفتہ ان میں قوت اور سختی پیدا ہوگئی۔ مزید برآں اس زمانہ میں امویوں کے سونے اور لوہے کے ڈر سے شیعہ شعراء کی تعداد کم تھی۔ لہٰذا شیعہ شاعری کی ابتداء سچی محبت، خالص مدح اور سخت ہجو سے ہوئی۔

یقول الارزلون بنو قشیر — طوال الدھر لاتنسی علیا
بنو عبد النبی واقربوہ — احب الناس کلھم الینا

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل) (برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......سیرت رسول عربی﴾

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد امجاد میں سے کوئی سی دو شخصیات کا تعارف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) واقعہ اصحاب فیل تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (الف) حرب فجار سے کیا مراد ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حرب فجار میں شرکت کی تھی اس کا پس منظر کیا تھا؟ ۱۰

(ب) تعمیر کعبہ پر ایک مفصل نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں روکنے کے لیے قریش اور عتبہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) ہجرت کے موقع پر کفار کی دار الندوہ میں جو مشاورت ہوئی اس کا خلاصہ اور مسجد قباء کی شان میں اترنے والی آیت لکھیں؟ ۱۰+۵=۱۵

﴿قسم ثانی......تاریخ الخلفاء﴾

سوال نمبر 4: (الف) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہونے پر کوئی دو دلیلیں بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرآن سے کوئی دو موافقات اور تین اولیات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 5: (الف) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نظام عدل پر کوئی ایک واقعہ قلمبند کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل تھے، اس دعویٰ کو دلائل سے ثابت

کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: (الف) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک لکھیں؟ ۱۳

(ب) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معلوماتِ قرآن مجید کے بارے میں دو روایات قلمبند کریں؟ ۶+۶=۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

﴿قسم اوّل ...... سیرت رسول عربی﴾

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد امجاد میں سے کوئی سی دو شخصیات کا تعارف تحریر کریں؟

(ب) واقعہ اصحابِ فیل تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کا تعارف:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کا تعارف:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور عدنان حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں۔

خاندانی شرافت و سیادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز و معزز چلا آتا تھا۔ نضر (یا فہر) کا لقب قریش تھا۔ اس وجہ سے اس کی اولاد کو قریشی اور خاندان کو قریش کہنے لگے اور اس سے اوپر والے کنانی کہلائے۔ قریش کی وجہ تسمیہ میں بہت سے مختلف اقوات ہیں۔ جن کے ایراد کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں بنی آدم کے بہترین طبقات سے بھیجا گیا۔ ایک قرن کے بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا"۔ حدیث مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا' اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ اسی طرح ترمذی شریف میں بہ سند حسن

آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا' تو مجھ کو ان کے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چنا' تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر گھروں کو چنا' تو مجھے ان کے سب سے اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں روح وذات اور اصل کے لحاظ سے ان سب سے اچھا ہوں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے:-

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدًا و علمی انه لا یخلق

خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل کبھی پیدا نہیں کیا اور مجھے علم ہے کہ وہ آپ کا مثل پیدا نہ کرے گا۔

نضر کے بعد اپنے وقت میں رئیس عرب تھا اس کا ہم عصر حسان بن عبد کلال حمیدی چاہتا تھا کہ کعبہ کے پتھر اٹھا کر یمن میں لے جائے۔ تاکہ حج کے لیے وہیں کعبہ بنادیا جائے۔ جب وہ اس ارادے سے حمیر وغیرہ کو ساتھ لے کر یمن سے آیا' اور مکہ سے ایک منزل پر مقام نخلہ میں اترا' تو فہر نے قبائل عرب کو جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ حمیر کو شکست ہوئی۔ حسان گرفتار ہوا اور تین برس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا۔ اس واقعہ سے فہر کی ہیبت وعظمت کا سکہ عرب کے دلوں میں جم گیا۔

فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واقتدار حاصل کیا۔ قصی مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خامس ہیں ان کا اصلی نام زید تھا۔ کلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ فاطمہ نے بنوعزرہ میں سے ایک شخص ربیعہ بن حزام سے شادی کر لی تھی۔ وہ فاطمہ کو اپنی ولایت یعنی ملک شام کو لے گیا۔ فاطمہ اپنے ساتھ زید کو بھی لے گئی چونکہ زید ابھی بچہ ہی تھے اور اپنے وطن مالوف سے دور جارہے تھے۔ اس لیے ان کو قصی (تصغیر اقصی بہ بعید) کہنے لگے جب قصی جوان ہو گئے' تو پھر مکہ میں اپنی قوم میں آگئے اور وہیں جلیل خزاعی کی بیٹی سے شادی کر لی۔ جلیل اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ اس کے مرنے پر تولیت قصی کے ہاتھ آئی اس نے خزاعہ کو بیت المال سے نکال دیا' اور قریش کو گھاٹیوں' پہاڑوں اور وادیوں سے جمع کر کے مکہ کے اندر اور باہر آباد کیا۔ اس وجہ سے قصی کو مجمع بھی کہتے ہیں۔

قصی نے کئی کارہائے نمایاں کیے۔ چنانچہ ایک کمیٹی گھر قائم کیا جسے دارالندوہ کہتے ہیں مہمات امور میں مشورے یہاں کرتے۔ لڑائی کے لیے جھنڈا یہیں تیار ہوتا۔ نکاح اور دیگر تقریبات کی مراسم یہیں ادا کرتے۔ حرم کی رفادت وسقایت کا منصب بھی قصی ہی نے قائم کیا۔ چنانچہ موسم حج میں قریش کو جمع کر کے یہ تقریر کی۔ تم خدا کے پڑوسی اور خدا کے گھر کے متولی ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور خدا کے گھر کے زائرین ہیں وہ اور مہمانوں کی نسبت تمہاری میزبانی کے زیادہ مستحق ہیں اس لیے ایام حج میں ان کے کھانے پینے کے لیے کچھ مقرر کرو۔ اس پر قریش نے سالانہ رقم مقرر کی جس سے ہر سال ایام منیٰ میں غریب حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ سقایت کے لیے قصی نے چرمی حوض بنائے جو ایام حج میں کعبہ کے صحن میں رکھے جاتے تھے ان حوضوں کے بھرنے کے لیے مکہ کے کنوؤں کا پانی مشکوں میں اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔ ان

مناصب کے علاوہ قریش کے باقی شرف بھی یعنی حجابت (کعبہ کی کلید برادری وتولیت) اور لواء (علم بندی) اور قیادت (امارت لشکر) قصی کے ہاتھ میں تھے اور قصی ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مزدلفہ پر روشنی کی تا کہ لوگوں کو عرفات سے نظر آ جائے۔

قصی کے چار لڑکے (عبدالدار، عبد مناف، عبدالعزی عبد) اور دو لڑکیاں (تخمر، برہ) تھیں۔ عبدالدار اگرچہ عمر میں سب سے بڑا تھا مگر شرافت ووجاہت میں اپنے بھائیوں کے ہم پایہ نہ تھا، اور عبد مناف تو سب سے اشرف تھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد رابع تھے۔ ان کا اصلی نام مغیرہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی جھلک ان کی پیشانی میں ایسی تھی کہ ان کو قمر البطحا (وادی مکہ کا چاند) کہا کرتے تھے جب قصی بہت بوڑھے ہو گئے، تو انہوں نے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے تیرے بھائیوں کے برابر کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حرم شریف کے تمام مناصب اس کے سپرد کر دیے قصی کی ہیبت کے سبب سے اس وقت کسی نے اعتراض نہ کیا مگر قصی کے بعد جب عبدالدار اور عبد مناف کا بھی انتقال ہو چکا، تو عبد مناف کے بیٹوں (ہاشم، عبد شمس، مطلب، نوفل) نے اپنا استحقاق ظاہر کیا اور چاہا کہ حرم شریف کے وظائف عبدالدار کی اولاد سے چھین لیں اس پر قریش میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بنو اسد بنی عزیٰ اور بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم بن مرہ اور بنو حارث بن فہر یہ سب بنو عبد مناف کی طرف اور بنو مخزوم اور بنو سہم اور بنو جمح اور بنو عدی بن کعب دوسری طرف ہو گئے۔ بنو عبد مناف اور ان کے احلاف نے قسمیں کھا کر معاہدہ کیا کہ ہم ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑیں گے، اور یک جہتی کے اظہار کے لیے ایک پیالہ خوشبو سے بھر کر حرم شریف میں رکھا اور سب نے اس میں اپنی انگلیاں ڈبوئیں اس لیے ان پانچ قبائل کو مطیبین کہتے ہیں اسی طرح دوسرے فریق نے باہم معاہدہ کیا اور ایک پیالہ خون سے بھر کر اس میں اپنی انگلیاں ڈبو کر چاٹ لیں اس لیے ان پانچ قبائل کو لعقۃ الدم (خون کے چاٹنے والے) کہتے ہیں۔ غرض ہر دو فریق لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ مگر اس بات پر صلح ہو گئی کہ سقایت ورفادت وقیادت بنو عبد مناف کو دی جائے اور حجابت ولواء وندوہ بدستور بنو عبدالدار کے پاس رہے چنانچہ ہاشم کو جو بھائیوں میں سے بڑے تھے سقایت ورفادت ملی۔ ہاشم کے بعد مطلب کو اور مطلب کے بعد عبدالمطلب اور عبدالمطلب کے بعد ابو طالب کو ملی اور ابو طالب نے اپنے بھائی عباس کے حوالہ کر دی قیادت عبد شمس کو دی گئی۔ عبد شمس کے بعد اس کے بیٹے امیہ کو پھر امیہ کے بیٹے حرب کو پھر حرب کے بیٹے ابوسفیان کو عطا ہوئی۔ اس لیے جنگ احد اور احزاب میں ابوسفیان ہی قائد تھا۔ جنگ بدر کے وقت وہ قافلہ قریش کے ساتھ تھا۔ اس لیے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس امیر الجیش تھا۔ دار الندوہ عبدالدار کی اولاد میں رہا۔ یہاں تک کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ انہوں نے اسے دار الامارت بنا لیا اور آخر کار حرم میں شامل ہو گیا۔ حجابت آج تک عبدالدار کی اولاد میں ہے اور وہ بنو شیبہ بن عثمان بن عبدالدار ہیں۔ لواء بھی اسی کی اولاد میں رہا۔ چنانچہ

جنگ احد میں جھنڈا ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ جب ایک قتل ہو جاتا' تو دوسرا اس کی جگہ لیتا اس طرح ان کی ایک جماعت قتل ہوگئی۔

(ب) واقعہ اصحاب فیل:

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پچپن (۵۵) ایام قبل کا واقعہ ہے' جو ''اصحاب فیل'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس واقعہ کا اختصار یوں بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ حبشہ کی طرف سے ابرہہ یمن کا حاکم (گورنر) تھا، شہر صنعاء میں ایک کلیسا تعمیر کروایا، اس نے شاہ کے نام پیغام ارسال کیا کہ میں نے آپ کے لیے ایک خوبصورت کلیسا تیار کروایا ہے، میری کوشش ہے کہ مستقبل میں لوگ کعبہ کو چھوڑ کر حج وطواف کی عبادت یہاں آ کر کیا کریں۔ جب اس خبر کی شہرت عرب پہنچی' تو بنو کنانہ کا ایک بہادر شخص غصہ میں آ گیا، وہ ابرہہ کے تیار کردہ کلیسا میں پہنچا اور اس میں داخل ہو کر بول و براز کر دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ابرہہ بہت برہم ہوا، اس نے انتقامی کارروائی کرنے کے لیے قسم اٹھالی کہ وہ کعبہ میں پہنچ کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ اس نے بلاتاخیر افواج و ہاتھیوں کو تیار کیا اور کعبہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مکہ معظمہ سے دو میل کے فاصلے پر مقام ''مغمس'' میں پہنچ کر اس نے پڑاؤ کیا اور اپنے ایک سپاہی سے کہا کہ تم اہل مکہ سے چھیڑ چھاڑ کرو، چنانچہ وہ سرداران مکہ کے اونٹ اور بکریاں وغیرہ لے آیا، جن میں دو سو اونٹ عبدالمطلب بن ہاشم کے تھے۔ بعد ازاں حناط حمیری گیا اور وہ عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس لے آیا، ابرہہ نے عبدالمطلب کا بہت اکرام و ادب کیا اور دونوں میں بذریعہ ترجمان تفصیلی گفتگو ہوئی جو حسب ذیل ہے:

ابرہہ: آپ کیا چاہتے ہیں؟

عبدالمطلب: آپ میرے اونٹ واپس کر دیں۔

ابرہہ: آپ کو اپنے اونٹوں کا خیال ہے مگر کعبہ کا خیال نہیں ہے، جو تمہارے اور تمہارے آباؤ اجداد کا دین اور میں اسے گرانے آیا ہوں؟

عبدالمطلب: چونکہ میں اونٹوں کا مالک ہوں، آپ میرے اونٹ واپس کر دیں، کعبہ اللہ کا گھر ہے اور وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔

ابرہہ: کعبہ مجھ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

عبدالمطلب: اس بارے میں تم جانو یا کعبہ کا مالک جانے۔

اس گفتگو کے بعد عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے، شہر مکہ میں پہنچ کر انہوں نے اہل مکہ میں اعلان کروا دیا کہ تم شہر سے نکل کر پہاڑوں کے دروں میں چھپ جاؤ۔ پھر عبدالمطلب کعبہ میں گئے اور کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر یوں دعا کی:

''اے اللہ! تو اپنے گھر کو بچالے، کیونکہ تو ہی گھر کو بچانے والا ہے، ایسا نہ ہو کہ کل کو ان کی صلیب اور

ان کی تدبیر تیری تدبیر پر غالب آجائے۔ اگر تو ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنے لگا ہے، تو حکم کر جو چاہتا ہے"۔

عبدالمطلب یہ دعا کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو گئے۔ صبح کے وقت ابرہہ اپنی فوج اور ہاتھیوں کو لے کر تیار ہوا، جب اس نے اپنے ہاتھی کا منہ کعبہ کی طرف کیا' تو وہ بیٹھ گیا۔ کوشش بسیار کے باوجود اسے اٹھانے میں کامیاب نہ ہوا، آخر اس کا منہ مکہ کی طرف سے موڑا' تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے لگا۔ بار بار ایسے ہوا کہ جب ہاتھی کا منہ مکہ کی طرف کیا جاتا' تو وہ بیٹھ جاتا، جب اس کا منہ مکہ سے موڑا جاتا' تو وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور دوسری طرف بھاگ اٹھتا تھا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر سے ابابیل (پرندے) ظاہر ہوئے، جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکر تھے، ابابیل نے ابرہہ کی فوج اور ہاتھیوں پر کنکریوں کا منہ برسا دیا، جس کے نتیجہ میں کعبہ دشمن سے محفوظ رہا۔ ابرہہ، ہاتھی اور اس کے فوجی ہلاک ہو گئے۔

سوال نمبر 2: (الف) حرب فجار سے کیا مراد ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حرب فجار میں شرکت کی تھی اس کا پس منظر کیا تھا؟

(ب) تعمیر کعبہ پر ایک مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) حرب فجار سے مراد اور اس کا پس منظر:

ظہور اسلام سے قبل کئی لڑائیاں پیش آئیں، بعض لڑائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حصہ لیا تھا، ان لڑائیوں میں سے ایک حرب فجار ہے۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت کرنے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں روانہ کرتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دفعہ جب اس نے اونٹوں پر سامان لدوایا تھا اس وقت بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں، نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے؟ یہ سن کر عروہ نے کہا: میں اہل نجد اور تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا' تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا، براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہ حرام میں قتل کر دیا۔

ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا۔ وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر قریش نے یہ منظور نہ کیا۔ اس لیے قریش، کنانہ اور ہوازن میں جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا، جو ابوسفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا مگر کنانہ کے ایک پہلو عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب میں حرب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں، ان میں سے

ایک میں آپ کے چچا آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چودہ (۱۴) سال تھی لیکن آپ نے خود لڑائی نہیں کی۔ تاہم تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: وکنت انبل علی اعمامی۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہر حال آخر میں فریقین میں صلح ہوگئی تھی۔

(ب) تعمیر کعبہ پر نوٹ:

تعمیر کعبہ:

جب حضرت کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی، تو قریش نے کعبہ کو از سر نو بنایا۔ علامہ ازرقی (متوفی ۲۲۳ھ) نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھروں سے جو تعمیر کی تھی اس کا طول و عرض حسب ذیل تھا:

ارتفاع	۹ گز
طول (سامنے کی طرف) حجر اسود سے رکن شامی تک	۳۲ گز (۳۲ ہاتھ)
عرض (میزاب شریف کی طرف) رکن شامی سے رکن غربی تک	۲۲ گز (۲۲ ہاتھ)
طول (پچھواڑے کی طرف) رکن غربی سے رکن یمانی تک	۳۱ گز (۳۱ ہاتھ)
عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک	۲۰ گز (۲۰ ہاتھ)

اس عمارت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کر رہے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کندھے پر پتھر لاد کر لا رہے تھے۔ جب دیواریں اونچی ہوگئیں، تو مقام پر کھڑے ہو کر کام کرتے رہے۔ جب حجر اسود کی جگہ تک پہنچ گئے، تو آپ نے حضرت اسماعیل سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ میں اسے یہاں نصب کردوں تاکہ لوگ طواف یہاں سے شروع کیا کریں۔ حضرت اسماعیل پتھر کی تلاش میں گئے، تو حضرت جبرئیل حجر اسود لے کر حاضر ہوئے۔ اس بناء پر دروازہ سطح زمین کے برابر تھا مگر چوکھٹ بازو نہ تھے، نہ کواڑ تھے نہ چھت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد عمالقہ و جرہم وقصی نے اپنے وقت میں اس عمارت کی تجدید کی چونکہ عمارت نشیب میں واقع تھی، وادی مکہ کی رووں کا پانی حرم میں آجاتا تھا اس پانی کی روک کے لیے بالائی حصہ پر بند بھی بنوا دیا گیا تھا مگر وہ ٹوٹ جاتا تھا۔ اس دفعہ ایسے زور کی رو آئی کہ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اس لیے قریش نے پرانی عمارت کو ڈھا کر نئے سرے سے مضبوط و مسقف بنانے کا ارادہ کیا۔ حسن اتفاق یہ کہ ایک رومی تاجر باقوم کا جہاز ساحل جدہ پر کنارے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ باقوم مذکور معمار نجار بھی تھا، قریش کو جو خبر لگی، تو ولید بن مغیرہ چند اور قریشیوں کے ساتھ وہاں پہنچا، اس نے چھت کے لیے جہاز کے تختے مول لے لیے اور باقوم کو بھی ساتھ لے آیا۔ دیواروں کے لیے قریش کے ہر ایک قبیلہ نے الگ الگ پتھر ڈھونے شروع کیے۔ مرد دو۲ دو۲ مل کر دور سے پتھروں کو کندھوں پر اُٹھا کر لاتے تھے چنانچہ اس کام میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے اور کوہ صفا کے متصل اجیاد سے پتھر لا رہے تھے۔ جب سامان عمارت جمع ہو گیا' تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ مخزومی کے مشورے سے قبائل قریش نے تعمیر کے لیے بیت اللہ کی چاروں طرفیں آپس میں تقسیم کر لیں۔

سوال نمبر 3: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں روکنے کے لیے قریش اور عتبہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ بیان کریں؟

(ب) ہجرت کے موقع پر کفار کی دار الندوہ میں جو مشاورت ہوئی اس کا خلاصہ اور مسجد قباء کی شان میں اترنے والی آیت لکھیں؟

جواب: (الف) عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے درمیان ہونے والی گفتگو:

عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے مابین ہونے والی گفتگو حسب ذیل ہے:

عتبہ: اے گروہ قریش! کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں تاکہ اس سے کلام کروں اور چند باتیں اس کے آگے پیش کروں۔ شاید وہ ان میں سے ایک بات کو پسند کرے۔ پس ہم وہ کر دیں اور وہ ہم سے باز رہے؟

قریش: ہاں ابو الولید، آپ جائیے اور اس سے گفتگو کیجئے؟

عتبہ: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر) بھائی کے بیٹے! آپ کو معلوم ہے کہ خویش و اقارب میں آپ بزرگ و برگزیدہ اور نسب میں عالی رتبہ ہیں۔ آپ اپنی قوم میں ایک نیا مذہب لائے ہیں جس سے آپ نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ آپ نے ان کے داناؤں کو نادان بتایا، ان کے معبودوں اور ان کے دین کو برا کہا اور ان کے گزشتہ آباؤ اجداد کو کافر بتایا۔ سنیے میں چند باتیں پیش کرتا ہوں، شاید آپ ان میں سے ایک بات پسند کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم: ابو الولید! آپ بیان کریں میں سنتا ہوں۔

عتبہ: بھائی کے بیٹے! اس نئے مذہب سے آپ کا مقصود اگر مال ہے' تو ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ مالدار بن جائیں۔ اگر اس سے ہم پر شرف مقصود ہے' تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ آپ کے بغیر کوئی کام نہیں کیا کریں گے۔ اگر آپ کو ملک مطلوب ہے' تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ اگر ہم آپ سے اس جن کو نہ روک سکیں جو آپ کے پاس آتا ہے' تو آپ کا علاج کرائیں گے اور علاج میں اپنا خرچ کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ جن بھاگ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم: ابو الولید! کیا تو کہہ چکا جو کہنا تھا؟

عتبہ: ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ مجھ سے سنیں۔

عتبہ: سنایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حٰمٓ السجدہ کی آیات تا آیت سجدہ تلاوت فرمائیں، پھر سجدہ تلاوت کیا اور عتبہ کھڑا یہ سارا منظر دیکھتا رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم: ابوالولید! کیا آپ نے سنا؟

عتبہ: میں نے سن لیا، آپ جانیں اور آپ کا کام۔

قریش: (عتبہ کو دیکھ کر ایک دوسرے سے) اللہ کی قسم ابوالولید وہ چہرہ لے کر نہیں آیا جو لے کر گیا تھا (عتبہ کو پاس بیٹھا دیکھ کر) ابوالولید! وہاں کا حال سنایئے؟

عتبہ: اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام سنا کہ اس کی مثل کبھی نہیں سنا۔ اللہ کی قسم وہ شعر نہیں، نہ جادو ہے، نہ کہانت۔ اے گروہ قریش! میرا کہا مانو، اس شخص کو کرنے دو جو کرتا ہے اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام اس سے سنا ہے کہ اس کی بڑی عظمت وشان ہوگی۔ اگر عرب اس کو مغلوب کرلیں' تو تم غیر کے ذریعے اس سے بچ گئے۔ اگر وہ عرب پر غالب آگیا' تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے اور تم اس کے سبب سے خوش نصیب ہو جاؤ گے۔

عتبہ: اس کے بارے میں میری یہی رائے ہے، تم جو چاہو کرو۔

(ب) ہجرت کے وقت کفار کی دارالندوہ میں مشاورت:

جب کفار مکہ نے معلوم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمایتی دوسرے ممالک کے علاوہ مدینہ میں بھی پیدا ہو گئے ہیں' تو انہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ آپ بیرونی طاقتوں سے مل کر مکہ پر حملہ کر سکتے ہیں اور مکہ پر اپنی عزت وعظمت کا جھنڈا گاڑ سکتے ہیں۔ لہٰذا وہ وقت آنے سے قبل ہمیں اجتماعی طور پر اور حفظ ماتقدم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ سرداران قریش اور مکہ کی قد آور شخصیات مثلاً عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختر ی، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، ابوجہل، منبہ اور بنیہ سب دارالندوہ میں مشاورت کے لیے جمع ہوئے۔

شیطان بھی شیخ نجدی کی شکل میں اس اجلاس میں آیا، لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں، جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو میں بھی مشاورت کے لیے آیا ہوں تا کہ معلوم کروں کہ تم لوگ کیا فیصلہ کرتے ہو اور میں بھی اس حوالے سے اپنی رائے پیش کرسکوں۔ حاضرین نے جواب دیا: بہت اچھا، آپ کا آنا مبارک ہو۔ اگلے ہی لمحہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا' تو ایک شخص نے کہا: اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک تنگ وتاریک مکان میں بند کر دو، کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہ دی جائے اور اس طرح خود ہلاک ہو

جائے گا۔ شیخ نجدی نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا: میرے خیال کے مطابق یہ رائے اچھی نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر تم اسے مکان میں بند بھی کر دو، تو اس کی خبر یقیناً اس کے ماننے والوں تک پہنچ جائے گی، وہ تم پر حملہ آور ہو کر اسے تم سے چھڑا لیں گے۔ دوسرا شخص بولا: اسے شہر سے نکال دو جہاں چاہے چلا جائے، ہمیں اس کی پریشانی نہیں رہے گی۔ شیخ نجدی پھر رائے دینے لگا: آپ کی یہ رائے بھی درست نہیں ہے، کیا تمہیں نہیں معلوم یہ اپنی شیریں گفتگو کے ذریعے کسی قبیلہ میں جا کر انہیں اپنا مطیع بنا لے اور انہیں اپنے ساتھ ملا کر ہم پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔ ابوجہل نے رائے دیتے ہوئے کہا: ہم ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی لیں، ہر نوجوان کے ہاتھ میں تیز دھار تلوار ہو پھر سب مل کر یکبارگی اس پر حملہ کر کے اسے قتل کے گھاٹ اتار دیں۔ اس طرح اس کا قبیلہ تمام قبائل کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے گا اور ہم سب مل کر خون بہا دے دیں گے۔

یہ رائے سن کر شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے سب سے بہتر ہے، ہماری کامیابی کا راز اسی رائے پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ سب شرکاء نے اس رائے سے اتفاق کیا اور مجلس مشاورت برخاست ہوگئی۔

مسجد قباء کی فضیلت میں نازل ہونے والی آیت:

سفر ہجرت کے اختتام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر قیام پذیر ہوئے، وہاں چند ایام تک قیام کیا، وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی جس کا نام "مسجد قباء" ہے۔ اس مسجد کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۝

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن تقویٰ پر رکھی گئی ہے، زیادہ لائق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ مرد ہیں، جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے اس مسجد میں دو نوافل ادا کرنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

قسم ثانی......تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (الف) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہونے پر کوئی دو دلیلیں بیان کریں؟

(ب) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرآن سے کوئی دو موافقات اور تین اولیات تحریر کریں؟

جواب: (الف) صحابہ کرام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بڑے عالم ہونے پر دو دلیلیں:

(۱) آپ جوانی کے عالم میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آدمی ہیں، پھر تاحیات حضر و سفر میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی سعادت حاصل کی اور تمام صحابہ کرام سے زیادہ آپ سے فیضِ علمی وروحانی حاصل کیا۔

(۲) فقط آپ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے، آپ کے علم وروحانی مقام کی وجہ سے تمام صحابہ کرام نے آپ کو متفقہ طور پر اپنا خلیفہ منتخب کیا۔

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرآن سے دو موافقات اور تین اولیات:

موافقات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن پاک آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اگر کسی معاملہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسری، تو قرآن پاک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس غرض کے بعد امہات المومنین کے پردہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط (پارہ:22، ع:4)

''اور جب تم اُمہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے ہی کا مشورہ دیا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (پارہ:3، ع:15)

''اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا''۔

اولیات:

آپ کی چند اولیات درج ذیل ہیں:

(۱) سن ہجری کا آغاز کیا۔ (۲) بیت المال قائم کیا۔ (۳) نماز تراویح کا باجماعت اہتمام کیا۔ (۴) رات کے وقت گشت کرنے کا آغاز کیا۔ (۵) متعہ کو حرام قرار دیا۔ (٦) نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا اجراء کیا۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نظام عدل پر کوئی ایک واقعہ قلمبند کریں؟

(ب) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، اس دعویٰ کو دلائل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) عدل فاروقی کا ایک واقعہ:

عدل فاروقی کے واقعات سے کتب بھری پڑی ہیں، ہمیں ایک واقعہ مطلوب ہے، جو حسب ذیل

ہے:
دور رسالت میں ایک یہودی اور ایک منافق کا کسی معاملہ میں تنازع ہوگیا، قضیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کے دلائل سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ منافق پریشان ہوا، وہ چاہتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا۔ صورتحال اور معاملہ برعکس ہونے کی وجہ سے اس نے یہودی کو کہا: شاید یہ فیصلہ عجلت میں ہوگیا، اب ہم اپنا مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاتے ہیں، آپ کا فیصلہ ہمیں منظور ہوگا، دونوں شہنشاہ عدالت میں حاضر ہوئے، یہودی نے آپ سے فیصلہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا تھا، آپ نے فرمایا: تم یہیں رکو میں تمہارا ابھی فیصلہ کرتا ہوں، آپ گھر میں داخل ہوئے پھر اس شان سے برآمد ہوئے کہ دست اقدس میں برہنہ تلوار تھی، آتے ہی منافق کی گردن بدن سے جدا کر دی اور زبان پر یہ الفاظ تھے: جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے پھر عمر کے پاس اس کا فیصلہ یہی ہے۔

(ب) افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلائل:

1- ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینة علیه

2- واللیل اذا یغشی ان سعیکم لشتی

3- فاما من اعطی و اتقی

4- والذی جاء بالحق

سوال نمبر 6: (الف) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک لکھیں؟

(ب) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معلومات قرآن مجید کے بارے میں دو روایات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

ابن عساکر چند طریقوں سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ درمیانے قد کے، خوبصورت شخص، رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی شامل تھی، چہرے پر چیچک کے داغ تھے، جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں، کندھے کافی پھیلے ہوئے تھے، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی مبارک بہت گھنی تھی، سر کے بال گھنگھریالے تھے، دانت بہت خوبصورت تھے اور سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے، کن پٹیوں کے بال کانوں کے نیچے تک تھے اور پیلے رنگ کا خضاب کیا کرتے تھے۔

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معلومات قرآن کے حوالے سے دو روایات:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ قرآن کریم تمام آسمانی کتب کا جامع ہے، اس کے تمام مضامین سورہ فاتحہ میں موجود ہیں، سورہ فاتحہ کے تمام مضامین بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ میں موجود ہیں

اور بسم اللہ کی باء کے بارے میں میں اتنی تفسیر لکھ سکتا ہوں کہ اس سے ستر اونٹ بھر جائیں۔

(۲) ایک دفعہ ایک یہودی جس کی داڑھی کے بال بہت کم تھے، کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برسرِ راہ ملاقات ہوئی، آپ کی گھنی داڑھی مبارک دیکھ کر اس نے کہا: آپ باب مدینۃ العلم ہیں، آپ بتائیں کہ قرآن کریم میں میری کم داڑھی اور تمہاری زیادہ داڑھی کا بھی کہیں ذکر ہے؟ آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ہاں اس کا ذکر اس ارشادِ ربانی میں موجود ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ (قرآن)

پاکیزہ زمین اپنے پروردگار کے حکم سے خوبصورت بالیاں نکالتی ہے اور نجس زمین نہیں نکالتی مگر بہت کم۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل) (برائے طلباء) الموافق سنة 1440ھ 2019ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: فَصَاحَةُ الْكَلَامِ سَلَامَتُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْكَلِمَاتِ مُجْتَمِعَةً وَمِنْ ضُعَفِ التَّأْلِيفِ وَمِنَ التَّعْقِيدِ مَعَ فَصَاحَةِ كَلِمَاتِهِ

(الف) اعراب لگائیں اور خط کشیدہ عبارت کی اس طرح تشریح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہو جائے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تنافر کلمات، ضعف تالیف اور تعقید میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں۔ ۱۵=۵×۳

سوال نمبر 2: وقد تخرج الفاظ الاستفهام عن معناها الاصلی لمعانٍ اخر تفهم من سیاق الکلام

(الف) حروف استفہام تحریر کریں، نیز بتائیں کہ "انّٰی" اصل وضع میں کن معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) حروف استفہام اصلی معانی کے علاوہ جن معانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان میں سے کوئی پانچ معانی مع امثلہ تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 3: اذا ارید افادة السامع حکما فای لفظ یدل علی معنی فیه فالاصل ذکره وای لفظ علم من الکلام لدلالة باقیة علیه فالاصل حذفه واذا تعارض هذان الاصلان فلا یعدل عن مقتضی احدهما الی مقتضی الاخر الالداع .

(الف) عبارت کا مفہوم سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) دواعی حذف میں سے کوئی سے پانچ مع مثال بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر 4: واما الشرط فالتقیید به یکون للاغراض التی تؤدیها معانی ادوات الشرط

(الف) فن بلاغت میں کن حروفِ شرط سے بحث ہوتی ہے اور کن سے نہیں ہوتی؟ اور کیوں؟
۵+۵=۱۰

(ب) اِنْ اور اِذَا کے معنی شرط میں فرق بیان کریں، نیز حروف شرط بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۵×۵=۲۵

النداء، الفصاحة، القصر، الوصل، الاطناب، الالتفات، تجاهل العارف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

سوال نمبر 1: فَصَاحَةُ الْكَلَامِ سَلَامَتُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْكَلِمَاتِ مُجْتَمِعَةً وَمِنْ ضُعَفِ التَّأْلِيفِ وَمِنَ التَّعْقِيدِ مَعَ فَصَاحَةِ كَلِمَاتِهِ

(الف) اعراب لگائیں اور خط کشیدہ عبارت کی اس طرح تشریح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہو جائے۔

(ب) تنافر کلمات، ضعف تالیف اور تعقید میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور خط کشیدہ عبارت کی تشریح:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور خط کشیدہ عبارت کی تشریح حسب ذیل ہے:
فصاحت کلمات کا مطلب یہ ہے کہ کلام اجتماع کلمات کے باعث پیدا ہونے والے تنافر، ضعف تالیف اور تعقید سے خالی ہوتا کہ کلمات بھی فصیح ہو جائیں۔

(ب) تنافر کلمات، ضعف تالیف اور تعقید کی تعریف و مثال:

۱- تنافر کلمات: اس سے مراد ایسا وصف ہے جس وجہ سے کلام زبان پر ثقیل اور دشوار ہو جاتا ہے۔
اس کی مثال میں یہ اشعار ہیں:

(۱) فی رفع عرش الشرع مثلك يشرع ۔ وليس قرب قبر حرب قبر

(۲) كريم متى امدحه امدحه والورى معى ۔ واذا ما لمته لمته وحدى

شریعت کے تخت کو تیری مثل بلند کرتا ہے، حرب کی قبر کے قریب کوئی قبر موجود نہیں ہے۔ وہ ایسا مہربان ہے کہ جب میں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتا ہوں، تو اس صورت میں مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے اور جب میں اس کی ملامت کرتا ہوں، تو اکیلا ملامت کرتا ہوں۔

ان اشعار میں قرب، قبر، امدحه اور لمته تمام الفاظ اپنی اپنی جگہ میں فصیح ہیں مگر ان کے جمع

ہونے سے ثقل پیدا ہوگیا اور زبان پر دشوار ہوگیا۔

۲۔ضعف تالیف: جو لفظ نحوی قانون کے خلاف استعمال ہو، وہ ضعف تالیف کہلاتا ہے مثلاً لفظاً اور رتبۃً دونوں اعتبار سے اضمار قبل الذکر ہو۔ اس کی مثال یہ شعر ہے:

جزی بنوہ ابا الغیلان عن کبر

وحسن فعل کما یجزی سنمار

ابوغیلان کے لڑکوں نے اس کے عمر رسیدہ ہونے کے بعد اچھا سلوک کرنے کے باوجود ایسا بدلہ دیا جیسا سنمار نامی معمار کو بدلہ دیا گیا۔

اس شعر میں ''بنوہ'' کی ضمیر مجرور ''ہ'' کا مرجع ابوالغیلان ہے، اس لیے کہ اس کے بیٹوں کا تذکرہ ہے جبکہ ضمیر پہلے اور ابوالغیلان کا ذکر بعد میں ہے۔ یہی اضمار قبل الذکر ہے۔

۳۔تعقید: مرادی معنیٰ پر کلام کی دلالت واضح نہ ہو (بلکہ خفی ہو) اور یہ خفاء لفظاً ہوگا جیسے تقدیم یا تاخیر اور یا فصل کے باعث ہوتا ہے، وہ تعقید لفظی کہلاتا ہے جیسے متنبی کا شعر ہے:

جفخت وھم لا یجفخون بھا بھم

شیم علی الحسب الاغر دلائل

ممدوح کے اخلاق نے فخر کیا جبکہ وہ خود اپنے اخلاق پر فخر نہیں کرتا، تو یہ اعلیٰ حسب ونسب کی دلیل ہے۔

اس کی اصل عبارت یوں تھی:

جفخت بھم بھم شیم دلائل علی الحسب الاغر وھم لا یجفخون بھا۔

اس عبارت میں لفظ ''بھم'' کو مؤخر اور ''ھم'' کو مقدم کیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح عبارت: وھم لا یجفخون بھا میں بھی تقدیم وتاخیر پائی جاتی ہے۔ شیم اور دلائل کے مابین: علی الحسب الاغر کے باعث فصل واقع ہوگئی۔ یہی تعقید لفظی کہلاتا ہے۔

سوال نمبر2: وقد تخرج الفاظ الاستفھام عن معناھا الاصلی لمعان اخر تفھم من سیاق الکلام

(الف) حروف استفہام تحریر کریں، نیز بتائیں کہ ''انّی'' اصل وضع میں کن معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟

(ب) حروف استفہام اصلی معانی کے علاوہ جن معانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان میں سے کوئی پانچ معانی مع امثلہ تحریر کریں؟

(الف) حروف استفہام:

جو حروف سوال کرنے کے لیے استعمال ہوں، وہ حروف استفہام کہلاتے ہیں۔ وہ حروف حسب ذیل ہیں:

(۱) ھمزہ (أ)، (۲) ھَلْ، (۳) مَا، (۴) مَنْ، (۵) مَتٰی، (۶) اَیَّانَ، (۷) کَیْفَ، (۸) اَیْنَ، (۹) اَنّٰی، (۱۰) کَمْ، (۱۱) اَیٌّ۔

اصل وضع کے اعتبار سے "اَنّٰی" کے معانی:

لفظ "اَنّٰی" تین معانی کے لیے موضوع ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ کبھی "کَیْفَ" کے معنیٰ میں آتا ہے مثلاً اَنّٰی یحی هذه الله بعد موتها (اللہ تعالیٰ اس گاؤں کو برباد کرنے کے بعد کیسے آباد کرے گا؟)

۲۔ کبھی "مِنْ اَیْنَ" کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا؟ (اے مریم! آپ کے لیے یہ (کھانا) کہاں سے آیا؟)

۳۔ کبھی "مَتٰی" کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے مثلاً زُرْ اَنّٰی شِئْتَ (جب تو چاہے ملاقات کر)

(ب) حروف استفہام کا اصل وضع کے علاوہ معانی میں استعمال:

بعض اوقات حروف استفہام اپنے وضعی معانی کے علاوہ معانی میں استعمال ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ ہمزہ (أ) بمعنیٰ تسویہ: ارشاد خداوندی ہے: سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں) اس ارشاد میں کفار کو ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر قرار دیا جا رہا ہے۔

۲۔ ھَلْ بمعنیٰ نفی: ارشاد خداوندی ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝

۳۔ ہمزہ (أ) بمعنیٰ انکار: چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ج (کیا تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو؟) یہاں ہمزہ استفہام انکاریہ کے لیے ہے۔

۴۔ ھَلْ بمعنیٰ نفی: فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (کیا تم باز آنے والے ہو؟) یعنی تم باز آ جاؤ۔

۵۔ ہمزہ (أ) بمعنیٰ نہی: مثلاً اَتَخْشَوْنَهُمْ ج فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ (کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو) مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں سے نہ ڈرو۔

۶۔ ھَلْ بمعنیٰ شوق دلانا: ارشاد ربانی ہے: هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے؟ (یہاں ترغیب و شوق دلانا مقصود ہے)

۷-مَنْ بمعنیٰ تعظیم: قرآن کا اعلان ہے: مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ کون ہے جو اس (اللہ تعالیٰ) کے سفارش کرے؟ (یہاں "مَنْ" تعظیم کے لیے مستعمل ہے)

۸-ہمزہ بمعنیٰ تحقیر: مثلاً أهذا الذی مدحته كثیرًا کیا میں نے اس کی بہت زیادہ تعریف کی؟ (یعنی وہ اس قابل کہاں کہ میں اس کی تعریف کروں، گویا یہاں تحقیر مقصود ہے)

۹-ہمزہ (أ) بمعنیٰ تہکم: جیسے اعقلك یسوغ لك ان تفعل كذا۔ کیا تیری عقل تجھے ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے (یہاں عقل کا مذاق اڑانا مقصود ہے)

۱۰-مَا بمعنیٰ تعجب: مثلاً مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ط اس رسول کو کیا ہوا کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

۱۱-این بمعنیٰ تنبیہ: جیسے فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ۔ پس تم کہاں جا رہے ہو؟ (یعنی یہ راستہ گمراہی کا ہے)

۱۲-ہمزہ (أ) بمعنیٰ وعید: جیسے أتفعل كذا وقد احسنت الیك۔ کیا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ میں نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے۔

سوال نمبر3: اذا ارید افادة السامع حكما فای لفظ یدل علی معنی فیه فالاصل ذكره وای لفظ علم من الكلام لدلالة باقیة علیه فالاصل حذفه واذا تعارض هذان الاصلان فلا یعدل عن مقتضی احدهما الی مقتضی الاخر الالداع۔

(الف) عبارت کا مفہوم سپرد قلم کریں؟

(ب) دواعی حذف میں سے کوئی سے پانچ مع مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا مفہوم:

اس عبارت میں مصنف مسند الیہ کے ذکر اور اس کے حذف کے اسباب بیان کرنا چاہتے ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱-اسباب ذکر: اسباب ذکر چھ ہیں:

(i) تقریر و وضاحت کی زیادتی جیسے ارشاد ربانی: اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(ii) مسند الیہ پر دلالت کرنے والا قرینہ کمزور یا سامع کی سمجھ کمزور ہو تو مسند الیہ کو حذف کیا جاتا ہے جیسے زید کا ذکر کیے ہوئے کچھ وقت گزر گیا جبکہ اس کے ساتھ کسی اور کا بھی ذکر ہو تب ضمیر کی بجائے زید کا نام لیا جائے مثلاً زید نعم الصدیق (زید بہت اچھا دوست ہے) اس مقام پر ھو نعم الصدیق بھی کہہ سکتے تھے۔

(iii) جب سامع کے غبی ہونے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو مثلاً سوال کیا جائے: ماذا قال

عمر؟ (عمر نے کیا بات کہی؟) تو جواب میں کہا جائے: عمر قال کذا ۔جبکہ ھو قال کذا بھی کہا جا سکتا تھا۔

(iv) سامع کو پکارنا مقصود ہوتا کہ وہ انکار نہ کر سکے مثلاً حاکم گواہ سے دریافت کرے: هل اقر زيد هذا بأن عليه كذا ۔کیا اس ذات نے اس بات کا ذکر کیا کہ اس کے ذمہ فلاں چیز ہے۔ یہاں محض "هذا اقر" کہا جا سکتا تھا مگر یہاں اس کا نام لکھا گیا۔

(v) اظہار تعجب کے موقع پر: مثلاً عمرو کا ذکر پہلے ہو چکا ہو، اب دوبارہ اس کا نام لینے کی ضرورت نہیں تھی مگر اس کا نام لیا گیا ہو اور یوں کہا گیا: عمرو يقاوم الاسد یعنی عمرو شیر سے آگے بڑھنے کا مقابلہ کرتا ہے۔

(vi) تعظیم و توہین مقصود ہو، جیسے سوال کیا گیا: کیا قائد واپس آیا تھا؟ تو جواب میں قائد کی بجائے بطور تعظیم نام لیا جائے اور کہا جائے: رجع المنصور (وہ کامیابی سے واپس آیا) یا جواب میں کہا: رجع المهزوم (وہ شکست سے دوچار ہو کر واپس آیا) پہلی مثال تعظیم کی جبکہ دوسری مثال توہین کی ہے۔

۲-مسندالیہ کے اسباب حذف: اسباب ذکر کی طرح مسندالیہ کے اسباب حذف بھی متعدد ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) مخاطب سے بات مخفی رکھنا: جیسے علی کا آنا مراد ہو تو محض "اقبل" کہہ دیا جائے اور "علی اقبل" نہ کہا جائے۔ یہاں مخاطب کو علم ہے کہ علی آیا ہے مگر دوسروں سے چھپانے کے لیے مسندالیہ کو حذف کر دیا گیا۔

(ii) حذف ممکنہ انکار کی بنیاد پر ہو جیسے کہا جائے: "لئيم خسيس" پہلے ایک خاص آدمی کا ذکر تھا پھر اس کا نام لیے بغیر کہا: "فلانَ لئيم" (فلاں شخص کمینہ ہے) تا کہ سوال کے وقت جواب دیا جائے کہ یہ بات فلاں آدمی کے بارے میں نہیں ہے۔

(iii) محذوف کو متعین کرنا مقصود ہو خواہ دعویٰ کی بنیاد پر ہو جیسے: "خالق كل شيء" یہاں مسند الیہ اسم جلالت "اللہ" تھا جو حذف کیا گیا ہے اور عبارت یوں تھی: الله خالق كل شيء۔

(iv) سامع کی آزمائش کے لیے مسندالیہ کو حذف کرنا جیسے نوره مستفاد من الشمس (اس کا نور آفتاب کی روشنی سے حاصل ہوا) یہاں نور القمر کی بجائے نورہ کہا گیا ہے۔

(v) قلت وقت کی بنیاد پر حذف کرنا مثلاً

قال لي كيف انت قلت عليل ۔
سهر دائم وحزن طويل

(اس نے مجھ سے دریافت کیا: تم کیسے ہو؟ تو میں نے جواب دیا: بیمار ہوں، طویل بیدار اور غم لمبا ہے) اس مثال میں "انا علیل" کی بجائے صرف "علیل" کہا گیا ہے۔

(vi) تعظیم و توقیر کی بنیاد پر حذف کرنا تاکہ کوئی بزرگ شخصیت زبان سے مامون و محفوظ رہے مثلاً "نجوم سماء" کہاجائے جب کہ "هُمْ نَجُوْمُ السَّمَاءِ" کہاجاتا ہے۔

(vii) وزن شعر کو محفوظ رکھنے کے لیے مسند الیہ حذف کرنا جیسے: "نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَاَنْتَ بِمَا عِنْدَكَ رَاضٍ" (ہم اس پر جو ہمارے پاس ہے اور تم اس پر جو تمہارے پاس ہے راضی ہو) اس مثال میں "عِنْدَنَا" کے بعد "رَاضٍ" محذوف ہے۔

(viii) بذریعہ حذف کلام میں اختصار مقصود ہو جیسے: "وَاللّٰهُ يَدْعُوْ اِلٰى دَارِ السَّلَامِ" (اور اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتا ہے) یہاں مفعول کو حذف کیا گیا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ تمام بندوں کو (سلامتی) کی طرف بلاتا ہے۔

(ix) احتراماً معمول کو حذف کرنا جیسے قد طلبنا فلم نجد لك في السودد والمجد والمكارم (ہم نے تلاش کیا مگر سرداری، بزرگی اور حسن اخلاق میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے) یہاں "طلبنا لك" ہونا چاہیے تھا۔

(x) متعدی کو لازم بنانا مقصود ہو تو مفعول کو حذف کیا جاتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: "هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط" (کیا اہل علم اور جہلاء برابر ہو سکتے ہیں؟) اس آیت میں "يَعْلَمُوْنَ" کا معمول (مفعول بہ) محذوف ہے۔

(ب) دواعی حذف:

دواعی دو قسم کے ہیں: (۱) ایجاز کے متقاضی (۲) اطناب کے متقاضی۔

دونوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- ایجاز کے دواعی: یہ پانچ ہیں:

(i) یاد کرنے کی آسانی، (ii) عقل و سمجھ کے قریب ہونا، (iii) مقام کی تنگی، (iv) کلام کے بعض حصے کو مخفی رکھنا، (v) طویل گفتگو سے تنگ آجانا۔

۲- اطناب کے دواعی: اطناب کے دواعی چار ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(i) معنیٰ کو ثابت کرنا، (ii) مراد کی وضاحت کرنا، (iii) تاکید، (iv) رفع ابہام۔

سوال نمبر 4: واما الشرط فالتقييد به يكون للاغراض التي تؤديها معاني ادوات الشرط

(الف) فن بلاغت میں کن حروفِ شرط سے بحث ہوتی ہے اور کن سے نہیں ہوتی؟ اور کیوں؟

(ب) اِنْ اور اِذَا کے معنی شرط میں فرق بیان کریں' نیز حروف شرط بیان کریں؟

جواب: (الف) فن بلاغت میں زیر بحث آنے والے حروف:

فن بلاغت میں کلام کو حرف شرط کے ساتھ مقید کرنے کا مقصد شرط کے معانی پیدا کرنا ہے، جن حروف میں واضح طور پر شرط کا مفہوم پایا جاتا ہے وہ فن بلاغت میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ دوسرے الفاظ اس فن میں استعمال نہیں ہوتے۔

چھ حروف شرط ایسے ہیں' جو فن بلاغت میں استعمال کیے جاتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

(i) مَتٰی، (ii) اِیَّانَ، (iii) اَیْنَ، (iv) اَنّٰی، (v) حَیْثُمَا، (vi) کَیْفَمَا

(ب) "اِنْ" اور "اِذَا" میں فرق:

ضابطہ یہ ہے کہ "اِنْ" کے ساتھ شرط کا وقوع یقینی نہیں ہوتا جبکہ "اِذَا" کے ساتھ شرط کا واقع ہونا یقینی ہوتا ہے۔ اِذَا کے ساتھ بکثرت ماضی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے، کیونکہ شرط فعل کے ساتھ مقید ہوتی ہے جبکہ "اِنْ" کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جیسے کہا جائے: ان ابرأ من مرضی اصدق بألف دینار (اگر میں اپنے مرض سے صحت یاب ہو گیا' تو ایک ہزار دینار بطور صدقہ دوں گا)۔ یہاں صحت یاب ہونے میں تردد (شک) ہے۔

تاہم اگر یوں کہا جائے: اِذَا بَرَأْتُ مِنْ مَّرَضٍ تَصَدَّقْتُ (اگر میں اپنے مرض سے ٹھیک ہو گیا' تو صدقہ کروں گا)' تو یہاں صحت یاب ہونے کا یقین ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو امور کبھی کبھار وقوع پذیر ہوتے ہیں، ان کا ذکر "اِنْ" کے ساتھ کیا جائے گا اور بکثرت واقع ہونے والے کا ذکر "اِذَا" کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بطور تمثیل یہ ارشاد ربانی ہے:

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ

پس جب ان کے پاس بھلائی آتی ہے' تو وہ کہتے ہیں ہمارے لیے ہے۔ جب انہیں آزمائش پہنچتی ہے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں سے بدفالی لیتے ہیں۔

اس آیت میں "اَلْحَسَنَةُ" کا ذکر "اِذَا" اور فعل ماضی کے ساتھ ہے جبکہ اچھائی کا حصول بکثرت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر الف لام جنسی داخل کیا گیا ہے: جس کے تحت الف لام کی دیگر انواع داخل ہوتی ہیں۔

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

النداء، الفصاحة، القصر، الوصل، الاطناب، الالتفات، تجاهل العارف

جواب: اصطلاحات کی تعریفات اور امثلہ:

۱-النداء: حروف نداء وہ ہیں جن کے ساتھ کسی کو پکارا جائے، جس کو پکارا جائے اسے منادٰی کہا جاتا ہے۔ حروف نداء پانچ ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) یَا، (ii) اَیَا، (iii) ھَیَا، (iv) اَیْ، (v) ہمزہ (اَ) مفتوحہ۔

یہ حروف قائمقام مقام اُدْعُوْ یا اَطْلُبُ کے ہوتے ہیں، گویا یہ فعل بافاعل ہوتے ہیں اور منادٰی مفعول بہ ہوتا ہے۔

اَیْ اور ہمزہ (اَ) مفتوحہ قریب کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اَیَا وَھَیَا دونوں دور کے لیے مستعمل ہوتے ہیں مگر "یَا" قرب وبعد دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۲-الفصاحۃ: فصاحت کا لغوی معنیٰ بیان یا ظہور ہے۔ جب کسی بچے کا کلام نمایاں (ظاہر) ہو جائے' تو کہا جاتا ہے: افصح الصبی فی منطقه یعنی فلاں بچہ گفتگو کرنے میں فصیح ہو گیا۔ اصطلاح میں فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی ہے۔

۳-القصر: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنے کو "قصر" کہا جاتا ہے۔ قصر کی دو اقسام ہیں:

۱-قصر حقیقی: وہ قصر ہے جس میں واقع کے اعتبار سے اور یقینی قصر ہو اور اضافت کی وجہ سے نہ ہو جیسے: لا کاتب فی المدینة الاعلی (شہر میں علی کے علاوہ کوئی کاتب نہیں ہے) یہ بات اس وقت کہی جا سکتی ہے کہ جب واقعی علی کے علاوہ کوئی کاتب موجود نہ ہو۔

۲-قصر اضافی: قصر اضافی وہ ہے جس میں اضافت پائی جائے، اس کی تین اقسام ہیں:

(i) قصر افراد: یہ تب ہوتا ہے کہ مخاطب شرکت کا نظریہ رکھتا ہو جیسے کہا جائے: ما انا قلت (صرف میں نے نہیں کہا) مخاطب کا تصور ہو کہ متکلم اور اس کے غیر دونوں نے یہ بات کہی ہے۔

(ii) قصر قلب: جب مخاطب عکس کا نظریہ رکھتا ہو جیسے کہا جائے: انا سعیت فی حاجتك (میں نے صرف تیری ضرورت کے لیے کوشش کی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محض متکلم نے مخاطب کی ضرورت پوری کی۔

(iii) قصر تعیین: جب مخاطب کسی غیر معین کا نظریہ رکھے مثلاً یوں کہا جائے: ما سعی فی حاجتك الا زید (تیری ضرورت برآری کے لیے صرف زید نے کوشش کی)

(iv) الوصل: ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف "وصل" کہلاتا ہے۔ وصل کے دو مقام ہیں' جو حسب ذیل ہیں:

(i) پہلا مقام: یہ تب ہوتا ہے جب دونوں جملے خبر یا انشاء کے لحاظ سے متفق ہوں یا دونوں کے

درمیان کوئی جامع جہت موجود ہو جیسے ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ o وَّاِنَّ الْفُـجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ o (بیشک نیک لوگ جنت میں اور برے لوگ دوزخ میں ہوں گے) یہاں دونوں جملے خبر ہیں۔

(ii) دوسرا مقام: جب عطف کو ترک کرنے سے مقصود کے خلاف وہم ہو مثال کے طور پر جب کوئی شخص دریافت کرے: کیا علی کو مرض سے نجات حاصل ہوگئی ہے؟ تو جواب میں کہا جائے: لا، شـفـاہ اللہ (نہیں، اللہ اسے شفاء عنایت کرے)

(v) اطناب: مفہوم کی ادائیگی ایسی عبارت سے کرنا جو زائد ہو مگر نافع ہو جیسے اِنِّـیْ وَهَـنَ الْـعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر کے بال سفید ہوگئے ہیں (یعنی مجھے بڑھاپا آگیا ہے)۔ اس مثال میں شَیْبًا وغیرہ الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

قسم اوّل...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل کوئی سے پانچ اجزاء کی آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(۱) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۝

(۲) وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

(۳) وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

(۴) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۝

(۵) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ۝

(۶) فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ۝

(۷) وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۝

سوال نمبر 2: درج ذیل کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) اَلْجَمْعَانِ (۲) بَيِّنَةٌ (۳) مُحِيطٌ (۴) جَارٌ (۵) شَدِيدٌ (۶) اَلنَّصْرُ (۷) بَرَآءَةٌ (۸) بَرِيْءٌ (۹) ذِمَّةٌ (۱۰) اَئِمَّةُ الْكُفْرِ (۱۱) صُدُوْرٌ (۱۲) وَلِيْجَةٌ (۱۳) اَلْفِضَّةُ

قسم ثانی......حدیث شریف

سوال نمبر 3: درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے کوئی سی دو کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق قلمبند کریں؟ (۴+۶=۱۰) ۱۰×۲=۲۰

(۱) عن جرير قال قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی حجة الوداع استنصت الناس ثم قال لاترجعوا بعدی كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض ۔

(۲) عن حفصة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه وثيابه ويجعل يساره لما سوى ذلك ۔

(۳) عن عبدالله بن زيد رضی الله عنه قال أتانا النبی صلى الله عليه وسلم فأخرجنا له ماء فی تور من صفر فتوضأ رواه البخاری ۔

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰) ۱۰×۲=۲۰

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خَيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

(۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبِسُوا الْحَرِيْرَ فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبِسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ ۔

(۳) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمِدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا ۔

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ اور تشریح کریں؟ ۵+۵=۱۰

عن انس رضی الله عنه قال عطس رجلان عند النبی صلى الله عليه وسلم فشمت احدهما ولم يشمت الآخر فقال الذی لم يشمته عطس فلان فشمته وعطست فلم تشمتنی؟ فقال هذا حمد الله وانك لم تحمد الله ۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

قسم اوّل……قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کی آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

(۲) وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

(۳) وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ؕ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(۴) لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ؕ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝

(۵) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝

(۶) فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝

(۷) وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۙ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ؕ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝

جواب: آیات قرآنیہ کا ترجمہ:

۱- اور تم ان جیسے نہ ہو جانا' جو اپنے گھروں سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھانے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں' اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں۔

۲- اور اس نے ان کے دلوں کو ملا دیا' اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے' لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیے ہیں۔ بے شک وہی غالب حکمت والا ہے۔

۳- اور بہانے بنانے والے گنوار آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ و

کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔
رسول سے جھوٹ بولا تھا' جلد ان میں سے
۴-اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا' بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے' وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو' اس میں وہ لوگ ہیں' جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں' اور لوگ اللہ کو پیارے ہیں۔
۵-اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے' پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک' تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے' اور ان کے شریک ان سے کہیں گے: تم ہمیں کب پوجتے تھے۔
۶-تو انہوں نے اسے جھٹلایا' تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انہیں ہم نے نائب بنایا' جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ان کو ہم نے غرق کر دیا' تم دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا؟
۷-اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے' اس پر ہنستے۔ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو' تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو۔
سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟
(۱)اَلْجَمْعَانِ (۲)بَيِّنَةٌ (۳)مُحِيْطٌ (۴)جَارٌ (۵)شَدِيْدٌ (۶)اَلنَّصْرُ (۷)بَرَآءَةٌ
(۸)بَرِیْءٌ (۹)ذِمَّةٌ (۱۰)اَئِمَّةُ الْكُفْرِ (۱۱)صُدُوْرٌ (۱۲)وَلِيْجَةٌ (۱۳)اَلْفِضَّةٌ
جواب: قرآنی الفاظ کے معانی:
(۱) دو جماعتیں (۲) نشانی (۳) گھیرنے والا (۴) ہمسایہ (۵) سخت (۶) مدد (۷) بیزاری (۸) بری ذمہ (۹) لازم (۱۰) کفر کے پیشوا (۱۱) سینے (۱۲) بھیدی/راز دار (۱۳) چاندی۔
قسم ثانی......حدیث شریف
سوال نمبر3: درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق قلمبند کریں؟
(۱)عن جرير قال قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی حجة الوداع استنصت الناس ثم قال لاترجعوا بعدی كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض ۔
(۲)عن حفصة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه وثيابه ويجعل يساره لما سوى ذلك ۔
(۳)عن عبدالله بن زيد رضی الله عنه قال أتانا النبی صلى الله عليه وسلم فأخرجنا له ماء فی تور من صفر فتوضأ رواه البخاری ۔

جواب: ترجمہ احادیث اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

(۱) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے فرمایا: تم لوگوں کو خاموش کرو، پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا، کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

(۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ کو کھانے، پینے اور کپڑے کے لیے استعمال کرتے تھے اور آپ اپنے بائیں ہاتھ کو دوسرے امور کے لیے استعمال میں لاتے تھے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، تو ہم نے تانبے کے برتن میں آپ کے لیے پانی پیش کیا، تو آپ نے وضو کیا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے روایت کیا ہے)

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

استنصت: صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل صحیح از باب استفعال۔ خاموش کرنا۔

لا ترجعوا: صیغہ جمع مذکر فعل نہی حاضر ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ۔ پھرنا، لوٹنا۔

كان يجعل: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی استمراری ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ ۔ استعمال کرنا۔

يجعل: اس فعل کا پہلے خط کشیدہ پر عطف ہے، لفظ "كَانَ" اس کے ساتھ لگے گا، یہ صیغہ بھی پہلے والا، فعل بھی وہی اور معنیٰ بھی وہی ہے۔

اتانا: اتا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ناقص یائی، ثلاثی مجرد از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ۔ نا: ضمیر منصوب برائے جمع متکلم منصوب محلاً مفعول بہ۔ ہمارے پاس۔

سوال نمبر 4: درج ذیل احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خَيْلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

(۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَإِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ ۔

(۳) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمِدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا ۔

جواب: اعراب اور ترجمہ احادیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند، قمیص اور دستار میں سے کوئی چیز جو شخص تکبر کی وجہ سے لٹکائے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ریشم مت پہنو، اس لیے جو آدمی دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جو شخص اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور دوسروں کو بتائے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل حدیث شریف کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

عن انس رضی اللہ عنہ قال عطس رجلان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشمت احدھما ولم یشمت الآخر فقال الذی لم یشمتہ عطس فلان فشمتہ وعطست فلم تشمتنی؟ فقال ھذا حمد اللہ وانک لم تحمد اللہ۔

جواب: ترجمہ حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: دو آدمیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا، تو آپ نے ان میں سے ایک کے لیے دعا کی اور دوسرے کے لیے دعا نہ کی، جس چھینکنے والے کے حق میں آپ نے دعا نہ کی تھی، اس نے کہا: (یارسول اللہ!) آپ نے اس کے حق میں دعا کی ہے اور میرے لیے دعا نہیں کی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالایا اور بے شک تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی۔

تشریح:

چھینک غیر اختیاری عمل اور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کے آنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانا چاہیے تا کہ اس نعمت کا شکر ادا ہو سکے، سننے والا بھی جواب میں ''یرحمک اللہ'' کے الفاظ سے جواب دے۔ چھینک آنے پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کی حمد بجا نہیں لاتا، تو اس کی چھینک کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ اسلام میں زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا حل رکھا گیا ہے، تا کہ کسی مسلمان کو کسی معاملہ میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ یہاں تک کہ چھینک کے احکام بھی بیان کر دیے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (الف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

قسم اوّل......فقہ

سوال نمبر 1: (۱) بيع الطعام والحبوب كلها مكايلة ومجازفة وباناء بعينه لايعرف مقداره او بوزن حجر بعينه لايعرف مقداره۔

(۲) ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور دونوں بیوع کا حکم تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) زمین کی بیع میں زمین کی کھیتی کب شامل ہوتی ہے اور کب شامل نہیں ہوتی؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: اذا اطلع المشترى على عيب فى المبيع فهو بالخيار ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خیار عیب کی تعریف مع حکم بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) "عیب" کی وضاحت کریں نیز بتائیں کہ اباق، بول فی الفراش اور سرقہ عیب ہیں یا نہیں؟ بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3: الهبة تصح بالايجاب والقبول وتتم بالقبض فان قبض الموهوب له فى المجلس بغير أمر الواهب جاز۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے یا نہیں؟ اپنا موقف تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

قسم ثانی......اصول فقہ

سوال نمبر 4: وحكم الخاص من الكتاب وجوب العمل به لا محالة فان قابله خبر الواحد او القياس فان امكن الجمع بينهما بدون تغيير فی حكم الخاص يعمل بهما والايعمل بالكتاب ويترك ما يقابله ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خاص وعام میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) کتاب اللہ کے خاص کے حکم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: فصل فی المطلق والمقيد ذهب اصحابنا الى ان المطلق من كتاب الله تعالىٰ اذا امكن العمل باطلاقه فالزيادة عليه بخبر الواحد والقياس لايجوز ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کرکے مطلق کی تعریف لکھیں نیز مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مطلق کے حکم کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ ۵×۵=۲۵

(۱) حقیقت (۲) صریح (۳) کنایہ (۴) مجمل (۵) عبارۃ النص (۶) اداء (۷) قضاء

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

قسم اوّل......فقہ

سوال نمبر 1: (۱) بيع الطعام والحبوب كلها مكايلة ومجازفة وباناء بعينه لايعرف مقداره او بوزن حجر بعينه لايعرف مقداره ۔

(۲) ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور دونوں بیوع کا حکم تحریر کریں؟

(ب) زمین کی بیع میں زمین کی کھیتی کب شامل ہوتی ہے اور کب شامل نہیں ہوتی؟ وضاحت

کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارات:

(۱) گندم، ہر قسم کے اناج کی بیع پیمانے اور انکل سے اور ایسے معین برتن اور معین پتھر کے وزن سے جن کی مقدار معلوم نہ ہو۔

(۲) اور جس نے بکریوں کا ریوڑ اس طرح فروخت کر دیا کہ ایک بکری ایک درہم میں ہے۔

دونوں بیوع کا حکم:

پہلی صورت میں تمام اشیاء کی بیع درست ہوگی۔ دوسری صورت میں ہر بکری کی بیع فاسد ہوگی۔

(ب) زمین کی بیع میں کھیتی شامل ہونے یا شامل نہ ہونے کی صورتیں:

اگر کسی نے زمین فروخت کی تو اس میں کھڑی کھیتی اس میں شامل نہیں ہوگی، مگر یہ کہ کھیتی کی بیع کی بھی تصریح کرے، کیونکہ کھیتی کا اتصال زمین کے ساتھ برائے انقطاع ہے نہ برائے قرار۔ اسی طرح اگر کھجور یا دیگر پھل دار درخت بیچ دے، تو پھل اس بیع میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ پھل بائع کا ہوگا، کیونکہ پھل کا اتصال برائے انقطاع ہے، نہ برائے قرار۔ البتہ اگر مشتری نے درختوں کے ساتھ پھل کی شرط لگالی، تو پھل بیع میں داخل ہو جائے گا۔

سوال نمبر 2: اذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فهو بالخیار ان شاء اخذه بجمیع الثمن وان شاء رده .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خیار عیب کی تعریف مع حکم بیان کریں؟

(ب) ''عیب'' کی وضاحت کریں نیز بتائیں کہ اباق، بول فی الفراش اور سرقہ عیب ہیں یا نہیں؟ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب مشتری مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہو جائے، تو اس کو اختیار ہے، اگر چاہے تو اس کو پورے ثمن کے ساتھ لے لے اور اگر چاہے تو اسے رد کر دے۔

خیار عیب کی تعریف مع حکم:

اگر مشتری کو کوئی چیز خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب نظر آیا، تو اسے پورا اختیار حاصل ہوگا، چاہے تو بیع رد کر دے اور اگر چاہے تو باقی رکھے۔ اسے خیار عیب بھی کہا جاتا ہے۔

خیار بیع کا حکم یہ ہے کہ اگر چاہے تو مشتری مبیع کو واپس کر دے، اگر چاہے تو پوری قیمت سے اس بیع کو باقی رکھ سکتا ہے۔

(ب) عیب کی وضاحت، غلام کے حق میں اباق، بول فی الفراش اور سرقہ کی صورتحال:

تجارت کی کسی چیز میں جس نقص کی وجہ سے قیمت میں کمی آجائے، اسے عیب کہا جاتا ہے۔

غلام کا اپنے مالک سے بھاگ جانا عیب ہے۔ اگر غلام بچہ ممیز ہے، تو اس کا بستر پر پیشاب کرنا اور چوری کرنا بھی عیب ہے، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ پس بالغ ہو جانے کی صورت میں یہ عیب نہیں رہے گا، ہاں بعد از بلوغ وہ دوبارہ اس کا مرتکب ہوتا ہے، تو عیب تصور ہوگا۔

سوال نمبر3: اَلْهِبَةُ تَصِحُّ بِالْاِیْجَابِ وَالْقُبُوْلِ وَتَتِمُّ بِالْقَبْضِ فَاِنَّ قَبَضَ الْمَوْهُوْبِ لَهٗ فِی الْمَجْلِسِ بِغَیْرِ اَمْرِ الْوَاهِبِ جَازَ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر مسئلہ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے یا نہیں؟ اپنا موقف تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور مسئلہ مذکور فی العبارت کی وضاحت درج ذیل ہے:

ایجاب وقبول سے "ہبہ" صحیح ہو جاتا ہے، کیونکہ "ہبہ" بھی دیگر عقود کی طرح ایک عقد ہے۔ لہٰذا "ہبہ" میں بھی ایجاب اور قبول ضروری ہیں۔ تاہم یہ تام اس وقت ہوتا ہے، جب موہوب لہ کی طرف سے مجلس میں قبضہ متحقق ہو جائے، کیونکہ "ہبہ" میں موہوب لہ کے لیے ملک ثابت ہو جاتی ہے اور ثبوت ملک کے لیے قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر موہوب لہ نے مجلس ہبہ سے الگ ہونے کے بعد قبضہ کیا، تو جائز نہیں ہوگا، کیونکہ ہبہ میں موہوب لہ کا قبضہ کرنا بمنزل قبول کے ہے اور قبول مجلس عقد کے ساتھ خاص ہے۔

(ب) ہبہ میں رجوع کرنے کا مسئلہ:

اگر کسی شخص نے کسی اجنبی شخص کو کوئی چیز ہبہ کی، موہوب لہ نے اس چیز پر قبضہ بھی کر لیا، تو اب واہب کو ہبہ میں رجوع کرنا اور موہوب شیء کو واپس لینا یعنی رجوع کرنا جائز ہے، کیونکہ عادۃ الناس یہ ہے کہ ہبہ سے ان کا مقصود عوض لینا ہوتا ہے، پس عوض نہ ملنے کی صورت میں واہب کو فسخ کا اختیار ہوگا، کیونکہ اس عقد میں فسخ ہونے کی صلاحیت ہے۔

البتہ اگر کسی قریبی رشتہ دار کو کوئی چیز ہبہ کی یا زوجین میں سے ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے، تو رجوع کرنا درست نہیں ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں قطع صلہ رحمی لازم آئے گا، جو جائز نہیں ہے۔

قسم ثانی ...... اصول فقہ

سوال نمبر4: وحکم الخاص من الکتاب وجوب العمل به لا محالة فان قابله خبر الواحد او القیاس فان امکن الجمع بینهما بدون تغییر فی حِکم الخاص یعمل بهما

والایعمل بالکتاب ویترك ما یقابله .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور خاص وعام میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کے خاص کے حکم کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

کتاب کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اس پر لازمی طور پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ پس اگر اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آجائے تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کے بغیر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ قرآن پر عمل کیا جائے گا اور جو اس کے مقابل ہے اسے ترک کر دیا جائے گا۔

خاص اور عام کی تعریف:

۱- خاص: وہ لفظ جو کسی خاص معنیٰ یا مسمّیٰ کے لیے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو اسے خاص کہتے ہیں مثلاً زید۔

۲- عام: وہ لفظ ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ ۔

(ب) کتاب اللہ کے خاص کا حکم اور اس کی مثال:

احناف کے نزدیک خاص اپنے مدلول کو قطعی اور یقینی طور پر شامل ہوتا ہے جس میں غیر کا احتمال نہیں ہوتا۔ اس لیے اس پر عمل کرنا یقینی اور واجب ہوتا ہے۔

اگر اس کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس آجائے اور تطبیق ممکن ہو تو تطبیق دی جائے گی ورنہ قرآن کے خاص پر عمل کیا جائے گا اور خبر واحد اور قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مثال:

احناف کے نزدیک "قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں لفظ "فَرَضْنَا" خاص ہے جو اپنے مدلول کو قطعی طور پر شامل ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

اس آیت کریمہ میں حق مہر کی تعیین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق مہر کو مقرر کر دیا ہے اور اس میں بندوں کا دخل نہیں ہے۔ البتہ کم از کم کی تعیین حدیث رسول سے کر دی گئی ہے اور وہ دس درہم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "قد علمنا ما فرضنا" میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ حق مہر کی تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے اور اس مقرر مقدار میں اجمال تھا اور اجمال تفصیل محتاج بیان ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے: "لامهر اقل من عشرة دراهم" فرما کر اس کی تفسیر کر دی اب خبر واحد سے اس کی کم از کم مقدار مقرر کر دی گئی ہے اور وہ دس درہم ہے اور وہ تعیین قیاس کے مطابق بھی ہے کیونکہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے دس درہم والی چیز کی قیمت مقرر کی گئی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ انسانی عضو کی قیمت کم از کم دس

درہم ہے اور "بضع" بھی انسانی عضو ہے اس کی قیمت بھی کم از کم دس درہم ہونی چاہیے۔

احناف کے نزدیک لفظ "فرضاً" خاص ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور حق مہر کی مقدار کم از کم دس درہم متعین ہو چکی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

سوال نمبر 5: فصل فی المطلق والمقید ذهب اصحابنا الی ان المطلق من کتاب الله تعالیٰ اذا امکن العمل باطلاقه فالزیادة علیه بخبر الواحد والقیاس لایجوز۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے مطلق کی تعریف لکھیں نیز مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟

(ب) مطلق کے حکم کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

یہ فصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے: ہمارے احناف اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کی کتاب کے مطلق پر جب تک بطور مطلق عمل ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ساتھ اضافہ جائز نہیں ہے۔

مطلق کی تعریف: وہ لفظ ہے جو حقیقی معنیٰ پر بغیر کسی قید کے دلالت کرے۔

مثال سے وضاحت: ارشاد ربانی ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ (پس تم اپنے چہروں کو دھوؤ) اس ارشاد میں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ محض دھونا ہے یہ مطلق ہے لہٰذا اس پر حدیث سے نیت ترتیب تسلسل اور بسم اللہ پڑھنے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ مگر اس حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ اس کی وجہ سے قرآن کریم کے حکم میں تبدیلی نہ آئے تو کہا جائے گا کہ مطلق دھونا کتاب اللہ کے حکم سے فرض ہے اور نیت حدیث کے حکم کے تحت سنت ہے۔

(ب) مطلق کے حکم کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل:

کتاب اللہ کا مطلق ہو احناف کے نزدیک خاص کی طرح یہ بھی یقین کا فائدہ دیتا ہے اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا بشرطیکہ مطلق میں تبدیلی نہ ہو ورنہ خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

شوافع کے نزدیک مطلق یقین کا فائدہ نہیں دیتا بلکہ ظنی ہوتا ہے خبر واحد اور قیاس سے اس پر اضافہ کرنا جائز ہے۔ اس کی مثال یہ ارشاد ربانی ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ" (تم اپنے چہروں کو دھوؤ) مطلق احناف کے نزدیک مطلق چہرے کا دھونا فرض ہے مگر نیت، تسلسل، ترتیب اور تسمیہ وغیرہ امور مسنون ہیں۔ شوافع کے نزدیک چہرہ دھونے کی طرح وضو کے وقت نیت، تسلسل، تسمیہ اور ترتیب بھی فرض ہیں کیونکہ یہ حدیث مبارکہ یعنی خبر واحد میں مذکور ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک یہ امور مسنون ہیں انہیں فرض قرار دینے کی صورت میں کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرنا لازم آئے گا جو درست نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

(۱) حقیقت (۲) صریح (۳) کنایہ (۴) مجمل (۵) عبارۃ النص (۶) اداء (۷) قضاء

جواب: اصطلاحات اصول کی تعریفات:

۱- حقیقت: وہ لفظ ہے، جو اپنے وضعی معنیٰ میں استعمال ہو جیسے لفظ "اَسَدٌ" سے حیوان "مفترس" (چیر پھاڑ کرنے والا جانور) مراد لینا۔

۲- صریح: وہ لفظ ہے، جس کی مراد ظاہر ہو جیسے شوہر کا اپنی بیوی سے کہنا: اَنْتِ طَالِقٌ (تجھے طلاق ہے)

۳- کنایہ: وہ لفظ ہے، جس کا معنیٰ لفظ سے ظاہر نہ ہو جیسے اَنْتِ بَائِنٌ سے طلاق والا معنیٰ ظاہر نہیں ہے۔

۴- مجمل: وہ لفظ ہے، جو کئی صورتوں کا احتمال رکھتا ہو، تفسیر کے بغیر اس کی کوئی صورت واضح نہیں ہوتی مثلاً "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ" کہہ کر ہر خون کو حرام قرار دے دیا گیا، مگر دوسرے مقام پر "اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" کہہ کر لفظ "اَلدَّمُ" کی تفسیر کر دی گئی ہے۔

۵- عبارۃ النص: جو معنیٰ نص سے مقصود ہو، نص کی عبارت ہی اس کی واضح الفاظ میں صراحت کر دے جیسے "وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" میں اس بات کی دلالت ہے بیع حلال اور سود حرام ہے۔

۶- اداء: کسی کام کو مقررہ وقت کے اندر انجام دینا جیسے ظہر کے وقت مقررہ میں نماز ظہر ادا کرنا۔

۷- قضاء: وقت مقررہ گزر جانے کے بعد کام کرنا جیسے ظہر کی نماز عصر کے وقت میں ادا کرنا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد.

(الف) کلمہ کی تعریف میں مذکورہ قیود کے فوائد تحریر کریں' نیز بتائیں کہ الکلمۃ کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) کلمہ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں نیز اقسام کلمہ کی وجہ حصر بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ج) خط کشیدہ لفظ کو اعراب کے اعتبار سے کتنی صورتوں میں پڑھا جا سکتا ہے؟ ہر صورت کے مطابق معنی تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: فَالْمُعْرَبُ الْمُرَكَّبُ الَّذِيْ لَمْ يَشْبَهْ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ وَحُكْمُهٗ اَنْ يَّخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اعراب کی تعریف کر کے اس کی اقسام سپرد قلم کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) معرب اور مبنی کی وجہ تسمیہ بیان کریں نیز بتائیں کہ عبارت میں مذکور "لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا" ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 3: والخبر هو المجرد المسند به المغائر للصفة المذكورة واصل المبتدأ التقديم ومن ثم جاز في داره زيد وامتنع صاحبها في الدار.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مذکورہ عبارت کی ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ایسے کتنے اور کون کون سے مقامات ہیں جہاں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: وترخیم المنادی جائز وفی غیرہ ضرورۃ ۔

(الف) ترخیم کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں نیز منادی وغیر منادی میں ترخیم کا حکم تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) ترخیم منادی کی کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں نیز بتائیں کہ ان میں کتنی عدمی ہیں اور کتنی ثبوتی؟ ۱۰

(ج) "جئت أنا وزید" کس کی مثال ہے نیز بتائیں کہ اس میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1: الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد ۔

(الف) کلمہ کی تعریف میں مذکورہ قیود کے فوائد تحریر کریں، نیز بتائیں کہ الکلمۃ کے الف لام میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں؟

(ب) کلمہ کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں نیز اقسام کلمہ کی وجہ حصر بیان کریں؟

(ج) خط کشیدہ لفظ کو اعراب کے اعتبار سے کتنی صورتوں میں پڑھا جا سکتا ہے؟ ہر صورت کے مطابق معنی تحریر کریں؟

جواب: (الف) "کلمہ" کی تعریف میں قیود کے فوائد:

کلمہ کی تعریف میں چند قیود لگائی گئی ہیں، جن کے فوائد درج ذیل ہیں:

"لفظ" مابہ الاشتراک یعنی جنس ہے، جس میں تمام کلمات شامل ہیں۔ کلمہ کی تعریف میں "وضع" کی تعریف سے غیر موضوع کلمات خارج ہو گئے جیسے اُخ اُخ لفظ "معنیً" کی قید سے "مہمل" کلمات خارج ہو گئے اور "مفرد" کی قید سے "مرکبات" خارج ہو گئے۔

"الکلمۃ" کے الف لام میں احتمالات:

سوال یہ ہے کہ "الکلمۃ" پر الف لام کون سا ہے، اسمی یا حرفی؟ اسمی تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ اس کا مدخول اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے۔ رہی بات حرفی ہونے کی، اس کی دو اقسام ہیں: (۱) زائدہ (۲) غیر زائدہ، یہ زائدہ بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں تنکیر مبتداء لازم آئے گی، جو درست نہیں ہے، اور غیر زائدہ

مانیں تو اس کی چار اقسام ہیں: (۱) جنسی (۲) استغراقی (۳) عہد خارجی (۴) عہد ذہنی۔ یہ الف لام جنسی اور استغراقی بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس پر تائے وحدت ہے، جو جنس واستغراق کے منافی ہے، عہد خارجی بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا مدخول خاص ہوتا ہے، جبکہ ایسا کلمہ عام ہے، خواہ نحوی ہو یا منطقی، اگر عہد ذہنی تسلیم کیا جائے، تو مبتداء کا غیر معین ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔ الحاصل یہ الف لام نہ تو اسمی ہو سکتا ہے اور نہ ہی حرفی ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ الف لام جنسی ہو سکتا ہے، رہی یہ بات تائے وحدت کی، تو یاد رہے! وحدت کی تین اقسام ہیں: (۱) وحدت شخصیہ (۲) وحدت نوعیہ (۳) وحدت جنسیہ۔

ان تین اقسام میں سے صرف وحدت شخصیہ ہی جنس کے منافی ہے، اور کوئی نہیں اور یہ وحدت شخصیہ یہاں مراد نہیں، اور جو مراد ہے، اس پر اعتراض نہیں ہے۔

یہاں الف لام عہد خارجی بھی ہو سکتا ہے، رہی یہ بات مدخول کے خاص ہونے کی! تو وہ یہاں خاص ہے، یعنی کلمہ سے مراد کلمہ نحوی ہی ہے، اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ یہ کلمہ نحوی کتاب میں مذکور ہے۔

(ج) خط کشیدہ لفظ میں اعرابی احتمالات اور ان کے معانی:

خط کشیدہ لفظ یعنی ''مفرد'' تین احتمالات رکھتا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) رفع: لفظ ''مفرد'' کے مرفوع ہونے کی صورت میں یہ ''لفظ'' کی صفت ہوگا، تو اس صورت میں معنیٰ ہوگا: کلمہ ایسا لفظ ہے، جو معنیٰ مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

(ii) نصب: لفظ ''مفرد'' منصوب ہونے کی صورت میں ''وضع'' کی ضمیر ھُوَ سے حال ہوگا، تو اس صورت میں معنیٰ ہوگا: کلمہ وہ لفظ ہے، جو وضع کیا گیا ہے ایسے معنیٰ کے لیے، جو مفرد کے حالات کو ظاہر کرتا ہے۔

نوٹ: منصوب بالتنوین کی صورت میں لفظ کے آخر میں الف اس صورت میں لایا جاتا ہے، جب اس میں مزید اعرابی احتمالات نہ ہوں، چونکہ یہاں احتمالات ہیں، اس لیے ''مفرد'' کے آخر میں الف نہیں لکھا گیا۔

(iii) جر: لفظ ''مفرد'' کے مجرور ہونے کی صورت میں، یہ لفظ ''معنیٰ'' کی صفت ہوگا، کیونکہ موصوف صفت کا اعراب یکساں ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2: فَالْمُعْرَبُ الْمُرَكَّبُ الَّذِیْ لَمْ یَشْبَهْ مَبْنِیَّ الْاَصْلِ وَحُكْمُهٗ اَنْ یَّخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِیْرًا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اعراب کی تعریف کر کے اس کی اقسام سپرد قلم کریں؟

(ب) معرب اور مبنی کی وجہ تسمیہ بیان کریں نیز بتائیں کہ عبارت میں مذکور "لَفْظًا اَوْ تَقْدِیْرًا" ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس معرب وہ اسم ہے، جو غیر سے مرکب ہو مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ مختلف عوامل کے آنے سے اس کا آخر تبدیل ہو جاتا ہے، خواہ وہ لفظی طور پر تبدیل ہو، یا تقدیری طور پر تبدیل ہو۔

اعراب کی تعریف اور اس کی اقسام:

تعریف اعراب: وہ چیز ہے، جس کی وجہ سے معرب کا آخر مختلف ہوتا کہ وہ مختلف معانی پر دلالت کرے، جو مسلسل معرب پر وارد ہوتے ہیں۔

اقسام اعراب: اعراب کی تین اقسام ہیں:

(i) رفع: اس کے تین افراد ہیں: ضمہ، واؤ اور الف تینوں کی مثال جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، جَاءَنِیْ اَبُوْكَ، جَاءَنِیْ رَجُلَانِ۔

(ii) نصب: اس کے چار افراد ہیں: فتحہ، کسرہ، الف اور یاء ان کی مثال جیسے رَأَیْتُ زَیْدًا، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، رَأَیْتُ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ۔

(iii) جر: اس کے تین افراد ہیں: کسرہ، فتحہ اور یاء۔ تینوں کی مثال مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

جواب: (ب) "معرب" اور "مبنی" کی وجہ تسمیہ:

معرب: یہ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب افعال ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: تبدیل شدہ، چونکہ مختلف (عوامل کے آنے سے اسم معرب کا آخر تبدیل ہو جاتا ہے، اس لیے اسے "معرب" کہا جاتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا وَ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

مبنی: یہ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ ہے: ٹھوس یعنی جس میں کوئی تبدیلی نہ ہو، چونکہ اسم مبنی پر مختلف عوامل داخل ہونے کی وجہ سے تبدیلی نہیں ہوتی، اس لیے اسے مبنی کہا جاتا ہے جیسے جَاءَنِیْ هٰؤُلَاءِ، رَأَیْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ۔

"لفظاً" اور "تقدیراً" کو منصوب پڑھنے کے احتمالات:

"لفظاً" اور "تقدیراً" میں منصوب پڑھنے کے چار احتمالات ہیں:

۱- یہ تمیز کی بناء پر منصوب ہیں، یعنی فعل کی جو فاعل کی طرف نسبت ہے اس میں ابہام ہے "لَفْظًا" اور "تَقْدِيْرًا" سے وہ ابہام دور ہو رہا ہے۔

۲- یہ مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہیں، یعنی یہ صفت واقع ہو رہے ہیں اور ان کا موصوف اختلافا محذوف ہے، جو اصل عبارت یوں تھی: اِخْتِلَافًا لَفْظًا اَوْ اِخْتِلَافًا تَقْدِيْرًا۔

۳- یہ منصوب بنزع الخافض ہیں، یعنی ان کا مضاف محذوف ہے، پس مضاف سے محذوف ہونے کی وجہ سے ان پر نصب ہے، جو اصل عبارت یوں تھی: اِخْتِلَافَ لَفْظٍ اَوْ تَقْدِيْرٍ۔

۴- یہ کان کی خبر ہونے کی بناء پر منصوب، یعنی اصل عبارت یوں ہے: سَوَاءٌ كَانَ الْاِخْتِلَافُ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا۔

سوال نمبر 3: والخبر هو المجرد المسند به المغائر للصفة المذكورة واصل المبتدأ التقديم ومن ثم جاز في داره زيد وامتنع صاحبها في الدار۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مذکورہ عبارت کی ترکیب نحوی سپرد قلم کریں؟

(ب) ایسے کتنے اور کون کون سے مقامات ہیں جہاں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

خبر وہ اسم ہے، جو عوامل لفظیہ سے خالی، اور اس کے سبب کلام میں اسناد واقع کی گئی ہو اور اس صفت کا مغائر بھی جو مبتداء کی تعریف میں مذکور ہوئی اور مبتداء کے لائق یہی ہے کہ وہ خبر پر مقدم ہو اسی وجہ سے یہ مثال درست ہے: "فِيْ دَارِهٖ زَيْدٌ" اور یہ مثال منع ہے: "صَاحِبُهَا فِي الدَّارِ"

عبارت کی ترکیب نحوی:

والخبر هو المجرد المسند به المغائر للصفة المذكورة: و حرف عاطفہ مبنی بر فتحہ مبنیات اصلیہ سے، الخبر الف ولام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے مرفوع لفظاً مبتداء، هو ضمیر برائے واحد مذکر غائب مرفوع منفصل، مرفوع محلاً مبتداء، المجرد صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید صحیح از باب تفعیل موصوف المسند صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب افعال، مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً به جار با مجرور متعلق ہوا المسند کے، المغائر مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً المسند کا نائب فاعل للصفت المذكورة ل حرف جار الصفت المذكورة موصوف با صفت، مجرور با مجرور متعلق ہوا المسند کے، المسند اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلاً خبر ہوئی "الخبر" کی مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واصل

المبتداء التقدیم : وحرف عاطفہ مبنی برفتحہ مبنیات اصلیہ سے، اصل مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مضاف المبتداء الف ولام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ ہے، مبتداء مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مبتداء التقدیم الف ولام برائے تعریف تقدیم مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً خبر، مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ومن ثم جار فِيْ دَارِهٖ زَيْدٌ : وحرف عاطفہ مبنی برفتحہ مبنیات اصلیہ سے، من ثم جار با مجرور جاز کے متعلق ہوا، جاز فعل فی دارہ زید مرفوع محلاً ہو کر فاعل، جاز فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وامتنع صاحبها فی الدار : وحرف عاطفہ مبنی برفتحہ مبنیات اصلیہ سے، امتنع صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از باب افتعال ہے، صاحبها فی الدار جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر، مرفوع محلاً ہو کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ب) وہ مقامات جہاں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے:

چار مقامات ایسے ہیں جہاں خبر کو مبتداء سے پہلے لانا واجب ہے:

(۱) خبر صدر کلام کو چاہے جیسے اَيْنَ زَيْدٌ ۔ یہاں اَيْنَ خبر اور زَيْدٌ مبتداء ہے۔ (۲) خبر مبتداء کے لیے مصحح ہو جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ ۔ اس مثال میں فی خبر ہے اور رَجُلٌ مبتداء ہے۔ (۳) مبتداء میں ضمیر ہو، جو خبر کی طرف راجع ہو جیسے عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زَيْدٌ (۴) جب خبر اَنَّ کی خبر ہو جیسے عِنْدِيْ اِنَّكَ قَائِمٌ ۔

سوال نمبر 4: وترخیم المنادی جائز وفی غیرہ ضرورۃ ۔

(الف) ترخیم کا لغوی واصطلاحی معنیٰ بیان کریں نیز منادی وغیر منادی میں ترخیم کا حکم تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) ترخیم منادی کی کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں نیز بتائیں کہ ان میں کتنی عدمی ہیں اور کتنی ثبوتی؟

(ج) "جِئْتُ اَنَا وَزَيْدٌ" کس کی مثال ہے نیز بتائیں کہ اس میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: (الف) ترخیم کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

ترخیم کا لغوی معنیٰ: نرمی اور آسانی پیدا کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ: منادیٰ کے آخر سے صرفی قاعدہ اور لغوی سماع کے بغیر محض تخفیف کے لیے ایک یا ایک سے زائد حروف کو حذف کرنا، ترخیم کہلاتا ہے۔

منادیٰ اور غیر منادیٰ میں ترخیم کا حکم:

منادیٰ کے آخر میں مطلقاً ترخیم جائز ہے یعنی ضرورت ہو یا ضرورت نہ ہو۔ غیر منادیٰ اسم کے آخر میں صرف ضرورت یعنی وزن شعری کے لیے ترخیم جائز ہے۔ منادیٰ کے آخر میں حرف صحیح ہو اور اس سے پہلے حرف مدہ ہو تو دو حرف حذف کیے جائیں گے جیسے يَا مَنْصُوْرُ سے يَا مَنْصُ، يَا عُثْمَانُ سے يَا عُثْمُ ۔ اگر منادیٰ کے آخر میں حرف صحیح اور اس سے پہلے حرف مدہ نہ ہو تو ایک حرف حذف کیا جائے گا جیسے مَالِكُ سے يَا مَالُ ۔

منادیٰ مرخم کے آخر میں دو حرکتیں پڑھنا جائز ہیں یعنی ترخیم سے پہلے والی حرکت اور ترخیم سے بعد والی حرکت جیسے يَا رِثُ میں حَارِ اور يَا حَارُ ۔ اگر اسم مرکب ہو تو ترخیم منادیٰ کی صورت میں اسم ثانی کو حذف کیا جائے گا جیسے يَا بَعْلَبَكُّ سے يَا بَعْلَ ۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی ثبوتی اور عدمی شرائط:

ترخیم منادیٰ کی چار شرائط ہیں جن میں سے تین عدمی اور ایک ثبوتی ہے:

۱۔ منادیٰ مضاف نہ ہو کیونکہ اگر منادیٰ مضاف ہو تو ترخیم کی دو صورتیں ہیں: (i) یا تو وہ مضاف کے آخر میں کی جائے گی۔ (ii) یا مضاف الیہ کے آخر میں کی جائے گی یہ دونوں صورتیں باطل ہیں اس لیے کہ اگر مضاف کے آخر میں ترخیم کی جائے تو درمیان کلمہ میں ترخیم ہو جائے گی کیونکہ مرکب اضافی کلمہ واحدہ کے حکم میں ہوتا ہے حالانکہ ترخیم آخر کلمہ میں ہوتی ہے درمیان کلمہ میں نہیں ہوتی اگر مضاف الیہ کے آخر میں ترخیم کی جائے تو مقصود بالنداء کی ترخیم نہیں ہوگی کیونکہ مقصود بالنداء تو مضاف ہوتا ہے لہٰذا یہ شرط لگائی گئی کہ وہ منادیٰ مضاف ہی نہ ہو۔

۲۔ منادیٰ مستغاث نہ ہو کیونکہ مستغاث کی دو صورتیں ہیں: (i) مستغاث بالالف (ii) مستغاث باللام۔ پہلی صورت میں الف کو حذف کرنا پڑے گا حالانکہ اس سے مقصود آواز کو لمبا کرنا ہوتا ہے اور ایسا کرنے سے منادیٰ مستغاث ہی نہیں رہے گا۔ دوسری صورت میں لام استغاثہ کا اثر ہی ختم ہو جائے گا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مؤثر ہو لیکن اس کا اثر نہ ہو۔

۳۔ منادیٰ جملہ نہ ہو کیونکہ جملہ مبنی کے حکم میں ہوتا ہے اور مبنی کے آخر کو حذف نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ چوتھی شرط وجودی ہے یعنی دو باتوں میں سے ایک کا پایا جانا: (i) منادیٰ علم زائد علی الثلاثہ ہو: یہ اس لیے کہ ترخیم کے بعد بھی تین حروف پائے جائیں ورنہ اس معرب کی مبنی کے ساتھ مشابہت لازم آئے گی جیسے يَا اَسْمَاءُ سے يَا اَسْمُ ۔

(ii) یا منادیٰ علم کے آخر میں تائے تانیث ہو اس لیے کہ تائے تانیث دوسرا کلمہ ہے اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔

(ج) "جئت انا و زید" کس کی مثال اور اس میں جائز صورتیں:

مثال کی وضاحت: یہ مفعول معہ کی مثال ہے جب اس (مفعول معہ) کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر ڈالا جائے۔

جواز کی صورتیں: اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز ہو تو واؤ کو دو طرح پڑھنا جائز ہے اور اسم مذکور بعد الواؤ کو بھی دو طرح پڑھنا جائز ہے جیسے جِئْتَ اَنَا وَ زَیْدٌ وَ زَیْدًا یہاں فعل لفظاً موجود ہے اور عطف بھی جائز ہے، کیونکہ اسم ظاہر کا ضمیر مرفوع متصل پر عطف کے لیے شرط یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل کی ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ تاکید لائی گئی ہو جو کہ یہاں "اَنَا" کی صورت میں موجود ہے، لہٰذا عطف کی بناء پر اسے یعنی زید کو مرفوع پڑھنا جائز ہے اور ایسی صورت میں واؤ عاطفہ ہوگی، اور واؤ بمعنیٰ مع کر کے مابعد اسم پر نصب پڑھنا جائز ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل...... منطق

سوال نمبر1: (الف) مصنف نے علم کی کتنی اور کون کون سی تعریفات ذکر کی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ نیز حکم کی تعریف کریں؟۱۰+۵=۱۵

(ب) تصدیق کے بارے میں حکماء اور امام رازی کا مذہب بیان کر کے اس میں فرق کی وضاحت کریں؟۵+۵=۱۰

سوال نمبر2: لَا شُغَلَ لِلْمَنْطِقِيِّ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ مَنْطِقِيٌّ يَبْحَثُ الْاَلْفَاظَ كَيْفَ وَهٰذَا الْبَحْثُ بِمُعْزِلٍ عَنْ غَرْضِهٖ وَ غَايَتِهٖ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا بُدَّلَهٗ مِنْ بَحْثِ الْاَلْفَاظِ الدَّالَّةِ عَلَى الْمَعَانِيْ لِاَنَّ الْاِفَادَةَ وِالْاِسْتِفَادَةَ مَوْقُوْفَةٌ عَلَيْهِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور دلالت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟ ۱۵=۵+۵+۵

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟۱۰

سوال نمبر3: الاجناس العالية عشرة وليس فی العالم شیء خارجا عن هذه الاجناس ويقال لهذه الاجناس العالية المقولات العشر ايضا احدها الجوهر والباقی المقولات التسع للعرض .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح و توضیح قلمبند کریں؟۷+۸=۱۵

(ب) مقولات عرضیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ زینت قرطاس کریں؟۱۰

قسم ثانی......تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) اسلامی ادب پر اثر انداز ہونے والے اہم عوامل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ بیان کریں؟ ۱۵

(ب) مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین قرآن میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز بیان تحریر کریں نیز صحابہ کرام کی گفتگو پر اس کے اثر کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) عہد رسالت میں شاعری اور اس کے اسلوب پر ایک مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) شام کی شاعری پر تبصرہ کرنے کے بعد عراقی شاعری کی خصوصیات تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت پر مختصر تبصرہ زینت قرطاس کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

قسم اوّل......منطق

سوال نمبر 1: (الف) مصنف نے علم کی کتنی اور کون کون سی تعریفات ذکر کی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ نیز حکم کی تعریف کریں؟

(ب) تصدیق کے بارے میں حکماء اور امام رازی کا مذہب بیان کر کے اس میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تعریفاتِ علم:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے علم کی پانچ طریقوں سے تعریف کی ہے:

(i) حصول صورة الشيء في العقل (کسی شیء کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا)

(ii) الصورة الحاصلة من الشيء عند العقل (کسی شیء کی وہ صورت جو عقل کے پاس حاصل ہو)

(iii) الحاضر عند المدرك (وہ شیء جو مدرک کے پاس حاضر ہو)

(iv) قبول النفس لتلك الصورة (نفس ناطقہ کا شیء کی صورت کو قبول کرنا)

(v) الاضافة الحاصلة بين العالم والمعلوم (وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان حاصل ہو)

حکم کی تعریف: ایک شئے کی نسبت دوسری شئے کی طرف کرنا' خواہ ایجابی ہو یا سلبی ہو۔

(ب) تصدیق کی تعریف میں حکماء اور امام رازی کا فرق:

حکماء کے نزدیک تصدیق کی تعریف: تصدیق اس حکم کا نام ہے' جو تصورات ثلاثہ سے ملا ہوا ہو۔

امام رازی کے نزدیک تصدیق کی تعریف: حکم اور تصورات ثلاثہ کے مجموعہ کا نام تصدیق ہے۔

حکماء اور امام رازی کے مابین اختلاف کی وجوہات:

(i) حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط ہے اور امام رازی کے نزدیک تصدیق مرکب ہے۔

(ii) حکماء کے نزدیک تصدیق وہ حکم ہے' جو تصورات ثلاثہ سے ملا ہوا ہو۔ امام رازی کے نزدیک حکم اور تصورات ثلاثہ کے مجموعہ کا نام تصدیق ہے۔

(iii) حکماء کے نزدیک تصورات ثلاثہ تصدیق کے لیے شرط ہیں اور امام رازی کے نزدیک تصورات ثلاثہ تصدیق کے لیے شرط نہیں بلکہ جزء ہیں۔

(iv) حکماء کے نزدیک تصورات ثلاثہ تصدیق سے خارج ہیں اور امام رازی کے نزدیک تصورات تصدیق میں داخل ہیں۔

سوال نمبر 2: لَا شُغلَ لِلْمَنْطِقِيِّ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ مَنْطِقِيٌّ يَبْحَثُ الْاَلْفَاظُ كَيْفَ وَهٰذَا الْبَحْثُ بِمُعْزَلٍ عَنْ غَرْضِهٖ وَ غَايَتِهٖ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا بُدَّلَهٗ مِنْ بَحْثِ الْاَلْفَاظِ الدَّالَّةِ عَلَى الْمَعَانِيْ لِاَنَّ الْإِفَادَةَ وَالْاِسْتِفَادَةَ مَوْقُوْفَةٌ عَلَيْهِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور دلالت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کریں؟

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

منطقی کے لیے بحیثیت منطقی جائز نہیں ہے کہ وہ الفاظ سے بحث کرے' اس لیے یہ بحث اسے مقصد اور غرض سے دور کرنے والی ہوگی' باوجود اس کے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے الفاظ سے بحث کرے جو معانی پر دلالت کرتے ہوں' اس لیے فائدہ دینا اور فائدہ حاصل کرنا اسی پر موقوف ہے۔

دلالت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

دلالت کا لغوی معنیٰ ہے: الارشاد یعنی راہ دکھانا اور اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی شیء کا علم آئے تو اس کے ساتھ ہی دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ اور اس کی اقسام:

دلالت لفظیہ وضعیہ وہ ہے جس میں لفظ دال ہو جیسے لفظ ''زید'' کی دلالت ذات زید پر۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین اقسام ہیں:

(i) دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے جس میں وضع کو دخل ہو جیسے لفظ ''زَیْدٌ'' کی دلالت ذات زید پر۔

(ii) دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے جس میں طبعہ کا دخل ہو جیسے لفظ اُخ اُخ کی دلالت سینے کے درد پر۔

(iii) دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع اور طبیعت کو دخل نہ ہو جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ ''دیز'' کی دلالت بولنے والے پر۔

سوال نمبر 3: **الاجناس العالية عشرة وليس في العالم شيء خارجا عن هذه الاجناس ويقال لهذه الاجناس العالية المقولات العشر ايضا احدها الجوهر والباقي المقولات التسع للعرض۔**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) مقولات عرضیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اجناس عالیہ دس ہیں، دنیا کی کوئی چیز ان سے خارج نہیں ہے، ان کو اجناس عالیہ اور مقولات عشر بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک جوہر ہے اور باقی نو مقولات عرض ہیں۔

عبارت کی تشریح وتوضیح:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اجناس عالیہ تعداد میں دس ہیں، دنیا بھر کی کوئی چیز ان سے باہر نہیں ہے، ان کے دو نام ہیں: (i) اجناس عالیہ (ii) مقولات عشر۔ پھر ان میں سے ایک جوہر ہے، جو قائم بالذات ہوتا ہے اور باقی نو عرضیات ہیں۔

(ب) مقولات عرضیات:

کلیات تعداد میں پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل (۴) خاصہ (۵) عرض۔

ان میں سے پہلی تین اقسام کو ذاتیات کہا جاتا ہے اور آخر دو کو عرضیات کہا جاتا ہے۔ عرضیات صرف خاصہ اور عرض عام ہیں۔

قسم ثانی......تاریخ ادب عربی

سوال نمبر 4: (الف) اسلامی ادب پر اثر انداز ہونے والے اہم عوامل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ بیان کریں؟

(ب) مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین قرآن میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟ بیان کریں؟

جواب: (الف) اسلامی ادب پر اثر انداز ہونے والے عوامل:

(۱) قرآن کریم: قرآن کریم عربی زبان کی پہلی مرتب شدہ و مدون کتاب ہے اسی وجہ سے تاریخ ادب کے لیے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے' کیونکہ چھٹی صدی عیسوی کے آخر اور ساتویں صدی کے ابتداء میں عربوں کی ادبی اور عقلی زندگی کا یہی مظہر تھا' یہی فنی نثر کا بانی ہے اور ان مضامین و اسالیب اور معرفتوں کا سرچشمہ ہے' جو اس دور میں ادب میں عام تھے' قرآن کریم ایسے بدیع اسلوب میں نازل ہوا کہ لوگوں کی سماعت اور ذہن اس جیسے کلام سے نامانوس تھے' نہ تو وہ موزوں و مقفیٰ کلام ہے' نہ ایسی سجع بندی ہے جس میں ایک ہی معنی کئی جملوں میں الگ الگ بیان کیا جائے اور نہ ہی ایسا آزاد اسلوب ہے' جو بغیر وزن اور سجع کی رعایت کے آخر تک چلا گیا ہو' درحقیقت یہ ایسی جدا جدا آیتیں ہیں' جن میں ایک دوسرے کی مشابہت ہے ان آیتوں پر آواز رک جاتی ہے' اور ذہن قرار پاتا ہے' کیونکہ جہاں ان آیات کے معانی مستقل حیثیت کے ہیں وہیں ان کے صوتی آہنگ پڑھنے والے کی روح و وجدان سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔

سو جب اہل عرب نے اسے سنا اور وہ شاعرانہ تراش کے ساتھ ساتھ نثر و بیان میں بھی بے مثل اور امام فن تھے' نہایت مرعوب ہو گئے اور اسے عجیب چیز قرار دیا وہ حیران تھے کہ قرآن پاک کو اپنے مروج و معروف کلام کی کس صنف میں سے شمار کریں۔ چنانچہ اضطراب اور تردد کی حالت میں انہوں نے کبھی اسے شاعری کہا کبھی جادو اور کبھی کاہنوں کی تک بندی قرار دیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا قرآن مجید کو کلام کی ان اصناف میں سے شمار کرنا جو عقل کو اڑا دیتی ہیں' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن ان کے اذہان و قلوب پر بڑی شدت سے اثر انداز ہوا ہے۔

(۲) حدیث: حدیث کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور آپ کے فعل کی حکایت اور آپ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتیں ان سب پر ہوتا ہے۔ مذہبی اور ثقافتی امور میں اس کا درجہ قرآن کے بعد ہے' لیکن عبادات اور حقوق کے قوانین سازی میں سب سے بڑا ماخذ یہی ہے اور قرآن کو سمجھنے کا

سب سے سیدھا راستہ ہے کہ جس سے قرآن کے مشکل مقامات کی وضاحت، اجمال کی تفصیل، اطلاق کی تقیید، عموم کی تخصیص ملتی ہے، البتہ وہ احادیث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں بہت تھوڑی ہیں تاہم ان پر فصاحت، الہام اور خداداد صلاحیتوں کی مہر ثبت ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں پیدا ہوئے بنی سعد عربوں کے فصیح ترین قبیلہ میں پرورش پائی، نیز آپ کو لغت قرآن پر کامل عبور اور عربوں کی زبان پر کامل دسترس اور نئے نئے بلند اسالیب کے ایجاد پر فطری قدرت تھی اور دینی و فقہی مطالب کے لیے نئے الفاظ وضع فرما لیتے تھے، لیکن اس سب کچھ کے باوجود حدیث کی لسانی قدر و منزلت اور تاریخی راہنمائی قرآن کریم کی بلندیوں تک نہیں پہنچ پاتیں، کیونکہ قرآن کریم کو کاتبین وحی نازل ہوتے ہی لکھ لیا کرتے تھے اور کلام اللہ ہونے کی وجہ سے اس کے متن کی حفاظت مسلمانوں کا فریضہ ہو گیا تھا اس ارشاد کی وجہ سے:

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَآ إِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ (البقرۃ:۱۸۱)

''یعنی جو شخص بھی اس کو سننے کے بعد اسے بدلے گا، تو اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہوگا''۔

(۳) زمانہ جاہلیت کی شاعری: عربی نثر کو قرآن کریم اور حدیث پاک کی بدولت ایک نیا طریق کار اور ادبی سرچشمہ ملا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کو اپنا معاون و مددگار بنا کر تدریجی ارتقاء، تکمیل اور آزادی کا سفر شروع کر دیا، اور عربوں کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری بھی اسلام کی طرف منتقل ہوئی لیکن اسلام نے اس ڈر سے کہ کہیں عصبیت اور جاہلیت کے یہ شعر مسلمانوں کے اتحاد اور عربوں کی باہمی الفت کو نہ توڑ دیں، اس شاعری کو مرحبا نہیں کہا اور اس کو اتنا زیادہ مقبول نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اس میں بھی دیہاتی عربوں کی طرح نفاق رہا اور اس کا طبعی میلان دیہاتی زندگی اور خانہ بدوشوں کی طرف رہا جن سے وہ اپنے خیالات، طریقے اور مناظر لیتی رہی، ہم اسلامی شاعری کو تبھی سمجھ سکتے ہیں جب اس کے اصل منبع و ماخذ (جاہلی شاعری) کی طرف رجوع کریں۔

(۴) غیر ملکی ادب: جزیرہ عرب دنیائے عالم کے دو بڑے خطوں کے درمیان واقع ہے مشرقی سمت ایران اور مغرب میں روم، جزیرہ عرب اور ان دو علاقوں کا بہت پرانا میل جول تھا اس لیے مادی اور معنوی تبادلوں کی وجہ سے لغت اور ادب میں کچھ آثار اس کے باقی ہیں لیکن جب اسلام نے ان دونوں علاقوں کو فتح کر لیا، تو یہ میل جول سخت امتزاج کی صورت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے زبان، افکار اور عقائد میں اتنا امتزاج ہوا کہ یہ آمیزہ ادب کے سرچشموں میں سے ایک قوی سرچشمہ بن گیا، ان حکومتوں کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہت سے غلام باندی بن کر عربوں کے گھروں میں آ گئے جن کو مجبوراً عربی زبان سیکھنی پڑی۔ البتہ اس قسم کے لوگوں نے صرف زبان ہی تبدیل کی تھی باقی خیالات، افکار و تصورات اور اسلوب بیان اپنی پہلی فطرت پر رہے وہ فارسی یا رومی ذہن سے سوچتے تھے، البتہ بولنے اور لکھنے میں عربی

زبان استعمال کرتے تھے، ان کی زبانوں کے قواعد مرتب، ادب سلجھا ہوا اور تہذیب کے سب پہلو روشن تھے، لہٰذا ضروری طور پر عربی آداب، عجمی آداب اور آریہ ذہنیت سے متاثر ہوئے اور اس اثر کا سب سے زیادہ ظہور زبان، قانون سازی، اخلاق، شاعری، خطوط و رسائل اور قصص و حکایات پر ہوا۔ زبان کا حلقہ ان فارسی الفاظ کے شامل کرنے سے وسیع ہوا جن کو دفتری کاروائی، حکومتی تنظیم و ترتیب، ملکی سیاست، تمدنی ضروریات مثلاً آلات کار، غذاء اور آرائشی سامان کے اظہار کے لیے استعمال کیا گیا، کیونکہ عرب کے خانہ بدوش ان چیزوں سے ناواقف تھے۔ عربی زبان کے قواعد سریانی طریقے پر بنائے گئے اور ان کو عجمیوں نے مرتب کیا، اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "المزہر" میں ایک فصل لائے ہیں جس میں ان الفاظ کا بیان ہے، جو عربوں نے فارسی، رومی، سریانی، اور قبطی زبانوں سے لیے ہیں، لیکن لغب مرتب کرنے والوں نے ان زبانوں سے ناواقفیت کی بناء پر اس سلسلہ میں بہت التباس پیدا کر دیا۔ ہے بہت سے الفاظ ان زبانوں کی طرف منسوب کر دیے جو ان کے نہ تھے، دوسری طرف ایرانیوں نے جہالت اور تعصب کی وجہ سے بہت سے معرب کلمات کو اپنی زبان کا بتانے میں بہت مبالغے سے کام لیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی زبان میں گفتگو فرمائی تھی اس بارے میں وہ دو حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں ایک تو "ان جابر اصنع لکم سورا" ہے جس میں "سور" بمعنی ضیافت ہے، دوسری "العنب دوو التمریك" ہے یعنی انگور دو دو کر کے کھاؤ اور کھجور ایک ایک، حالانکہ یہ دونوں علماء کی تحقیق کے مطابق بے بنیاد ہیں، جاحظ نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایرانیوں کی آمد کی وجہ سے مدینہ والے کچھ فارسی الفاظ جاننے لگے تھے چنانچہ وہ بطیخ (خربوزہ) کو خربز اور سمیط (میدہ) کو روذق کہنے لگے تھے، اہل کوفہ مسحاۃ (پھاوڑا) کو "بال" اور سوق (بازار) کو بازار کہنے لگے تھے اور یہ سارے فارسی کے لفظ ہیں، ابو مہدیہ اعرابی نے کچھ عجمی الفاظ نقل کیے ہیں، جو اس کے زمانے میں عربی میں عام طور پر استعمال ہوتے تھے پھر ان کی تردید کی ہے کہ یہ عربی کے نہیں، ان میں سے بطور مثال چند الفاظ اس شعر میں پیش کیے ہیں:

یقولون لی شنبذ ولست مشنبذًا　　طوال اللیالی ما اقام ثبیر

لوگ مجھے شنبذ (مستجاب الدعوات) کہتے ہیں حالانکہ میں رہتی دنیا تک شنبذ نہیں ہوسکتا۔

(ب) مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین میں فرق:

مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین میں فرق نمایاں ہے، جس کی جھلک درج ذیل ہے:

یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ کچھ قرآن کریم مکہ مکرمہ میں اور کچھ مدینہ منورہ میں نازل ہوا مکی سورتوں میں وہ اہم مضامین ہیں جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی صفات و آیات کی بزرگی کا بیان اور معاندین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیلنج دیا اس میں آپ کی تائید، گذشتہ لوگوں کے واقعات کو بیان کرنا، بتوں اور ان کے متعلق عادات و رسوم کو چھوڑنا،

آخرت کے دن اور اس کے ساتھ متعلق جنت وجہنم، خوشخبری ودھمکی کو برحق ثابت کرنا پھر آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے ساتھ جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی ہے۔ مدنی سورتوں میں مغازی اور ان کے اسباب کا بیان ہے اور ان سے پیدا ہونے والے مفید نتائج سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے اور عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اجتماعیات مثلاً انفرادی زندگی، تمدنی معاملات، عدالتی قوانین اور اس کے متعلق حدود وقصاص کا بیان ہے اور ان سب چیزوں میں آپ کو ہر جگہ الفاظ کی معانی کے ساتھ ہم آہنگی اور معانی کا مقاصد کے ساتھ ایسا اتفاق نظر آئے گا کہ منطق وفن اس سے بہت پیچھے ہیں اور اس سے اوپر اللہ کی قدرت ہی قدرت نظر آتی ہے۔

سوال نمبر 5: (الف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز بیان تحریر کریں نیز صحابہ کرام کی گفتگو پر اس کے اثر کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) عہد رسالت میں شاعری اور اس کے اسلوب پر ایک مختصر مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز بیان:

حدیث (اس کا معنی ہے بات، گفتگو) روزمرہ کی اس عام فہم گفتگو سے خارج نہیں ہے، جو ہر مجلس میں ہوتی رہتی ہے؟؟ کے موضوع پر مشتمل ہوتی ہے، حاضر جوابی، غور وفکر کی کمی، مقامات واحوال کے اختلاف سے کلام کا مختلف ہونا سب اس کے تقاضے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر باوجود برجستگی کے فیضان سماوی کا اثر، غیر معمولی صلاحیت کا نشان اور بلاغت کی مہر نظر آتی ہے، حدیث کا اسلوب اتنا قرآن کے قریب نہیں جتنا دور نبوت کے اسلوب کے قریب ہے البتہ حدیث پاک دوسرے کلاموں سے اپنی ظاہری چمک دمک، عبارت کی ترتیب وروانی، واضح اور متعین غرض وغایت کو لانے کے لیے مناسب الفاظ کو لانے، بیان کے حسب حال ہونے، اور جس سے گفتگو کی جائے اس کی بولی کے مطابق ہونے کی وجہ سے ممتاز ہے۔ دوسری زبانوں سے موافقت ایسی شکل میں بہت زیادہ ظاہر ہو جاتی تھی جب آپ باہر سے آنے والے وفود سے مخاطب ہوتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غریب الفاظ استعمال کرتے اور ایسے متروک الفاظ استعمال کرتے جو ان کی زبان میں مستعمل ہوتے، مقفیٰ کلام کا التزام کرتے، اسی سلسلہ میں آپ کی دو باتیں ہیں، جو آپ نے طھفہ ابن ابی زہیر نہدی اور لقیط بن عامر بن مشفق کے ساتھ کیں جن سے آپ کی خوش خلقی، اعلیٰ تربیت، زور بلاغت اور قوت اثر اندازی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اکثر احادیث پر روانی طبع کی رونق، جلال نبوت اور رونق فصاحت، واضح نظر آتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ وتمثیل، حکیمانہ کلام اور عمدہ گفتگو پر عجیب قدرت حاصل تھی یہی خصوصیت آپ سے پہلے آنے والے انبیاء میں بھی تھی خصوصاً سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام میں کچھ زیادہ ہی تھی وجہ اس کی یہ ہے کہ انبیاء لوگوں کے لیے اساتذہ اور اتالیق کی طرح ہوتے ہیں اور تعلیم میں تمثیل وخوش بیانی کا طریقہ بہت کارگر ہے۔

حدیث شریف کا نمونہ:

سواری کو تیز دوڑا کر قافلہ سے بچھڑ جانے والا نہ تو مسافت ہی طے کرتا ہے اور نہ ہی سواری کو کسی کام کی چھوڑتا ہے۔ مؤمن تو نکیل پڑے ہوئے اونٹ کی طرح نرم اور مطیع ہوتا ہے اگر اسے ہانکا جائے تو چلنے لگتا ہے اور اگر چٹان پر بھی بٹھایا جائے تو وہیں بیٹھ جاتا ہے۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے۔ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھو تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں۔ مؤمن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے کہ اچھی چیز ہی کھائے اور اچھی چیز ہی کھلائے، تم سارے لوگوں کو اپنے مال سے تو خوش نہیں کر سکتے لہٰذا اچھے اخلاق سے ان کو خوش کرو۔ مؤمن تو خوش اخلاق اور ہر دل عزیز ہوتا ہے اور جو خوش اخلاق و ملنسار نہ ہو وہ تو کسی کام کا ہی نہیں۔ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت میں میرے زیادہ قریب وہ ہو گا جو بہترین اخلاق والا، مہمان نواز، لوگوں سے محبت کرنے والا ہو جس سے لوگ بھی محبت کریں اور سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بہت باتونی، مسخرے اور چبا چبا کر باتیں کرنے والے ہوں گے۔ دیکھو گھورے کی سبزی سے بچو یعنی اس حسینہ سے جو خراب ماحول میں پلی ہو۔ عورت پسلی کی طرح ہے کہ تم اگر اسے سیدھا کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ تمام انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح برابر ہیں۔ مرد کی جنت اس کا گھر ہے۔ کچھ لوگ ایک کشتی پر سوار ہوئے ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ تقسیم کر لی اور اس پر بیٹھ گئے ان میں سے ایک شخص اپنی جگہ پر کلہاڑی مارنے لگا لوگوں نے پوچھا: کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا: یہ میری جگہ ہے یہاں جو میرا دل کرے کروں گا، اب اگر لوگ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو روکیں گے تو یہ بھی بچ جائے گا اور سارے لوگ بھی بچ جائیں گے لیکن اگر اس کو اسی حال میں چھوڑ دیا تو یہ خود بھی ہلاک ہو گا باقی بھی ہلاک ہوں گے۔

صحابہ کرام کی گفتگو پر اثر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلام میں عام پایا جاتا ہے خصوصاً ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے کلام میں جو آپ کی صحبت میں بکثرت رہے یا جنہوں نے آپ سے روایات کثرت سے کی ہیں جیسے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”دھیان سے سنو! گناہوں کی مثال ان سرکش گھوڑوں کی سی ہے جن پر گنہگار لوگ سوار ہیں اور وہ بے لگام ہیں، جو انہیں لے کر جہنم میں کود پڑے اور تقویٰ کی مثال فرمانبردار گھوڑوں کی سی جن پر نیک لوگ سوار ہوں اور ان کی لگامیں ان کے ہاتھوں میں ہوں اور وہ انہیں لے کر جنت میں چلے گئے یہاں حق و باطل کی کھینچا تانی ہے اور ہر ایک کے کچھ حمایتی ہیں، جس کے سامنے جنت و جہنم

ہوں وہ بڑی مشغولیت میں ہے تیز دوڑنے والا کامیاب ہے اور سست روی سے چلنے والے کی نجات کی امید ہے، لیکن کوتاہی کرنے والا آگ میں گرے گا' دائیں بائیں گمراہی کے راستے ہیں اور درمیانی راستہ کامیابی کا راستہ ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴ ہے ان روایات کے الفاظ اور طرز بیان کا ایک بہت بڑا حصہ خود ان کا ہے اگر چہ وہ احادیث کے اسلوب کے مطابق ہے ان کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان پر شک ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"تمہارا خیال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث زیادہ بیان کرتا ہے اللہ کے ہاں تو ایک دن جانا ہے میں مسکین و مفلس آدمی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑا رہتا تھا اور جو کچھ کھانے کو مل جاتا اس سے پیٹ بھر لیا کرتا تھا مہاجرین بازار میں تجارت میں مشغول رہتے تھے اور انصار اپنے مویشی اور زمینوں میں مشغول رہتے تھے لیکن میں ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا لہٰذا جب اور صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تو میں اس وقت بھی موجود ہوتا تھا اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو وہ بھول جاتے تھے"۔

(ب) عہد رسالت میں شاعری اور اس کا اسلوب:

ظہور اسلام کے وقت عربوں کی زندگی میں ٹھیٹھ جاہلیت' اکھڑ ذہنیت اور فرقہ وارانہ تعصب بہت مستحکم تھا اور شاعری ان صفات کو ظاہر کرنے اور ان جذبات کو ابھارنے کا ذریعہ بنی ہوئی تھی پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اخلاق فاسدہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تا کہ عربوں کے دل آپس میں جڑ جائیں اور ان میں اتحاد پیدا ہو' تو اس بات کی ضرورت لازمی طور پر ہوئی کہ شاعری کو بے توقیر کیا جائے اور شاعروں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ ط (الشعراء:۲۲۴)

"اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں"۔

نیز فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ط (یٰس: ۶۹)

"اور ہم نے اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری ان کے شایانِ شان ہے"۔

اور حدیث شریف میں ہے:

"تم میں سے کسی کا منہ شعر و شاعری سے بھرے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کا پیٹ پیپ سے بھر کر سڑ

جائے''۔

چنانچہ اکثر مسلمانوں نے شعر گوئی اور اس کی روایت سے بالکل احتراز کر لیا حالانکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اسلام نے کلی طور پر شاعری کو ناپسند نہیں کیا بلکہ صرف ایسی شاعری کو ناپسند کیا ہے' جو باہمی اتحاد و اتفاق کی دھجیاں اڑادے اور جو دلوں کی پوشیدہ بغض و عداوت کو ابھارے پھر اسلام نے سارے عرب کو ایک عظیم الشان دعوت میں مشغول کر دیا تو کوئی اس دعوت کا حامی بنا اور کوئی مخالف' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش میں سخت جھگڑے ہونے لگے اور انہوں نے کھلم کھلا مخالفت اور نیزوں کا استعمال شروع کر دیا لیکن شعراء عرب غیر جانبدار ہو کر توحید و بت پرستی' جمہوریت و ملوکیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قریش کے درمیان ہونے والے معرکہ کے نتیجہ کے منتظر تھے اس جھگڑے میں قریشی شعراء کے علاوہ کسی شاعر نے حصہ نہ لیا اسلام سے قبل قریش میں تمدنی و تجارتی مصروفیات کے باعث شاعر کم تھے لیکن ظہور اسلام کے بعد جھگڑے' مخالفت اور مباحثہ کی وجہ سے ان کی کثرت ہوگئی اس حملہ کی پہل قریش میں سے عبداللہ بن الزبعری' عمرو بن العاص اور ابوسفیان نے کی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت ہجو کے ذریعہ بہت تکلیفیں پہنچائیں جس سے مسلمانوں میں بھی جذبہ شاعری بھڑک اٹھا اور انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کو مخالف شاعروں کے جواب میں شاعری کی اجازت دے دیں' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ

''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ہتھیاروں سے مدد کی ہے ان کو کیا چیز مانع ہے اس بات سے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کی مدد کریں''۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت قریشیوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوگئی جن میں حسان بن ثابت' کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں' یہ شاعرانہ جنگ بالکل جاہلانہ طرز پر تھی نہ مخالفین بتوں کے فضائل بیان کرتے اور نہ مسلمان اسلامی فضائل بیان کرتے جس کے باعث ہم یہ کہہ سکیں کہ شاعری نے فنی اعتبار سے اس زمانہ میں نیا قدم بڑھایا بلکہ وہ اپنے جانے پہچانے طریقے پر ایک دوسرے کی ہجو کرتے جس میں حسب و نسب پر فخر ہوتا' سرداری و بزرگی کی ڈینگیں ماری جاتیں اور اس بات کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کہ وہ قریش کے عیوب اور کمزور پہلو خوب جانتا ہے'' نیز یہ قول بھی کہ ''تم قریش کی ہجو کیسے کرو گے حالانکہ میں انہی میں سے ہوں'' اور اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ جواب کہ میں آپ کو ان سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ عہد نبوت میں شاعری اپنے جاہلی طریقہ پر ہی رہی اور ایک مدت بعد جب قریش اور بقیہ عرب اسلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے تو تمام بدزبانیں گونگی ہوگئیں اور جاہلی شاعری دوبارہ بھاگ کر

صحراء میں پناہ گزین ہوگئی' اور مسلمان قرآن کو یاد کرنے' احادیث کی روایت اور مشرکین کے ساتھ جہاد میں مشغول ہو گئے چنانچہ شاعری کے دواعی اور باعث کی کمی کی وجہ سے شاعری کی آواز مدہم پڑ گئی البتہ وقتاً فوقتاً حقیقی مدح یا سچا مرثیہ کہنے کے لیے وہ ظاہر ہو جاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر وشاعری کے سننے میں نرمی والا پہلو اختیار کیا بلکہ بعض شاعروں کو انعام بھی دیا اور شاعری کے بارے میں ارشاد فرمایا: بعض بیان جادو کی سی تاثیر رکھتے ہیں اور بعض شعر حکمت ودانشمندی سے پر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 6: (الف) شام کی شاعری پر تبصرہ کرنے کے بعد عراقی شاعری کی خصوصیات تحریر کریں؟
(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت پر مختصر تبصرہ زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف) شام کی شاعری پر تبصرہ:

بنی امیہ کے زمانہ میں دمشق حکومت کا مرکز' دار الخلافہ' فوج کی چھاؤنی اور اسلام کی پناہ گاہ اور امیدوں کا مرکز تھا' وہ ادب قلم کے بجائے ادب سیف میں لگا رہا جھنڈے اٹھانے کی وجہ سے اس کو کتابیں اٹھانے کا موقع نہ ملا' سیاسی نظم وضبط کے خلجان نے اس کو شعر اور ادب کی روایت سے بے نیاز رکھا' چنانچہ یہ چیزیں عراق' حجاز کے لیے باقی رہ گئیں وہاں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے ان کی مجالس ادباء سے بھر گئیں چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ اس تحریک کو آگے بڑھانے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا اثر ہے۔

بہر حال جب اللہ تعالیٰ نے عباسیوں کو امویوں پر اور ایران کو عرب پر اور بغداد کو دمشق پر غالب کر دیا تو شام میں ادب کی حرکت سرد پڑ گئی نہ وہاں سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہاں کوئی آیا۔ حتیٰ کہ بنو حمدان حلب پر چوتھی صدی ہجری میں غالب ہوئے جیسا کہ ان کے بارے میں ثعالبی نے کہا ہے کہ ان کی زبانیں فصاحت کے لیے اور ان کے ہاتھ سخاوت کے لیے وقف ہو چکے ہیں۔

سیف الدولہ ان کی قیادت میں مشہور اور بلند پایہ کا سردار ہے۔ وہ خود ماہر ادیب اور فطری شاعر تھا' قابل تعریف بادشاہ تھا' اس نے اپنا دربار علماء' ادباء اور شعراء کے لیے کھولا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ یہ کہا جانے لگا کہ خلفاء کے بعد کسی کے دروازے پر علماء' ادباء اور شعراء کا اتنا ہجوم نہیں تھا جتنا اس کے دروازے پر ہوتا ہے (بادشاہ تو ایک بازار کی طرح ہے۔ جس چیز کی وہاں خرچ کی طلب ہوتی وہ چیز وہاں پہنچ جاتی ہے)

اہل شام کی شاعری کا طریقہ بحتری جیسا ہے۔ جس میں پر کشش الفاظ لانا' اور آسان فصیح طریقہ اپنانا' نہ کہ معنی کی گہرائی اور نہ انتہائی اختصار' ثعالبی نے صاحب ابن عباد کو اس طرز کی مدح کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ شامی شاعری سے محفوظ تھا' انہوں نے ہی خوارزمی سے یہ روایت بھی کی ہے کہ میرے دل کا کھلنا' میری زبان کی تیزی' ذہن کی صفائی' عقل وفہم کی تیزی اور اس مقام ومرتبہ تک پہنچنا صرف ان شامی لطائف ہی کی وجہ سے تھا۔

جب میں جوانی میں پہنچا تو میرے مزاج وعقل میں اور میرے حافظہ میں حلبی الطائف ہی تھے' شام

کے لیے فخر کرنے کو یہ بات کافی ہے کہ اس نے عرب میں ابو تمام، بحتری، متنبی، ابو فراس، ابو العلاء جیسے شعراء پیدا کیے اور شاعری کے عرب سے ختم ہو جانے کے بعد دوبارہ غالب کیا جبکہ اس وقت ایرانی معربین اور غلاموں کی اولاد سے عرب بھرا ہوا تھا۔

ہم ان مشہور و معروف شعراء کے ذکر پر ہی اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کے تمام شعراء کا ذکر اور ان کے حالات کا ذکر کرنے کی ہماری اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

عراقی شاعری کی خصوصیات:

شاید عراق کی اسلامی شاعری بدوی زندگی کی سچی عکاس اور نفسیات عرب کی صحیح ترجمان ہے، کیونکہ بقول ہمارے اگرچہ شاعری جاہلی طرز پر ہی باقی رہی تھی، اسی کے زور سے محرک تھی اور اسی کے چشموں سے پھوٹ رہی تھی، یہ شاعری پاکیزہ جملوں، واضح اسباب پر مشتمل تھی اور نسبت کی صحت میں بالکل مکمل تھی اس لیے کہ یہ تدوین علوم کے زمانہ کے قریب تھی اور سیاسی ذرائع و تاریخی واقعات کے ساتھ اس کا اتصال تھا اور یہی اس تمدنی زندگی کا مظہر تھی جو اسلام نے شروع میں عربوں کو دی، جس نے متفرق جماعتوں میں ایسی یگانگت پیدا کر دی تھی کہ بظاہر جمعیت و محبت نظر آتی تھی اگرچہ باطن میں دشمنی اور تفرقہ بازی تھی یہ شاعری آپس میں ایک دوسرے کی ہجو، جماعتوں کے باہمی مقابلہ و مباحثہ اور قبائل کے باہمی فخر، سرداروں اور خلفاء کی مدح پر مشتمل ہے اور یہ موضوعات ایسے ہیں کہ ان کے لیے عمدہ الفاظ، پختہ اسلوب، طویل بحر اور بدوی طریقہ لازمی ہیں، ہجو گوئی میں شاعری کا زیادہ مدار آباؤ اجداد کے عیوب مثلاً بزدلی، بخل، کمزوری، ذلت پر تھا، اور مدح و فخر میں اپنے گذشتہ خونی واقعات کے ذکر پر اور اپنے اسلاف کے غلبہ اور لوٹ مار کے ذکر پر تھا۔ ہجو کی خاص و عام تمام اقسام کا مظہر اس زمانہ میں عراق ہی تھا کیونکہ آپس میں لڑنے والے قبائل وہاں جمع تھے اور نئے نئے مذاہب وہاں پیدا ہو رہے تھے اور اس کے باشندوں پر بدویت، تکبر اور نخوت کا غلبہ تھا اسی وجہ سے وہاں کے شعراء عام طور سے ہجو سے شاعری کی ابتداء کرتے اسی میں نئے نئے طریقے نکالتے اور اسی پر گزارہ کرتے تھے، ہجو گوئی ان کے یہاں مختلف اسباب و ذرائع اختیار کر کے رنگارنگ لباس پہن لیتی، وہ شخصی، خاندانی، وطنی، دینی اور سیاسی شکل میں رونما ہوتی لیکن حقیقت میں ان سب میں باعث ایک ہی تھا یعنی موروثی عصبیت اور پرانی دشمنی:

وقد ینبت المرعی دمن الثری　　　وتبقی حزازات النفوس کما ھیا

''کبھی نمناک زمین پر بھی گھاس اگ آتی ہے، لیکن دلوں کی کدورتیں اور عداوتیں اپنے حال پر باقی رہتی ہیں''۔

(ب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت پر تبصرہ:

حدیث (اس کا معنی ہے بات، گفتگو) روزمرہ کی اس عام فہم گفتگو سے خارج نہیں ہے، جو ہر مجلس

میں ہوتی رہتی ہے اور ہر قسم کے موضوع پر مشتمل ہوتی ہے' حاضر جوابی' غور و فکر کی کمی' مقامات و احوال کے اختلاف سے کلام کا مختلف ہونا سب اس کے لازمی تقاضے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر باوجود برجستگی کے فیضان سماوی کا اثر' غیر معمولی صلاحیت کا نشان اور بلاغت کی مہر نظر آتی ہے' حدیث کا اسلوب اتنا قرآن کے قریب نہیں جتنا دور نبوت کے اسلوب کے قریب ہے' البتہ حدیث پاک دوسرے کلاموں سے اپنی ظاہری چمک دمک' عبارت کی ترتیب و روانی' واضح اور معین غرض و غایت کو لانے کے لیے مناسب الفاظ کو لانے' بیان کے حسب حال ہونے' اور جس سے گفتگو کی جائے اس کی بولی کے مطابق ہونے کی وجہ سے ممتاز ہے۔ دوسری زبانوں سے موافقت ایسی شکل میں بہت زیادہ ظاہر ہو جاتی تھی جب آپ باہر سے آنے والے وفود سے ماطب ہوتے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم غریب الفاظ استعمال کرتے اور ایسے متروک الفاظ استعمال کرتے جو ان کی زبان میں مستعمل ہوتے' مقفیٰ کلام کا التزام کرتے اسی سلسلہ میں آپ کی وہ باتیں ہیں' جو آپ نے طہفہ ابن ابی زہیر نہدی اور لقیط بن عامر بن منفق کے ساتھ کیں جن سے آپ کی خوش خلقی' اعلیٰ تربیت' زور بلاغت اور قوت اثر اندازی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اکثر احادیث پر روانی طبع کی رونق' جلال نبوت اور رونق فصاحت واضح نظر آتی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ و تمثیل' حکیمانہ کلام اور عمدہ گفتگو پر عجیب قدرت حاصل تھی یہی خصوصیت آپ سے پہلے آنے والے انبیاء میں بھی تھی خصوصاً سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام میں کچھ زیادہ ہی تھی وجہ اس کی یہ ہے کہ انبیاء لوگوں کے لیے اساتذہ اور اتالیق کی طرح ہوتے ہیں اور تعلیم میں تمثیل و خوش بیانی کا طریقہ بہت کارگر ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل.....سیرت رسول عربی

سوال نمبر 1: (الف) نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات پر ایک مضمون قلمبند کریں، جو کم از کم پندرہ سطروں پر مشتمل ہو؟ ۱۵

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کا واقعہ تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: (الف) عرب میں بت پرستی کا آغاز کب اور کیسے ہوا تفصیل کے ساتھ جواب تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) مسجد قباء کی تعمیر کا واقعہ مفصل انداز میں سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) تحویل قبلہ کے بارے میں تفصیل سیرت رسول عربی کی روشنی میں زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

(ب) ہجرت کے چوتھے سال کون سا غزوہ وقوع پذیر ہوا؟ نیز اس کی وضاحت سپرد قلم کریں؟ ۱۰=۷+۳

قسم ثانی......تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (الف) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کریں نیز صدیق لقب کی وجہ بھی تحریر کریں؟ ۱۵=۵+۱۰

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کے حوالے سے کوئی دو واقعے سپرد قلم

کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) کوئی دو آیات مبارکہ ایسی تحریر کریں، جو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی ہوں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے کوئی تین اہم واقعات تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مروی کوئی دو احادیث لکھیں نیز آپ کے لقب ابوتراب کی وجہ تحریر کریں؟ ۶+۴=۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

قسم اوّل...... سیرت رسول عربی

سوال نمبر 1: (الف) نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات پر ایک مضمون قلمبند کریں، جو کم از کم پندرہ سطروں پر مشتمل ہو؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کا واقعہ تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بالواسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا، پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔ عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: یعنی میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔ بعدازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ میں مذکور ہے۔ جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و امداد کا اقرار کرلیا، تو نور محمدی کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہوگئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا ہے:

وَكُلُّ آيٍ آتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهِ بِهِمْ
فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ منظوم

معجزے جتنے کہ لائے رسولان کرام
لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم
آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے
ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش و کم

اسی عہدے کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع و امداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں، اگر حضور نبی اُمی بابی ھو وامی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی، تو تمام انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۝

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا، اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا، تو جبرئیل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھالائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے، یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور و مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا، تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا، اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوگیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں

حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کردی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہوگیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا۔ ان سے بناء برقول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک وکفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی۔ اسی نور کے طفیل سے حضرت انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا حضور کے نور ہی کی برکت سے تھا۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا بیان:

مشہور قول کے مطابق جب موافق حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہاں اپنے والد ماجد کے ننہال بنوعدی بن نجار میں ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے اور وہیں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تجارت کے لیے ملک شام بھیجا تھا۔ وہ واپس آتے ہوئے مدینہ میں بنوعدی میں ٹھہرے اور بیمار ہو کر یہیں رہ گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ترکہ ایک لونڈی ام ایمن برکہ حبشیہ، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں تھیں۔

سوال نمبر 2: (الف) عرب میں بت پرستی کا آغاز کب اور کیسے ہوا تفصیل کے ساتھ جواب تحریر کریں؟
(ب) مسجد قباء کی تعمیر کا واقعہ مفصل انداز میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عرب میں بت پرستی کا آغاز:

عرب پہلے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت نابت کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد قبیلہ جرہم متولی ہوا۔ اس قبیلہ کو عمرو بن لحی نے جو قبیلہ خزاعہ کا مورث اعلیٰ تھا' بیت اللہ شریف سے نکال دیا اور خود متولی بن گیا۔ اس کا اصلی نام عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ازدی تھا۔ عرب میں بت پرستی کا بانی یہی شخص تھا۔ اسی نے سائبہ وصیلہ بحیرہ حامیہ کی رسم ایجاد کی تھی۔ ایک دفعہ یہ سخت بیمار ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ بلقاء میں پہنچ اور اس چشمہ میں غسل کرنے سے اچھا ہو گیا۔ وہاں اس نے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے دشمن پر فتح پاتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے درخواست کی ان میں سے کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے۔ غرض اس نے وہ بت لا کر کعبہ کے گرد نصب کر دیے اور عرب کو ان کی پوجا کی دعوت دی۔ اس طرح عرب میں بت پرستی شائع ہوگئی' جس کا اجمالی خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

بت کا نام	مقام جہاں وہ بت تھا	قبیلہ جو اس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
ود	دومۃ	کلب	یہ بت بشکل انسان بزرگ جثہ تھا' جس پر دو حلہ منقوش تھے
	الجندل جو دمشق و مدینہ کے وسط میں ہے		ایک حلہ بطور ازار اور دوسرا بطور چادر۔ تلوار آڑے لٹکائے ہوئے اور کمان شانے پر۔ سامنے ایک تھیلے میں نیزہ اور جھنڈا تھا اور ایک ترکش تھی جس میں تیر تھے۔ حارثہ اجداری اپنے بیٹے مالک کو دودھ دے کر اس بت کے پاس بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اپنے معبود کو پلا لاؤ۔
سواع	رہاط	ہذیل	بنولحیان اس بت کے خادم یا پجاری تھے۔
یغوث	مذحج	مذحج و اہل حرش	مذحج یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔
یعوق	خیوان	ہمدان اور اس کے نواح کے لوگ یمن میں	خیوان صنعاء یمن سے مکہ کی طرف دو دن کا راستہ ہے۔

نسر	ینبع	حمیر
مناة	قدید کے قریب ساحل بحر پر کوہ مشلل کے نواح میں	اوس وخزرج ہذیل وخزاعہ
فلس (بشکل انسان)	اجا	طئی

(ب) تعمیر مسجد قباء:

قباء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ۲ا ربیع الاول یوم دوشنبہ کو ہوا۔ یہی تاریخ اسلام کی ابتداء ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے تین دن بعد مکہ سے چلے تھے یہاں آملے اور یہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی شان میں آیت وارد ہے:

ترجمہ: "البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ مرد ہیں، جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک انہی کو دوست رکھتا ہے"۔ (سورۃ توبہ)

کلثوم بن ہدم کی ایک افتادہ زمین تھی جہاں کھجوریں خشک ہونے کے لیے پھیلا دی جاتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ زمین لے کر مسجد مذکور کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں دیگر اصحاب کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی بغرض تشویق وترغیب کام کرتے تھے۔ حضرت شموس بنت نعمان انصاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بھاری پتھر اٹھاتے کہ جسم اطہر خم ہو جاتا اور بطن شریف پر مجھے مٹی کی سفیدی نظر آجاتی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اگر کوئی عقیدت مند آکر عرض کرتا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا چھوڑ دیجئے، میں اٹھاتا ہوں"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "تم ایسا اور پتھر اٹھالو اور خود اسی کو عمارت میں لگاتے"۔ اس تعمیر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمت قبلہ بتا رہے تھے۔ اسی واسطے سے کہا جاتا تھا کہ اس مسجد کا قبلہ اعدل واقوم ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجی رضی اللہ عنہ شاعر بھی تعمیر مسجد میں شامل تھے اور کام کرتے ہوئے یوں کہتے جاتے تھے:

ترجمہ: "وہ کامیاب ہے، جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔

سوال نمبر 3: (الف) تحویل قبلہ کے بارے میں تفصیل سیرت رسول عربی کی روشنی میں زینت قرطاس کریں؟

(ب) ہجرت کے چوتھے سال کون سا غزوہ وقوع پذیر ہوا؟ نیز اس کی وضاحت سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) تحویل قبلہ:

نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور نماز کی روح خشوع ہے۔ خشوع کے لیے باطنی یکجہتی کے ساتھ ظاہری یکجہتی بھی درکار ہے۔ کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اور مقصود اصلی کو تقویت پہنچتی ہے۔ نماز جماعت

وجمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو دوسرے نمازیوں پر پڑتا ہے محتاج بیان نہیں۔ اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے۔ مگر اس تعین میں انسانی عقل کو دخل نہیں۔ بلکہ جو ذات پاک سزاوارِ عبادت ہے یہ تعین اسی کا حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بنابر حکمت ومصلحت وقت بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ اس لیے آپ کی یہ آرزو رہی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدت مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری کردی۔

ارشاد ربانی ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ (البقرہ ع:۱۷)

بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ تو اسے پسند کرتا ہے۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو، پس پھیرو منہ اپنے اس کی طرف۔

اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان یوم سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔ تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا، اور مقتدیوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو شامل جماعت تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی، وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہوگئے۔ دوسرے روز قباء میں عین اس وقت خبر پہنچی جب کہ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی اسی حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ کی طرف کرلیا۔

تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ ان کا اعتراض اور اس کا جواب قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اب کہیں گے لوگوں میں سے بیوقوف کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے۔ کہہ دے اللہ کا ہے مشرق اور مغرب، چلاتا ہے جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ کی طرف۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (البقرہ ع:۱۷)

اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا' الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار۔ مگر ان لوگوں پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے (حکمت احکام کی)

پہلی آیت میں ان کا اعتراض نقل کر کے یوں جواب دیا گیا کہ شرق وغرب بلکہ جہات ستہ سب خدا کی ہیں۔ اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں' کیونکہ وہ مکان و جہت سے پاک ہے۔ وہ جس جہت کو چاہے قبلہ مقرر کر دے۔ ہمارا کام اطاعت ہے۔ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ تحویل قبلہ اس واسطے ہوا کہ ثابت و متزلزل میں تمیز ہو جائے۔

(ب) ہجرت کے چوتھے سال وقوع پذیر ہونے والا غزوہ:

ہجرت کے چوتھے سال غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوا۔ یہ غزوہ ماہ ربیع الاول میں ہوا' جس کی وجہ نقض عہد سابق تھی۔ بنو عامر کے دو شخص جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد تھا' مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے' راستے میں عمرو بن امیہ ضمری ان سے ملا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں ہیں' اس نے دونوں کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطالبہ دیت کے لیے بنو نضیر سے مدد مانگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ تشریف رکھیے۔ ہم باہم مشورہ کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ عنہم وغیرہ کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے۔ یہود نے بجائے مدد دینے کے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بے خبری میں دیوار پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ پھینک دیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور جنگ کے لیے تیار ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ بنو قریظہ بھی برسر پیکار تھے' آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا۔ بدیں شرط ان کو اجازت دی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں اور بعض ملک شام میں چلے گئے۔ مگر بنو قریظہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا کہ ان کو امن دے دیا۔ جمادی الاولیٰ میں غزوہ ذات الرقاع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے قصد سے نجد کی طرف نکلے۔ مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کو غزوہ خیبر کے بعد بتایا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ غزوہ دو دفعہ ہوا ہو۔ صلوٰۃ الخوف سب سے پہلے اسی غزوہ میں پڑھی گئی۔ اس میں غورث بن حارث کا قصہ پیش آیا۔

قسم ثانی......تاریخ الخلفاء

سوال نمبر 4: (الف) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کریں نیز صدیق لقب کی وجہ بھی تحریر کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کے حوالے سے کوئی دو واقعے سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب:

مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے' کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا' اہل وعیال کو چھوڑنا' غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا' غزوہ بدر میں کلام کرنا' حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں جسے چاہے پسند کر لے' سن کر رو پڑنا' وفات حسرت آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا' لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا' مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا' مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے کھڑے ہو جانا' صحابہ کو قائل کر دینا' صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا' ملک شام کو فتح کرنا' لشکر شام کو مدد پہنچانا' آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں' جو اس مختصر مضمون میں نہیں سما سکتے۔

"صدیق" لقب کی وجہ:

ابن اسحٰق' حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب یہ ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے۔ آپ کے

دوست کہتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس گیا۔ آپ نے کہا: کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا: ہاں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی دور آسمانوں کی صبح و شام خبر دیتے ہیں' تو بھی ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا آخرت اختیار کرے تو اس بندے نے آخرت کو پسند کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: کاش! ہم اپنے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس رونے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب میں ڈال دیا' کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرسری طور پر ایک شخص کا ذکر فرما رہے تھے مگر اس میں جو راز تھا کہ وہ خود عبد خیر خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس کو فقط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم ہی پا سکتا تھا۔ اسی لیے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غلام بنایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے کہ جس قوم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں' وہاں کوئی شخص سوائے آپ رضی اللہ عنہ کے امامت نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) کوئی دو آیات مبارکہ ایسی تحریر کریں' جو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی ہوں؟

جواب: (الف) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: رب العالمین! عمر بن خطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرما (اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں)

امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لیے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا' آپ نے سورۃ الحاقۃ پڑھنا شروع کی۔ میں تلاوت قرآن سن کر تعجب کرتا رہا' میں نے اپنے دل میں کہا: واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر

پہنچے: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ٥ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ٥ الخ تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہوگئی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اس طرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد زہ لاحق ہوا' تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں میں چلا گیا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا' جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا: کون ہے۔ میں نے کہا: عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا: عمر تم میرا رات دن کیوں پیچھا نہیں چھوڑتے؟ میں ڈرا کہ کہیں آپ بددعا نہ کر دیں فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کروں گا جیسا کہ میں نے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد' ابو یعلیٰ' حاکم اور بیہقی دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے؟ آپ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا۔ اس نے کہا: میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کے گھر چلے گئے' وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے' آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے' چونکہ یہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آجانے پر خاموش ہوگئے' تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا؟ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا: کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے کہا: معلوم ہوا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ آپ کے بہنوئی نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پٹخا' آپ کی بہن نے انہیں چھڑانا چاہا' تو آپ نے اپنی بہن کو زور سے دھکا دیا جس سے ان کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا' آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا: جب تمہارا دین ہی سچا نہیں' تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں؟ آپ کی بہن نے کہا: تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اوّل غسل کیجیے یا کم از کم وضو کر لیجیے۔ آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر

پڑھی اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جس وقت اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ○

تو آپ نے فرمایا: مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا: عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما، میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب ایک گھر میں تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے، جس مکان میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ عمر آرہے ہیں، اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے۔ اس اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آچکی تھی، آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا: عمر یہ فسادات تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے، جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جیسی ولید بن مغیرہ کے لیے ہوئی۔ آپ نے کہا: اشھد ان لا الٰـه الا اللّٰه وانك عبداللّٰه ورسوله اور مسلمان ہو گئے۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قرآن کی موافقات:

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کوئی رائے دیتے قرآن مجید اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔

ابن عساکر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ ہوتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق کیا: (۱) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے؟ اس کے بعد آیت "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ" (اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ) نازل ہوئی۔ (۲) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک و بدطرح کے آدمی آتے جاتے ہیں، آپ تو انہیں پردہ کا حکم دے دیتے اس کے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔ (۳) جب ازواج مطہرات حضور کے غیرت دلانے میں سب شریک ہو گئیں میں نے کہا: "عسی

رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ " اس کے بعد بالکل ٹھیک یہی الفاظ قرآن مجید میں نازل ہوئے۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے کوئی تین اہم واقعات تحریر کریں؟

(ب) حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مروی کوئی دو احادیث لکھیں نیز آپ کے لقب ابو تراب کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے اہم واقعات:

آپ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری میں ملک "رے" فتح ہوا۔ یہ علاقہ اگرچہ اس سے پہلے بھی فتح ہو چکا تھا مگر قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے دوبارہ فتح ہوا۔ اسی سال لوگوں میں نکسیر کا مرض پھیل گیا' حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اس میں مبتلا ہو گئے اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا۔

۲۵ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ ایک صحابی ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے' بھیج دیا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ولید شرابی شخص تھا' ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا' اور مقتدیوں سے کہنے لگے کہ کہو تو اور زیادہ پڑھا دوں۔

۲۶ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا اور اسی سال "سابور" فتح ہوا۔

۲۷ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاز پر لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا' اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے ساتھ شامل تھے۔

(ب) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مروی دو احادیث مبارکہ:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے' کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی: "نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ" تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضٰی' حضرت فاطمہ الزہرا' حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر دعا کی: "الٰہی! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں"۔

ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: علی المرتضی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں علی (رضی اللہ عنہ) سے ہوں۔

لقب ''ابوتراب'' کی وجہ تسمیہ:

بخاری ''ادب'' میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا' تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقائے دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب عنایت فرمایا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوکر مسجد میں آ کر لیٹ گئے تھے' آپ رضی اللہ عنہ کے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی آپ اسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے: ابوتراب (اے مٹی والے!) اٹھو۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: فَصَاحَةُ الْكَلِمَةِ سَلَامَتُهَا مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ وَالْغَرَابَةِ۔

(الف) اعراب لگائیں اور عبارت کی اس طرح تشریح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہو جائے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر2: اما الامر فهو طلب الفعل على وجه الاستعلاء وله اربع صيغ۔

(الف) امر کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ سے مراد کون کون سے صیغے ہیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) امر اپنے اصلی معنی کے علاوہ جن معانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان میں سے کوئی پانچ معانی مع امثلہ تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر3: ومن دواعی الحذف اخفاء الامر عن غير المخاطب نحو أقبل تريد عليا مثلا وتأتي الانكار عند الحاجة نحو لئيم خسيس بعد ذكر شخص معين والتنبيه على تعيين المحذوف ولو ادعاء نحو خالق كل شيء۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) دواعی ذکر میں سے کوئی سے پانچ مع مثال بیان کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر4: وأما النفي فالتقييد به يكون بسلب النسبة على وجه مخصوص مما تفيده أحرف النفي وهي ستة۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا یہ تمام حروف مطلق نفی کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ وضاحت

کریں؟۴+۶=۱۰

(ب) لم اور لما کے معنی میں فرق واضح کریں نیز حروف نفی بیان کریں؟۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی پانچ اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟۵×۵=۲۵

تعقید، بلاغت، علم معانی، نہی، تمنی، توریہ، جناس

درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1: فَصَاحَةُ الْكَلِمَةِ سَلَامَتُهَا مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ وَالْغَرَابَةِ۔

(الف) اعراب لگائیں اور عبارت کی اس طرح تشریح کریں کہ مقصودِ مصنف واضح ہو جائے؟

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور عبارت کی تشریح:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور تشریح و توضیح درج ذیل ہے:

عبارت کی تشریح:

فصاحت کا لغوی معنیٰ: فصاحت کا لغوی معنیٰ بیان اور ظہور ہے جیسے کہا جاتا ہے: افصح الصبی فی منطقه (بچہ نے اپنی بول چال واضح کی)

فصاحت کی تعریف: اصطلاح میں فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتی اور ان کے ساتھ مل کر ہمیشہ پائی جاتی ہے جیسے کہا جاتا ہے: كلمة فصيحة، کلام فصیح اور متکلم فصیح۔

فصاحت کلمہ کی تعریف: کلمہ کا تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت سے خالی ہونا۔

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت کی تعریفات:

تنافر حروف کی تعریف: کلمہ میں کسی ایسی صفت کا ہونا، جس کی وجہ سے کلمہ زبان پر ثقیل ہو اور اس کی ادائیگی دشوار ہو جیسے الـظـش (کھردری جگہ) "الهعخع" (ایسی گھاس جسے اونٹ کھاتے ہیں) "النقاخ" (شیریں پانی اور صاف پانی) "المستشزر" (بٹی ہوئی چیز)

ان سب کلمات کی ادائیگی زبان پر دشوار ہے۔

مخالفت قیاس: کسی کلمہ کا کسی صرفی قاعدہ کے خلاف جاری ہونا جیسے متنبی کے شعر میں "بوق" کی جمع "بوقات" استعمال ہوئی ہے:

فان یك بعض الناس سیفاً لدولة ففی الناس بوقات لها وطبول

(یعنی بعض لوگ سیف الدولہ کے لیے تلوار بن جائیں، تو اسے سلطنت کے لیے بگل اور ڈھولوں کے ہوتے ہیں)

غرابت کی تعریف: کلمہ کا اپنے معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرنے میں ظاہر نہ ہونا جیسے تَکَأْکَأَ بمعنی اِجْتَمَعَ (جمع ہونا) اِفْرَنْقَعَ بمعنی اِنْصَرَفَ (لوٹنا) اِطْلَخَمَ بمعنی اِشْتَدَّ (وہ سخت ہوا)

سوال نمبر2: اما الامر فهو طلب الفعل علی وجه الاستعلاء وله اربع صیغ .

(الف) امر کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ خط کشیدہ سے مراد کون کون سے صیغے ہیں؟

(ب) امر اپنے اصلی معنی کے علاوہ جن معانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان میں سے کوئی پانچ معانی مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) امر کی تعریف:

استعلاء کی بناء پر کسی سے کسی کام کو طلب کرنا، خواہ حقیقتاً بڑا ہو یا چھوٹا ہو جیسے اِضْرِبْ زَیْدًا (تو زید کو مار)

امر کے صیغے: امر کے چار صیغے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ (۲) وہ فعل مضارع جس کے ساتھ لام امر ہو جیسے لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ . (۳) اسم فعل بمعنی امر جیسے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (۴) وہ مصدر جو فعل امر کا قائمقام ہو جیسے سَعْیًا فِی الْخَیْرِ . (تو بھلائی کے کلام میں کوشش کر)

(ب) صیغہ امر کا اصلی معنیٰ کے علاوہ استعمال:

کبھی امر کے صیغے اپنا اصلی معنی چھوڑ کر مجازاً دوسرے معانی میں مستعمل ہوتے ہیں، جو کہ سیاق کلام اور قرائن کے احوال کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) دعا (۲) التماس (۳) تمنی (۴) ارشاد (۵) تہدید (۶) تعجیز (۷) اہانت (۸) اباحت (۹) امتنان (۱۰) تخییر (۱۱) تسویہ (۱۲) اکرام۔

سوال نمبر3: ومن دواعی الحذف اخفاء الامر عن غیر المخاطب نحو أقبل ترید علیا مثلا وتأتی الانکار عند الحاجة نحو لئیم خسیس بعد ذکر شخص معین والتنبیه علی تعیین المحذوف ولو ادعاء نحو خالق کل شیء .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(ب) دواعی ذکر میں سے کوئی سے پانچ مع مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: بات کو چھپانا جیسے "اقبل" تم مثال کے طور "دواعی حذف میں سے" مخاطب کے سوادوسروں سے بات کو چھپانا جیسے "اقبل" تم مثال کے طور پر "علی" کو مراد لے رہے ہو۔ بوقت ضرورت انکار کی گنجائش کے لیے جیسے "لئیم خسیس" کہنا کسی معین شخص کا ذکر کرنے کے بعد۔ محذوف کی تعیین پر تنبیہ کرنے کے لیے اگر چہ دعویٰ کے طور پر ہو جیسے "خالق کل شیء" (وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے)

(ب) دواعی ذکر:

دواعی ذکر میں پانچ درج ذیل ہیں:

۱-زیادۃ التقریر والایضاح: یعنی کلام پہلے ثابت ہو مگر سامع کے ذہن میں خوب جمانا، اچھی طرح ثابت اور راسخ کرنا جیسے أُولَـٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (یہی لوگ ہیں، جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ ہیں، جو کامیاب ہونے والے ہیں)

۲-قرینہ پر اعتماد کی کمی: قرینہ پر اعتماد کم ہونے کی وجہ سے ذکر کیا جاتا ہے، خواہ نفس قرینہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اعتماد کم ہو یا سامع کے فہم کے کمزور ہونے کی وجہ سے اعتماد کم ہو جیسے زید نعم الصدیق (زید کیا ہی اچھا دوست ہے)

۳-سامع کی غباوت و کند ذہنی پر تعریض کرنا: کبھی سامع کی کند ذہنی پر اشارے و کنائے سے چوٹ لگانے کے لیے ذکر کیا جائے جیسے عمرو قال کذا (عمرو نے اس طرح بات کہی)

۴-تعجب کے اظہار کے لیے: کبھی اظہار تعجب کے لیے ذکر کیا جاتا ہے، جبکہ حکم میں کوئی غرابت اور انوکھا پن ہو، یا حکم حیران کن ہو جیسے علي يقاوم الاسد (علی شیر کا مقابلہ کرتا ہے)

۵-تعظیم اور اہانت کے لیے: کبھی تعظیم اور اہانت کی وجہ سے ذکر کیا جاتا ہے بشرطیکہ لفظ "تعظیم" اور "اہانت" کے معنیٰ کا فائدہ دے جیسے آپ سے کوئی پوچھنے والا اس طرح پوچھتا ہے: هل رجع القائد (کیا سالار لشکر واپس آگیا؟)

سوال نمبر 4: وأما النفي فالتقييد به يكون بسلب النسبة على وجه مخصوص مما تفيده أحرف النفي وهي ستة.

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ کیا یہ تمام حروف مطلق نفی کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ وضاحت کریں؟

(ب) لَمْ اور لَمَّا کے معنی میں فرق واضح کریں نیز حروف نفی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

بہر حال نفی تو نفی کے ذریعے حکم کو مقید کرنا مخصوص طریقہ پر نسبت کو سلب کرنے کے لیے ہوتا ہے،

جس کا فائدہ حروف نفی دیتے ہیں اور وہ چھ ہیں۔

نفی کے لیے حروف کے استعمال کی صورتیں:

نفی کے لیے استعمال ہونے والے چھ حروف ہیں ان کے استعمال کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) لا: یہ مطلق نفی کے لیے آتا ہے اس میں کسی خاص زمانہ ماضی حال اور استقبال کی قید کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے لَا زید فی الدار (زید گھر میں نہیں ہے)

(۲، ۳) مَا، اِنْ: یہ دونوں حال کی نفی کے لیے آتے ہیں بشرطیکہ فعل مضارع پر داخل ہوں "مَا" کی مثال جیسے مَا یَنْصُرُ خَالِدٌ (خالد مدد نہیں کر رہا ہے) "ان" کی مثال جیسے اِنْ یَقُوْمَ شَمْسٌ (شمس کھڑا نہیں ہو رہا)

(۴) لَنْ: یہ مستقبل کی نفی کے لیے آتا ہے اور یہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے آخر میں نصب دیتا ہے جیسے لَنْ یَنْصُرَ (وہ ہرگز مدد نہیں کرے گا)

(۵، ۶) لَمْ، لَمَّا: یہ دونوں ماضی منفی کے لیے آتے ہیں جیسے لَمْ یَنْصُرْ (اس نے مدد نہیں کی) لَمَّا یَنْصُرْ (اس نے مدد نہیں کی)

(ب) "لَمَّا" اور "لَمْ" میں فرق:

"لَمَّا" اور "لَمْ" میں فرق کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) لَمَّا کے ساتھ جو نفی ہوتی ہے وہ زمانہ تکلم اور حال تک جاری رہتی ہے جیسے لَمَّا یَنْصُرَ (ابھی تک اس نے مدد نہیں کی) لم میں یہ بات نہیں ہوتی۔ اس میں کبھی استمرار ہوتا ہے جیسے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ (نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ ہی اس کو کسی نے جنا ہے) اور کبھی استمرار اور دوام نہیں ہوتا جیسے لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا (کوئی قابل ذکر شیء نہیں تھا)

(۲) "لَمَّا" جس فعل پر داخل ہوتا ہے اس کا واقع ہونے کے ساتھ متوقع ہوتا ہے جیسے وَصَلَ الْاُسْتَاذُ اِلَی الْفَصْلِ وَلَمَّا یُدَرِّسُ (استاد کلاس میں پہنچ گیا اور ابھی تک سبق نہیں پڑھایا) یعنی ابھی تدریس کا آغاز نہیں ہوا مگر توقع ہے ہو جائے گا۔

اسی قاعدہ کے مطابق لَمَّا یَجْتَمِعِ النَّقِیْضَانِ (ابھی تک دو نقیضیں جمع نہیں ہوئیں) نہیں کہا جائے گا کیونکہ دو نقیضوں کا جمع ہونا متوقع الحصول ہی نہیں برخلاف "لَمْ" کے اس میں نفی زمانہ تکلم تک نہیں ہوتی اور یہ متوقع الحصول کے ساتھ بھی خاص نہیں ہوتا اس لیے: "لَمْ یَقُمْ ثُمَّ قَامَ" اور "لَمْ یَجْتَمِعِ النَّقِیْضَانِ" کہنا صحیح نہ ہوگا۔ "لما" نفی کا معنیٰ دینے میں ایسے ہی ہے جیسے "قَدْ" اثبات میں اس لیے کہ جب "قد" فعل پر داخل ہوتا ہے تو حال کے قریب کر دیتا ہے اسی طرح "لَمَّا" فعل نفی کو زمانہ حال کے قریب کر دیتا ہے۔

حروفِ نفی: حروف نفی چھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) لَا (۲) مَا (۳) اِنْ (۴) لَنْ (۵) لَمْ (۶) لَمَّا

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

تعقید، بلاغت، علم معانی، نہی، تمنی، توریہ، جناس

جواب: اصطلاحات بلاغت کی تعریفات مع امثلہ:

(۱) تعقید: کلام کا معنیٰ مرادی پر خفی الدلالت ہونا یعنی کلام میں ایسی پیچیدگی ہو جس کی وجہ سے مقصود پر ظاہر الدلالت نہ ہو۔

اس کی مثال یہ شعر ہے:

جفخت وهم لا يجفخون بهابهم　　　شيم على الحسب الاغر دلائل

(ممدوح کے اخلاق و عادات نے فخر کیا ہے، جو کہ اس کے عمدہ حسب و نسب پر دلائل ہیں، حالانکہ وہ لوگ اپنے ان اخلاق پر فخر نہیں کرتے)

۲- بلاغت: اصطلاح میں بلاغت کلام اور متکلم کی صفت واقع ہوتا ہے جیسے هذا کلام بلیغ (یہ کلام بلیغ ہے)

۳- علم معانی: وہ علم ہے، جس کے ذریعے لفظ کے ان احوال کو جانا جائے جن کے ذریعے کلام مقتضائے حال کے مطابق ہوتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ (اور ہم نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ زمین میں شر کا ارادہ کیا گیا، یا ان کے پروردگار نے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے)

۴- نہی: استعلاء کے طور پر ترک فعل طلب کرنا یعنی متکلم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے مخاطب کو فعل ترک کرنے کا حکم کرے حقیقت میں وہ بڑا ہو یا نہ ہو جیسے لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار)

۵- تمنی: کسی ایسی محبوب چیز کو طلب کرنا، جس کے ملنے کی امید نہ ہو، اس کے محال ہونے، یا اس کے بعید الوقوع ہونے کی وجہ سے۔ اس کی مثال شاعر کا شعر ہے:

الا ليت الشباب يعود يوماً　　　فاخبره بما فعل المشيب

(اے کاش! کسی دن جوانی لوٹ آتی، تو میں اسے وہ تمام واقعات بتاتا جو بڑھاپے نے کیے)

۶- توریہ: یہ ہے کہ کلام میں ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معانی ہوں، ایک "قریب الفہم" جس کو کلام سے بہت جلدی سمجھ لیا جائے اور دوسرا "بعید الفہم" جو جلد سمجھ نہ آئے بلکہ فائدہ پہنچانے کے لیے مقصود ہو کسی مخفی و پوشیدہ قرینہ کی وجہ سے جیسے: وهو الذى يتوفكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار (وہ ہی ذات ہے، جو رات کے وقت تمہیں قبضہ میں لیتی ہے اور دن کے وقت جو تم کرتے ہو اسے جانتی

ہے)

۷- جناس: اس کا لغوی معنیٰ ہے "مشابہ ہونا" اور "ہم جنس ہونا" اصطلاح میں دو لفظ چند وجوہ میں سے کسی ایک وجہ میں متفق ہوں اور دونوں کے معنیٰ مختلف ہوں یعنی دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں مگر معنی میں مختلف ہوں۔

☆☆☆☆☆☆